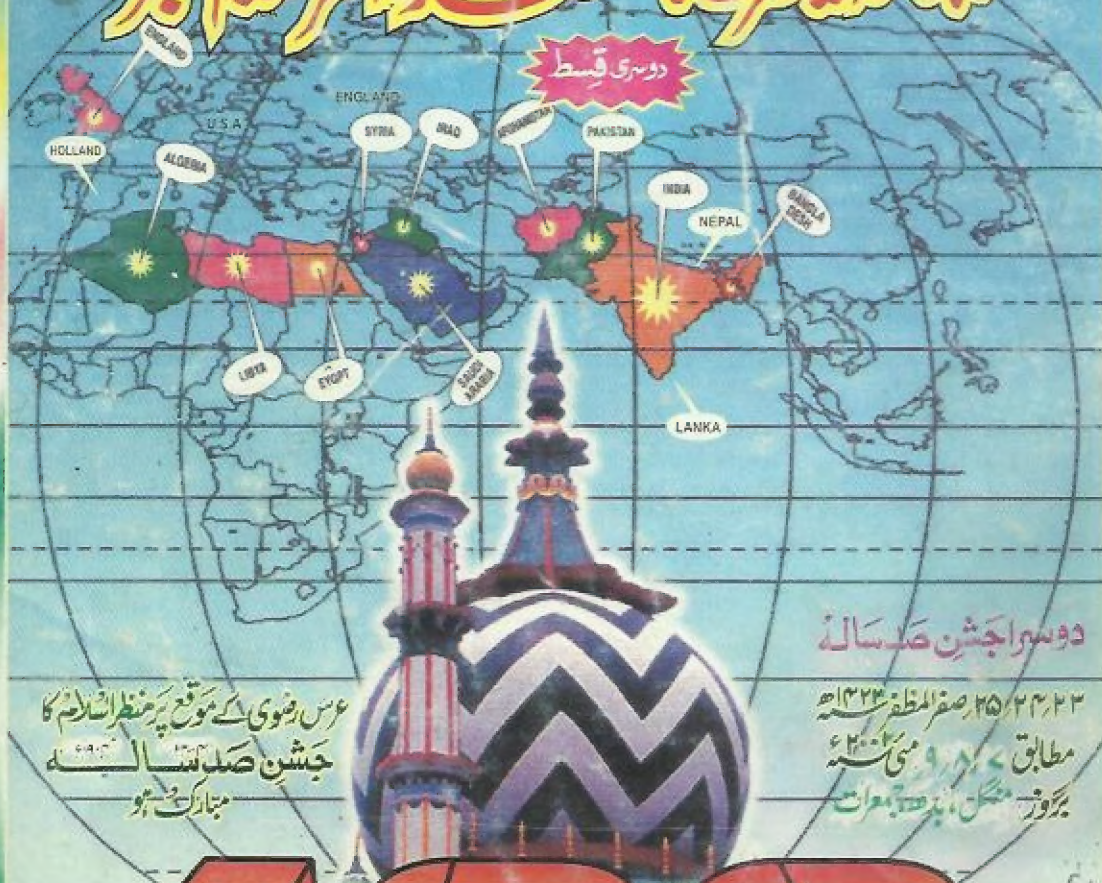


دوسری قسط



دوسرا جشن صد سالہ

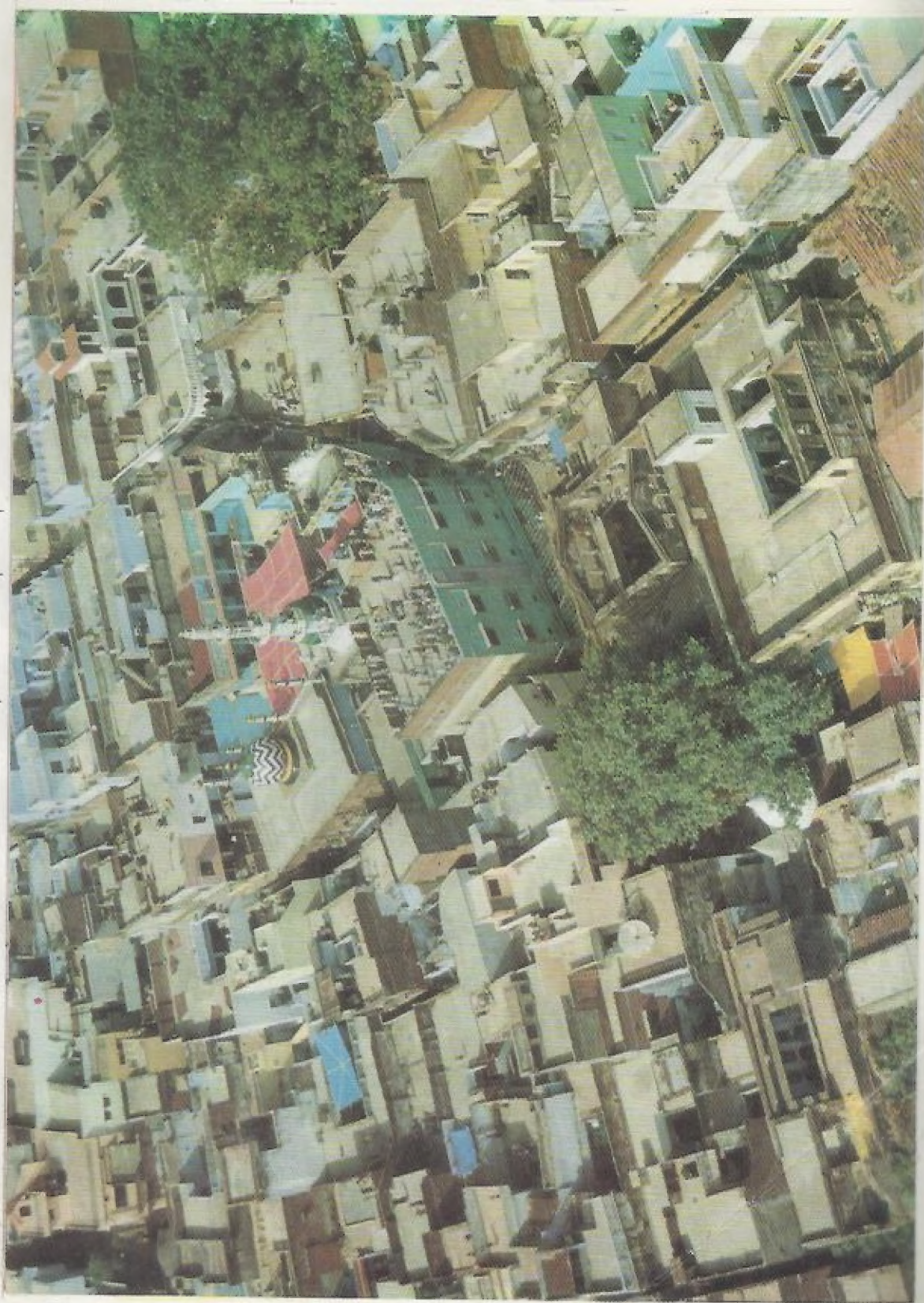
۲۲/۲۵ صفحہ المظفر ۱۳۲۲ھ
مطابق ۱۹۰۲ء
بروز منگل ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ



نور علی حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد سبحان رحمہ اللہ میان سجادہ نشین کاشغر، مالیر و

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر



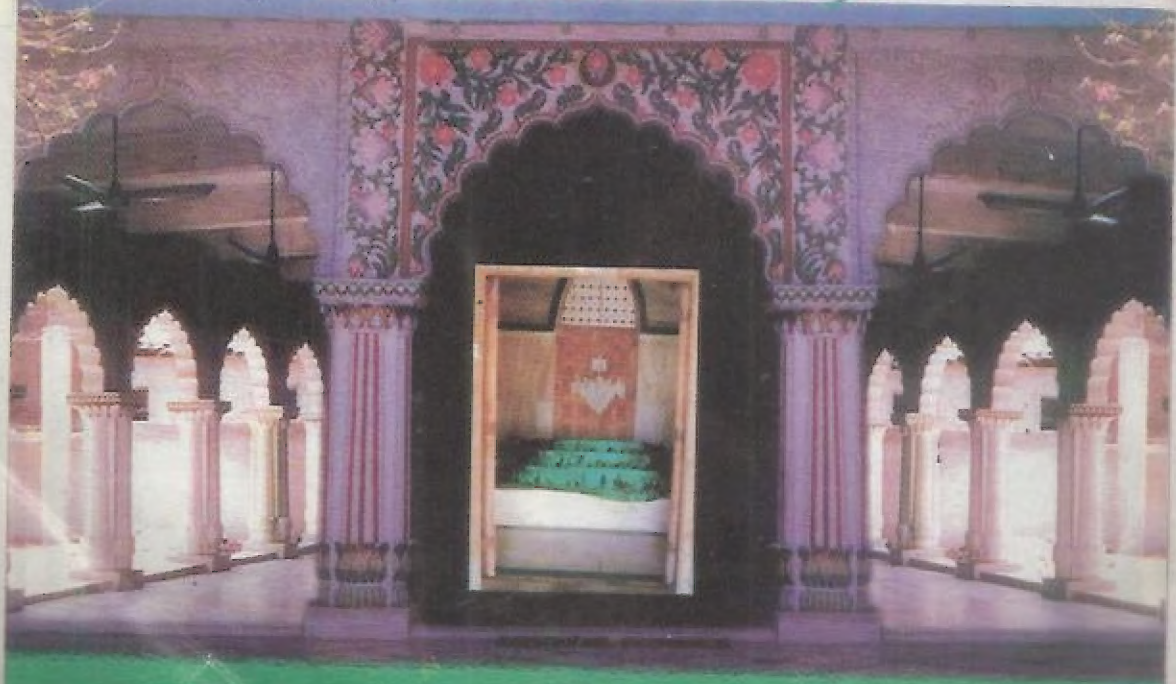


ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام آباد

ممتحن: بھائی منظر اسلام
بریلی شریف
درجہ اول

عید الاسلام و برہانِ ملت
علیہ الرحمۃ والرضوانی
چلیوڑ

شہرہ عالیہ قادریہ رضویہ بسلامتہ برکاتہ محمودیہ





در عهد رضا

حضرت مولانا شاه سلامت الشرح
مستحسن دارالعلوم منظر اسلام



اسلامیه نگر کالج کا صدر دروازہ



رضایاں کا نقشہ منظر

٤٦
فیض و یحییٰ: حجت الاسلام حضرت علامہ شاہ
علی محمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ والرضوان
ماہنا علیہ
نشاہ

بظُرُ وُصَافِي مَضَى عَظِيمُ هُنْدِ حَضْرَتِ عَلَامَةِ شَاهِ
مُصْطَفَى رَضَا غَاثِ نَضَائِبِ عِلْمِ الْوَحْيَةِ وَالْإِسْرَافِ

ماہنامہ
عالم
احمد علی شریف

شماره
تقسیم
جلد نمبر ۲۲

مکالا:
اپریل، مئی، جون
۲۰۰۲ء

زیریں یہ دم: اے کیا اے حضرت علی! محمد کیا ان رضا خاندانوں میں علیہ الرحمہ

جاری کو وہ مفسر ہندو غلام محمد اسرار خاں حبیب الرحمن بنی ن

شہزادہ رحمان ملت پیر طریقت حضرت علامہ
مدیر اعلیٰ الحاج سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب مظلہ العالی

مدیر: حضرت علامہ قادری	مدیر معاون: حضرت مولانا	مشیر: حضرت الحاج قادری	مرتب: حضرت مولانا
عبد الرحمن صاحب قادری	اعجاز انجم لطیف کٹیہا	محمد تسلیم رضا خاں قادری	محمد انور علی رضوی بہارچی

باہتمام: نبیر علی حضرت الحاج مولانا شاہ محمد سبحان صاحب قادری صاحبہ استاذہ ایضاً حضرت سید اکرام بریلی شریف

فہرست

۵	مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں سجانی میاں	دل کی بات
۹	محمد محمود احمد قادری	مکتوبات اعلیٰ حضرت و حضور مفتی اعظم ہند (قلمی)
۱۷	ملک العلماء ظفر الدین بہاری	بانی منظر اسلام چودھویں صدی کے مجدد
۳۶	پروفیسر مسعود احمد	بانی منظر اسلام کے خلفاء کی زرین خدمات
۵۵	علامہ عبدالحکیم شرف قادری پاکستان	منظر اسلام دو دہاؤں کا دوئم کے آئینے میں
۵۹	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	مولانا شمس الحق شمس بریلوی
۷۰	ڈاکٹر شجاع الدین قادری	عصر حاضر کے علمی و مسلکی
۷۹	مفتی عبدالقیوم ہزاروی	مکتوب صاحب پیادہ کے نام
۸۱	عبدالغنی اویسی پاکستان	منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان مع مکتوب قلم کار
۹۳	ڈاکٹر اقبال اختر قادری	امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق
۱۰۱	ڈاکٹر نظام علی انجم	دینی مدارس کی ابتداء
۱۰۶	عبدالجبار رحمانی	منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان
۱۱۰	مولانا جلال الدین پاکستان	امام احمد رضا بحیثیت ماہر تعلیم
۱۱۵	ڈاکٹر عبدالغنی عزیزی	منظر اسلام اور دینی تحریکات
۱۲۵	مولانا حسن منظر قدیری	منظر اسلام اور اس کا پس منظر
۱۳۰	ڈاکٹر حسن رضا الحسنی	ملک العلماء ظفر الدین بہاری
۱۳۳	وزیر اعظم ہند	خراج عقیدت
۱۳۵	مفتی محمد رضا رحمانی	قدسی مفت بزرگ
۱۴۰	پروفیسر عبدالرحمن بخاری	کاروان عشق کا سالار
۱۴۶	ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی	منظر اسلام اپنے اپنے مہتمم کے عہد میں
۱۶۵	مولانا الحاج محمد سلیم رضا خاں نوری	دینی خدمات کا نام منظر اسلام
۱۶۸	سید بدر عالم رضوی	اعلیٰ حضرت کا ایک گنام شاگرد
۱۸۲	مفتی شمس الدین حسین رضوی	دارالعلوم منظر اسلام ایک مطالعہ
۱۹۳	ادارہ	ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری
۱۹۹	مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں سجانی میاں	اخبار حقیقت
۲۰۲	مولانا ریاض حیدر خنی	حضور حجۃ الاسلام

۳۶۰ صفحات پر مشتمل نمبر کی معیاری و ممتاز طباعت میں خطیر رقم صرف ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ عرس رضوی میں منظر اسلام کے جشن صد سالہ کو ضم کرنے کے باوجود ادارے کو توقع و امید سے کہیں زیادہ زیر بار ہونا پڑا تھا۔ کمر ہمت جواب دے رہی تھی۔ زر کثیر کے صرف نئے نہایت ذہنی کشمکش میں مبتلا کر رکھا تھا۔ کثرت کار اور جشن صد سالہ کی مصروفیات نے جسم ناتواں کو بھی متحمل کر دیا تھا۔ مگر احباب کے حوصلہ افزا خطوط اور تسلی بخش جملوں نے فقیر کو سہارا دیا۔ ہمت بندھی، عزم کیا، اور پھر گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی زیر نظر نمبر کی ترتیب و تزئین و تدوین کا کام شروع کر دیا گیا۔ شب و روز کی انتھک کوششوں کے نتیجوں میں یہ گراں قدر دستاویزی نمبر (قسط ثانی) آپ کے ہاتھوں میں پہنچا جو فقیر کی بے پناہ خوشیوں، مسرتوں اور کامیابی کا موجب ہے۔

انشاء اللہ المولیٰ مستقبل میں اسی نوعیت کے دو نمبر اور آپ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے یعنی سن ۱۹۰۴ء تک یہ ادنیٰ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

گزشتہ سال عرس رضوی کے حسین و مسعود موقع پر مرکز اہل سنت یادگار اعلیٰ حضرت دارالعلوم منظر اسلام کا پہلا جشن صد سالہ منایا گیا جس میں اعزاز نوازی نیز منظر اسلام پر ایک تحقیقی سیمینار کا پروگرام رکھا گیا۔ ملک و بیرون ملک کے نامور ارباب علم و قلم اور صاحبان فہم و ذکا کی بے انتہاء خدمات جلیلہ کا حتی الوسعت جائزہ لیا اور اپنے قابل مضمون علمی تاثرات سے یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام کو خراج عقیدت پیش کیا۔ امسال پھر عرس رضوی میں جشن صد سالہ گزشتہ سال کی طرح اعزاز نوازی اور سیمینار کا پرکیف منظر منظر اسلام کے توسل سے آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جشن صد سالہ اور زیر نظر نمبر کے بارے میں اپنے اہم مبنی برحقائق اور بے لوث تاثرات سے ہمیں ضرور نوازیں ہم منتظر رہیں گے۔

منظر اسلام نے جہاں قوم و ملت کو بہت سے مدارس و مکاتب لاکھوں فتاویٰ ہزاروں کتابیں عطا کیں۔ وہیں سیکڑوں رسائل و جرائد بھی عطا کئے ماہنامہ علیٰ حضرت اور اس کے سارے نمبر بھی بالواسطہ منظر اسلام کی ہی عطائیں زیر نظر نمبر اسی فہرست میں ایک عظیم اضافہ ہے سال گزشتہ کے عرس رضوی سے اب تک ملک و بیرون ملک میں

گرامی قدر مخدومی سبحانی میاں دام فیضہ
سلام مستنون! طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر۔

آنحضرت کا فون آنے کے بعد۔ اعلیٰ حضرت میں طباعت کیلئے مطبوعہ کا غذات و فوٹو ارسال کر رہا ہوں۔ اس
میں خانقاہ کریمہ سلامیہ برہانیہ کارنگین فوٹو۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو قلمی مکتوب اور ایک تحریر جدا مجد حضرت
عید الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان جو انہوں نے اعلیٰ حضرت کو تحریر فرمایا۔ روانہ کر رہا ہوں۔ حسب فرمان انہیں اعلیٰ حضرت
کے اعلیٰ حضرت نمبر میں نمایاں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

عرس اعلیٰ حضرت کا دیدہ زیب بڑا پوسٹر موصول ہوا۔ گرمی کی شدت اور طویل سفر میں عارضہ قلب کا مریض
نقاہت ایسی وجوہات ہیں، جن کے باعث عرس میں حاضری نہیں ہو پاتی۔ جس کا مجھے شدت۔ سہ احساس ہے۔ دعا
فرمائیں جلد آستانہ پر حاضری ہو اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوں

طالب دعا

کفش بردار: محمد محمود احمد قادری

۲۳/۲/۲۰۰۲ء

صفحہ ۱۵ کا

بقیہ

نزدیک بریں خزانہ کیا دینی کوئی نہ پر حد ہی بکات دعا تہ سب کا تمام ہوں
مستم بعد از تسلیں سب دت زرتہ و طول حیات و زلفی علیہ السلام کی من نفاہت و بکاتہ زمیں

والسلام علیہ و آلہ و سلم

رفیقہ نیاز عظیم بارگاہ غفر خیر عبد السلام قادری جلیلہ درخشاں
نزدیک پور ۲۴ صبر الدلہ کے ۲۹/۲/۲۰۰۲ء

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام نمبر

مولانا محمد العلی شاہ ریاضی دہلی لکھنؤ

ساز و ساز حضرت قمر علی



مولانا محمد العلی شاہ ریاضی دہلی لکھنؤ



حضرت مولانا نور الحسن صاحب فاروقی، صدر المدین منظر اسلام در عہد حجبہ الاسلام اقدس



THE GRAVE OF HAZRAT SYED
MOHAMMAD NAIMUDDIN SB. (RA.)



آستان اکبر خرمین در بلاد اصفهان

بانی منظر اسلام چودہویں صدی کے مجدد

از ----- ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین قادری رضوی بہاری

مجدد :- صحیح حدیث میں بروایت حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :-

ان الله تعالى يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها (۱)
رواه ابو داؤد والحاكم في المستدرک والبيهقی فی المعرفة ، ذکرہ الامام الجلیل
جلال الدین السيوطی فی الجامع الصغير فی حدیث البشیر والنذیر ورواه
البيهقی فی المدخل وحسن بن سفيان و البزاز فی مسانيدهم والطبرانی فی
المعجم الاوسط وابن عدي فی الكامل ابو نعیم فی الحیہ).

بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی پر ایسے شخص کو قائم کرے گا جو اس دین کو از سر نو نیا کر دے گا
علامہ حقی حاشیہ سراج المنیر جامع صغیر میں فرماتے ہیں :-

”ہمارے شیخ نے فرمایا کہ حفاظ کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے“

جن محدثین نے اس کی صحت کی تصریح فرمائی ان میں علامہ ابو الفضل عراقی اور علامہ ابن حجر متاخرین علماء میں سے اور
حاکم مصنف صحیح اور بیہقی مستدرک اور بیہقی صاحب مدخل متقدمین محدثین سے ہیں ۔

امام جلال الدین سیوطی مرقاۃ حاشیہ سنن ابو داؤد میں فرماتے ہیں :-

اتفق الحفاظ علی صحیحہ

حفاظ محدثین کا اس حدیث کی تصحیح پر اتفاق ہے

علامہ شیخ بن احمد غزالی نے ”سراج منیر شرح جامع صغیر“ میں فرمایا ہے :-

”لفظ اول کی قید احترازی نہیں بلکہ غالبی ہے اس لئے کہ اول صدی کے مجدد و بالاتفاق خلیفہ راشد خاص الخلفاء

مشہور عالم ہوا اور حدیث شریف میں اکابر کی ایک جماعت کی طرف اشارہ ہے جو ہر سو برس کے سرے پر ہوتے ہیں۔
بعض مجددین کے اسمائے گرامی

مجدد مائے اولیٰ، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور فقہاء و محدثین سے پیشتر ہیں اور مجدد مائے ثانیہ مامون رشید خلیفہ حضرت امام شافعی حسن بن زیاد شہب مالکی علی بن موسیٰ یحییٰ بن معین حضرت معروف کرخی اور مجدد مائے ثالثہ خلیفہ مقتدر باللہ حضرت امام ابو جعفر طحاوی حنفی امام ابوالحسن اشعری امام نسائی وغیرہ اور مجدد مائے رابعہ خلیفہ قادر باللہ امام ابو احمد اسفراہینی ابوبکر محمد خوارزمی حنفی اور مجدد مائے خامسہ خلیفہ منتظہر باللہ حضرت امام محمد غزالی قاضی فخر الدین حنفی وغیرہم ہیں۔

مجدد کی شناخت

شیخ الاسلام بدرالدین ابدال رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریہ میں فرماتے ہیں کہ:-

مجدد معاصرین کے غلبہ ظن سے پہچانا جاتا ہے اس کے قرآن احوال اور اس کے علم سے انقاع کے سبب سے اور نہیں ہوتا مجدد مگر عالم علوم و دینیہ ظاہرہ و باطنہ کا ناصرت و واقع بدعت ہو پھر کبھی مجدد فقط ایک ہی ہوتا ہے جیسے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی صدی کے مجدد بالاتفاق ہیں اور دوسری صدی کے مجدد امام شافعی ہیں اس لئے کہ محققین کا اجماع ہے کہ اپنے زمانے میں تمام علماء سے اعلم و افضل تھے اور کبھی مجدد دو یا جماعت ہوتی ہے اگر کسی ایک عالم پر اجماع نہ ہو سکا پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ صدی کے درمیان کوئی ایسا شخص بھی ہو جو مجدد سے افضل ہو لیکن مجدد جب ہوگا تو اس المائے (صدی کے سرے) پر ہوگا کیونکہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے کہ صدی کے ختم ہوتے ہوتے علمائے امت بھی ختم ہو جاتے ہیں دینی باتیں مٹنے لگتی ہیں بد مذہبی اور بدعت ظاہر ہوتی ہے اس واسطے دین کی تجدید کی ضرورت پڑتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ایسے عالم کو ظاہر کرتا ہے جو ان خرابیوں کو دور کر دیتا ہے اور ان برائیوں کو سب کے سامنے علی الاطلاق بیان کر کے دین کو از سر نو نیا کر دیتا ہے وہ سلف صالحین کا بہتر عوض خیر الخلف نعم المبدل ہوتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعو و شرح سنن ابوداؤد میں فرماتے ہیں کہ:-

علامہ ابن اثیر نے فرمایا کہ علماء نے حدیث ان اللہ یبحث لحدۃ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من مسجد دلہا و دینھا کی تاویل میں ہر ایک میں اپنے زمانہ میں اختلاف کیا اور اشارہ کیا اس شخص کی طرف جو صدی کے سرے پر دین کی تجدید

میں لگا ہوتا ہر ایک اپنے مذہب کے حامی و ناصر کی طرف مائل ہوا اور بعض علما کا یہ خیال ہمیکہ اس حدیث کو عموم پر محمول کیا جائے اس لئے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد مبارک ہے، من مسجد دلھا و منھا کا اقتضاء یہ ہرگز نہیں کہ صدی کے سرے پر فقط ایک ہی شخص مجدد ہو بلکہ کبھی ایک ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زائد اس لئے کہ امت کا اصل انتفاع امور دین میں ہے۔ لیکن اس کے سوا دوسرے امور میں بھی بہت انتفاع ہوتا ہے مثلاً اولوالامر اہل حدیث۔

(دور قدیم سے اہل حدیث کا لفظ صرف خادین حدیث پر بولا جاتا رہا ہے لیکن ۱۸۸۸ء میں سرکار انگریزی کے خدمت گار نجدی عقائد کے پیروکاروں نے اپنی خدمات کے صلہ میں یہ لفظ حاصل کیا حالانکہ ان دیار میں انہیں وہابی کے نام سے پکارا جاتا ہے)۔

قراء، واعظین، عابد، زاہد لوگ اپنے اپنے فنون سے ایسا نفع امت کو پہنچاتے ہیں جو دوسرے سے ممکن نہیں اس لئے اصل حفظ دین میں قانونی سیاست ہے اور اشاعت عدل و انصاف جس کی وجہ ضبط و روایات ہوتی ہے اور زبانا اپنے عقول سے امت کو نفع پہنچاتے ہیں اور لوگوں کو تقویٰ پر ابھارتے ہیں اور دنیا میں زہد سکھاتے ہیں تو بہتر اور ٹھیک بات یہ ہمیکہ من مسجد دے اکابر مشہورین کی ایک جماعت ہر صدی پر ظہور و حدوث کی طرف اشارہ ہوا جو لوگوں کے دین کی حفاظت کرے اور برائیوں اور خرابیوں اور بے دینیوں بد مذہبیوں کو بتا کر دین کی تجدید کریں لیکن بایں ہمہ یہ ضرور ہمیکہ مجدد وہی شخص ہوگا کہ شروع میں مشہور عالم معروف مشارالیه ہو یعنی ان فنون میں سے کسی فن میں لوگ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوں ورنہ صدی کے شروع ہونے سے قبل بھی ضرور ایسے علماء ہونگے جو دین کی خدمت میں منہمک ہوں لیکن مجدد سے مراد یہ ہمیکہ جس وقت صدی ختم ہو اور دوسری صدی شروع ہو اس وقت وہ عالم معروف و مشہور زندہ اور مشار الیه ہو۔

مجدد کے بارے میں چند سوال اور ان کے جوابات

ماہ رجب ۱۲۹۹ھ میں سلطنت سے مولوی ابوعلی محمد عبدالوہاب صاحب نے جناب مولانا مولوی عبدالحی صاحب لکھنؤی فرنگی مہلی مرحوم و مغفور کے پاس اس حدیث شریف کے متعلق ایک استفتاء بھیجا تھا جس میں چند باتیں دریافت کی تھیں جو مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۱۵۱، ۱۵۲ مع جواب مکتوب ہے۔ اس جگہ مختصراً اس کو نقل کر دینا فائدہ سے خالی نہیں۔

(۱) حدیث ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ (الحدیث) میں راس آخر صدی مراد ہے یا راس آغاز صدی؟ اور

(۲) مجدد کے شرائط و علامات کیا ہیں؟ اور

(۳) پہلی صدی سے اس وقت تک کون کون سے مجدد ہوئے؟ اور

(۴) مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیرو سید احمد رائے بریلوی مجدد ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ علامہ لکھنوی نے ان سوالات کے حسب ذیل جوابات دیئے ہیں:-

(۱) راس مائتہ سے مراد بہ اتفاق مجددین آخر صدی ہے۔ اور

(۲) مجدد کی شرائط و علامات یہ ہیں کہ علوم ظاہرہ و باطنہ کا عالم ہو اس کے درس و تدریس تالیف و تصنیف و عطا و تذکیر سے نفع شائع و ذائع ہو اور احیائے سنت و امامت بدعت میں سرگرم ہو اور ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں اس کے علم کی شہرت اور اس سے انتفاع معروف و مشہور ہو پس اگر آخر صدی نہیں پائی ہے یا اس سے اس زمانہ میں انتفاع احیائے شریعت حاصل نہ ہوا ہو تو وہ مجددین کے صف سے خارج سمجھا جائیگا اور اس حدیث کا مورد و مصداق نہ ہوگا اور اس کا شمار مجددین میں نہ ہوگا، (اس کے بعد عبارت شیخ الاسلام بدر الدین اور مرقاۃ الصعود امام جلال الدین سیوطی نقل کر کے فرماتے ہیں)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ سید احمد رائے بریلوی ولادت ۱۲۰۱ھ میں ہوئی اور ان کے مرید اسماعیل دہلوی وغیرہ مصداق حدیث میں داخل نہیں ہیں (مولوی اسماعیل دہلوی کی ولادت ۱۱۹۳ھ میں ہوئی اور ان دونوں کا انتقال ۱۲۳۶ھ میں ہوا تو سید احمد صاحب نے کوئی آخر صدی نہ پائی اور مولوی اسماعیل دہلوی آخر صدی میں فقط سات سال کے بچے تھے) اس لئے کہ مجدد کیلئے ضروری ہے کہ آخر ایک صدی اور دوسری صدی کے اول میں اس صفت کے ساتھ موصوف ہو کہ اس کا نفع عام ہو اور اس کا اشتہار تام ہو اور ان دونوں کی تیرہویں صدی کے وسط میں شہرت ہوئی اتنا زمانہ گزر اعلیاء نے تعین مجددین میں اسی صفت کا لحاظ کیا ہے جس کی تفصیل علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے رسالہ مسکى بہ الفوائد الحجبی من بیعتہ اللہ لہذہ الامۃ اور امام جلال الدین سیوطی کے رسالہ مسکى بہ متنبیہ فینمى بیعتہ اللہ علی راس المائتہ وغیرہ میں ہے

ان رسائل کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مجدد مائے اولیٰ بالاتفاق خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے اور مجدد مائے ثانیہ بالاتفاق امام شافعی تھے اور مجدد مائے ثالثہ قاضی ابو العباس ابن شرح شافعی امام ابو الحسن اشعری محمد بن جریر طبری تھے اور مجدد مائے رابعہ امام ابو بکر باقلانی اور ابو طیب معلوکی وغیرہ تھے اور مجدد مائے خامسہ امام محمد بن محمد غزالی تھے اور مجدد مائے سادسہ امام فخر الدین رازی تھے اور مجدد مائے سابعہ امام تقی الدین ابن دینق العید تھے اور مجدد مائے ثامنہ زین الدین عراقی علامہ شمس الدین جوزی سراج الدین نقی تھے اور مجدد مائے تساعہ امام جلال الدین سیوطی علامہ شمس الدین سخاوی تھے اور مجدد مائے عاشرہ شہاب الدین شمس رملی ملا علی قاری۔ (انتهی کلامہ)

فقیر ظفر الدین قادری غفرلہ کہتا ہے اور مجدد مائے حادی عشر یعنی الف ثانی امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی (متولد ۱۰۸۰ محرم ۱۰۹۷ھ متوفی ۲۸ صفر ۱۰۳۳ھ) اور صاحب تصانیف کثیرہ شہیرہ ظاہرہ و باہرہ حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی متولد ۹۵۸ھ متوفی ۱۰۵۲ھ میر عبد الواحد بلگرامی صاحب سبع سنابل متوفی ۱۰۸۰ھ تھے اور مجدد مائے ثانی عشر سلطان دین پرور مالک بحر و بر ابو المنظر محی الدین اور محمد اورنگزیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی متولد ۱۰۲۸ھ متوفی ۱۱۱۹ھ و حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی متوفی ۱۱۳۳ھ قاضی محبت اللہ بہاری متوفی ۱۱۱۹ھ تھے اور مجدد مائے ثالث عشر مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے فرزند ولید و شاگرد رشید و مرید مستفید و خلیفہ و جانشین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز متولد ۱۱۵۹ھ متوفی ۱۲۳۹ھ ہیں اس لئے کہ مجدد کی صفات ان میں پائی جاتی ہیں اس لئے کہ بارہویں صدی کے آخر میں صاحب علم و فضل و زہد و تقوی مشہور دیار و اطراف تھے اور تیرہویں صدی کے آغاز میں ان کی طوٹلی ہندوستان میں بولتی تھی اور ساری عمر دینی خدمت درس و تدریس و افتاء و تصنیف و وعظ و پند حمایت دین و نکایت مفسدین میں صرف اوقات فرماتے رہے۔ جزاہ اللہ عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء۔

شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ کی علمی خدمات

حمایت دینی کے جملہ کاموں سے قطع نظر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ایک کتاب تحفہ اشاعرہ وہ کتاب ہیکہ روز تصنیف سے اس وقت تک کوئی کتاب اس شان کی نہ لکھی گئی یہ کتاب اپنے رنگ کی سب سے پہلی تصنیف ہے کہ اس سے قبل شاید ہی کوئی کتاب اس جامعیت کی ہو میں نے زبانی مستند علماء سے سنا ازاں جملہ حضرت

مولانا محمد فاخر صاحب بیجو والد آبادی فرماتے تھے کہ جب اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک بنانا شروع کیا اس وقت حضرت سید شاہ صاحب آنکھوں سے محذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی تھے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ:-

میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں آنکھوں سے بھی معذور ہو چکا ہوں ورنہ اس کتاب اور اس عقیدہ فاسدہ کا رد بھی تحفہ اشاعہ شریعہ کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔

(پروفیسر ایوب قادری اپنے ایک مقالہ میں تحریر کرتے ہیں اودھ میں بڑے بڑے معقولین پیدا ہوئے آخری دور میں مولانا فضل حق خیر آبادی اس قافلے کے سالار اعظم تھے انہوں نے اپنے والد مولانا فضل امام کے علاوہ خاندان ولی اللہی سے بھی استفادہ کیا تھا مگر دو شاہ اسماعیل اور شاہ اسحاق دہلوی کے بعض افکار و خیالات سے شدید اختلاف رکھتے تھے اور قدیم روش پر سختی سے قائم تھے مولانا محبوب علی دہلوی (تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی) بھی ان کے ہم خیال تھے ان حضرات نے شاہ اسماعیل کے افکار و خیالات کی سختی سے تردید کی علماء بریلی بدایوں اس سلسلے میں ان کے معین و مددگار اور عمومات اردو نامہ کراچی شمارہ ۵۱ دسمبر ۱۹۵۷ء ص ۵۵ بعنوان اردو میں مذہبی ادب برصغیر میں وہابیت کے معلم اول اسماعیل دہلوی کے اعتزالی اور انحرافی اعتقادات کا رد کرنے والوں میں علامہ منور الدین دہلوی (ابوالکلام آزاد کے پرانا) شاہ فضل رسول بدایونی علامہ مخصوص اللہ محدث دہلوی (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے پیچھے) علامہ محمد موسیٰ دہلوی (شاہ رفیع الدین دہلوی کے صاحبزادے) علامہ خیر الدین (ابوالکلام آزاد کے والد) مولانا نفی علی خان (امام احمد رضا کے والد) حکیم صادق علی خان (مسح الملک حکیم اجمل خان کے جد امجد) اور کئی دوسرے جلیل القدر علماء سرفہرست ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔) یہاں تکہ مجدد مائتہ ثالث عشر ہونے کی کھلی دلیل ہے کہ انہوں نے حمایت دین میں عزیز و قریب کسی کا بھی پاس نہ کیا۔

بلاد اسلامیہ میں شاہ و عبد العزیز کے علوم و معارف کی شہرت عام

پھر جو بھی شخص شاہ صاحب کی سوانح عمری دیکھے گا جانے گا کہ بیشک وہ تیرہویں صدی کے مجدد تھے پندرہ سال کی عمر میں کتب و رسبہ عقلیہ و نقلیہ سے فارغ ہو کر کامل ۶۵ سال حمایت دین نکایت مفسدین میں صرف فرمائے اور (۸۰) اسی سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

درس و تدریس میں معقولات کے علاوہ فقہ و متعلقات فقہ کا تو انتظام تھا مگر خاص چیز درس حدیث اور فتویٰ نویسی تھی جس کی شہرت ہندوستان سے باہر روم، شام، مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، بیت المقدس وغیرہ تک پہنچی ہوئی تھی قسطنطنیہ سے ملا رشیدی مدنی نے آپ کو ایک خط لکھا تھا جس کی چند سطر میں ملاحظہ ہوں:-

شاہ صاحب! آپ کا کچھ ایسا اثر بلاد اسلامیہ میں ہو رہا ہے کہ جب کوئی فتویٰ دیا جاتا ہے اور علماء اس پر اپنی مہریں ثبت کرتے ہیں تو ہر شخص فتوے میں آپ کی مہر تلاش کرتا ہے اور وہ فتویٰ جس پر آپ کی مہر ثبت نہ ہو زیادہ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا آپ یہاں تشریف لے آئیں تو ہم لوگوں کیلئے بڑے فخر کی بات ہے اور سلطان ترکی بھی آپ کی بڑی عزت کریں گے۔

(سلطنت ترکی کے حکمران خلفاء علماء و مشائخ کے نہایت قدردان تھے مقامات مقدسہ اور آثار شریفہ کی حفاظت کے علاوہ بڑے متدین ہوتے تھے علمائے کرام و مشائخ عظام بھی ان سے محبت کرتے اور مخلصانہ دعاؤں سے انکو نوازتے چنانچہ ترکی سلاطین کا ذکر امام احمد رضا بریلوی یوں کرتے ہیں ترکی سلاطین اسلام پر رحمتیں ہوں وہ خود اہل سنت تھے اور ہیں۔)

(دوام العیش فی الائمۃ من القریش بار اول مطبوعہ ۱۳۳۱ھ بریلی ص ۶۳)

(۱۹۰۸ء میں سلطان عبدالحمید خان جب تختِ ترکیہ سے معزول کئے گئے تو حضرت قبلہ عالم (پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ) نے بہت رنج اور افسوس کا اظہار فرمایا تھا مہر منیر ص ۲۶۹)

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے چند مقتدر تلامذہ

اسی طرح آپ کے درس و تدریس کا شہرہ ہندوستان سے باہر تک پھیلا ہوا تھا آپ کی تدریسی خوبیاں آپ کے نامور شاگردوں کے نام ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں بطور نمونہ یکے از ہزار سے یہ ہیں:-

۱:۔ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب (آپ کے برادر خرد)

۲:- شاہ محمد اسحاق

۳:- مفتی صدر الدین خاں صاحب دہلوی

۴:- حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی

۵:- مولانا شاہ مخصوص اللہ صاحب (آپ کے برادرزادے)

۶:- حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی

۷:- حضرت مولانا حسن علی صاحب لکھنوی

۸:- حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ قادری برکاتی بدایونی کانپوری (مصنف رسالہ اشباع الکلام فی المولود والقیام استاذ)

حضرت مولانا شاہ محمد عادل صاحب کانپوری و شمس العلماء مولانا محمد سعید صاحب حسرت عظیم آبادی)

۹:- حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی

۱۰:- تہمتی وقت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی

۱۱:- حضرت مولانا مفتی الا صاغر بالا کا بر وارث العلم والمجد والفضل کا بر ا عن کا بر مولانا سیدنا سید شاہ آل رسول صاحب

احمدی مارہروی پیر مرشد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی

۱۲:- حضرت مولانا شاہ ابوسعید صاحب نیرۃ خولجہ معصوم بن مجدد حضرت مجدد الف ثانی

۱۳:- حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب مجددی

۱۴:- حضرت مولانا شاہ ظہور الحق صاحب قادری بھلواروی بانی خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ شیشی

۱۵:- مولانا شاہ عبدالغنی صاحب ابوالعلائی نعمی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

چودھویں صدی کے مجدد

اور چودھویں صدی کے مجدد مجدد مائتہ حاضرہ مکوید ملت طاہرہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت صاحب تصانیف کثیرہ و تالیف

بابرہ جناب مستطاب معالیٰ الاعقاب مولانا مولوی حاجی حافظ قاری محمد احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ

و برکاتہ قدس سرہ یوم القیامۃ تحت ایامہ اس لئے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ اور انتقال پر ملا ۲۵ رصفہ

۱۳۴۰ھ ہے تو تیرہویں صدی کے آپ نے اٹھائیس سال دو مہینے بیس دن پائے اور علوم و فنون درس و تدریس تالیف و

تصنیف و عطا و تقریر میں مشہور دیار و امصار و اوائی و اقصیٰ ہوئے اور چودھویں صدی کے اسی سال ایک مہینہ پچیس

دن پائے جس میں حمایت دین و نکات مفسدین اور احقاق حق و اذہان باطل اعانت سنت و امانت بدعت میں جان و مال

ہوسکا بڑی تقطیع (۲۰+۳۶+۸) پر بارہ جلدوں میں ہیں جس کی ہر جلد نو سو اور ہزار صفحے کے درمیان ہے رسائل و مستقل تصنیفات چھ سو سے بالا ہیں جو پچاس فنون پر مشتمل ہیں (۲) جدید تحقیق کے مطابق چودہویں صدی کے مجدد امام احمد رضا بریلوی کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے جو پچاس سے زائد علوم و فنون پر مشتمل ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے (۱) تذکرہ علماء ہند (۲) قاموس الکتاب اردو مطبوعہ کراچی (۳) سوانح اعلیٰ حضرت از بدرالدین احمد (۴) الجمل المحدث والتالیفات المجدد از ظفر الدین بہاری (۵) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں از پروفیسر محمد مسعود احمد (۶) اردو انسائیکلو پیڈیا جلد ۱۰ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی (۷) ماہنامہ المیزان بمبئی امام احمد رضا بریلوی نمبر)

آج ہمارے سامنے علمائے متقدمین و متاخرین کے فتاویٰ موجود ہیں مگر اس وصف میں بھی اعلیٰ حضرت اپنی نظیر آپ ہیں اتنا مفصل و مدلل و ضخیم فتاویٰ کسی کا دیکھنے میں کیا سننے میں بھی نہیں آیا تصنیفات بھی اس قدر کثیر و عزیز امام جلال الدین سیوطی مجدد مائے عشرہ کے بعد کسی عالم کی دیکھی نہ سنی گئیں اگلے علماء محرر المذہب امام محمد شمس الانامہ سرخسی "صاحب مبسوط" علامہ بیہقی علامہ خطیبی علامہ ابن حجر عسقلانی امام بدر الدین محمود دہلوی صاحب عمدۃ القاری شرح بخاری قدست اسرار ہم، کو نہیں کہہ سکتا۔ ورنہ دیگر علماء کی تصنیفات کو اعلیٰ حضرت کی تصانیف کثیرہ سے کوئی نسبت نہیں۔

امام احمد رضا مرجع العلماء

آپ نے درس و تدریس بھی کسی مدرسہ میں مدرس ہو کر یا اپنا ہی مدرسہ قائم کر کے نہیں کی تھیں ایک زمانہ میں مرجع طلباء رہے دور دور سے طلباء آکر مستفیض ہوتے رہے سہارنپور اور دیوبند کا تذکرہ اپنی طوفانی عمر قدامت کی وجہ سے بہت مشہور تھا لیکن وہاں کے چند طلباء دیوبند اور گنگوہ چھوڑ کر درس حدیث وفقہ کیلئے بریلی شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو یہاں کے طلباء کو سخت تعجب ہوا اور ان لوگوں نے آنے والے طلباء سے پوچھا کہ

طلباء کو شمشیر خیرا (وہاں بہتر ہوگی اس جگہ زیادہ فائدہ ہوگا) کا مرض ہوتا ہے ایک جگہ پڑھ رہے ہیں وہاں سے پڑھنا چھوڑ کر دوسری جگہ، چل دیئے، وہاں سے تیسری جگہ، لیکن یہ عموماً ایسی جگہ ہوتی ہے کہ دوسری جگہ وہاں کی تعریف ہوتی ہو آپ لوگ دیوبند اور گنگوہ سے بریلی کس طرح پہنچے اس لئے کہ وہاں مدرسوں میں اس کی تو توقع ہی نہیں کہ کسی اہل سنت عالم کی تعریف کریں اور وہ بھی اعلیٰ حضرت جیسے راہِ ہدایت کی (وہابی عقائد کی تردید کرنے والا)

ہوتے۔

حق و صداقت کا کوہ بلند

حمایت دین و نکایت مفسدین، معاوندین، دین ستین، میں اعلیٰ حضرت نے پوری عمر تن من و دھن دولت سب کچھ صرف کر دیا جس کو عرب و عجم کے مسلمان سب جانتے ہیں آپ نے حق واضح کرنے میں جو دین و ملت کا فریضہ ادا کیا وہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے مجدد مائتہ حاضرہ (موجودہ صدی کا مجدد چونکہ مؤلف نے چودہویں صدی میں مضمون لکھا اس سے مراد ہے چودہویں صدی کے مجدد) ہونیکا بین ثبوت ہے اگرچہ بعض مخالفین اصل حقیقت تک نہ پہنچنے کی وجہ سے یہ اعتراض کر بیٹھے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب عمر بھر سب کا رو کرتے رہے جس سے ان کی مقبولیت کو بڑا صدمہ پہنچا ورنہ وہ جس قابلیت اور جامعیت کے عالم تھے سارا زمانہ انکی قدم بوسی کرتا اور پیشوا مانتا، یہ اسی خیال کے لگ بھگ ہے جو مشرکین عرب حضور اقدس ﷺ سے کہتے تھے کہ آپ ہمارے بتوں کو برائہ کہیں تو ہم سب لوگ آپ کو اپنا سردار ماننے کو تیار ہیں اور ہر شخص اپنی دولت و آمدنی سے ایک حصہ آپ کی نذر کر دے گا جس کی وجہ سے آپ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے، لیکن حضور اقدس ﷺ نے اس کی طرف اصلاً التفات نہ فرمایا بلکہ انکو ٹھکرادیا اللہ تعالیٰ نے ان کو مجدد مائتہ حاضرہ، حمایت دین و نکات مفسدین کیلئے بنایا تھا۔ نہ اس لئے کہ اس سے ذاتی فائدہ اٹھائیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس قدر تحریر و تقریر رسائل و اشتہارات کا فائدہ کیا ہوا؟ یہ جان بوجھ کر ٹھیک نغف النہار کے وقت آفتاب عالم تاب کا انکار کرنا ہے

حدیث شریف میں ہے۔

اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت کرے تو روئے زمین کی حکومت سے بہتر ہے۔

اور یہاں تو ہزاروں کیا لاکھوں اشخاص نے انکی تقریرات، تحریرات سے فائدہ اٹھایا گراہ دیندار ہوئے مذہب مستقیم ہوئے سنی صحیح العقیدہ راسخ الاعتقاد ہوئے کہ بد مذہبیت کا جھوٹا کجا، آندھی بھی انہیں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی وہ ہشت دھات کی طرح اپنے عقیدوں پر پختہ اور ثابت قدم ہیں نماز کی شیخ وقتہ دعا اھد نا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم والضالین (۱) ہمیں سیدھے راستہ پر چلا ان

عقلم الہی کی تعمیل میں چلے تو وحی ہوئی مگر اے موسیٰ وہ ایمان نہ لائیگا، انہوں نے عرض کیا کہ خداوند! پھر ہمارے جانے اور حیران ہونے کا کیا فائدہ؟ ارشاد ہوا۔

”تمہیں تبلیغ کا اجر ملے اور اس پر حجت الہی قائم ہو“ قیامت کے دن وہ یہ تو نہ کہہ سکے۔

ما جاءنا من بشير ولا نذير، ہمارے پاس کوئی بھی احکام الہی سنا کر خوشخبری دینے والا اور منہیات بتا کر ڈرسانے والا نہ آیا۔
خود حضور اقدس ﷺ کو فرمایا گیا ان الذین کفروا سواء علیہم اانذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون بیشک جسکی قسمت میں کفر ہے ان پر برابر ہے کہ انہیں آپ ڈر سنا دیے وہ ایمان لانے کے نہیں، اس جگہ بھی سواء علیہم فرمایا یعنی ڈر سنانا اور نہ سنانا، ان کے لئے برابر ہے، یہ نہیں فرمایا سواء علیہم اانذرتهم ام لم تنذرهم یعنی ڈر سنانا اور نہ سنانا آپ کیلئے برابر ہے، اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کو تبلیغ کا ثواب بہر حال ملے گا، وہ بد بخت مانیں یا نہ مانیں، اسی لئے اللہ عزوجل نے انبیاء کرام کا ذمہ لگا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

انک لاتھدی من احببت ولكن الله يھدی من یشاء الی صراط مستقیم
 ”بیشک آپ ایصال الی المطلوب نہیں کر سکتے جس کو دوست رکھیں (۱) ہدایت کے مفہوم میں دو امور داخل ہیں (۱) لیکن
 اللہ تعالیٰ جسکو چاہے، سیدھے راستہ تک پہنچا دے“ صدق اللہ ورسولہ (۲) پھر کسی عالم کے ذمہ کیونکر یہ کام ہو سکتا ہے کہ
 مخالف کو گمراہی سے نکال کر سیدھے راہ پر لا کر کھڑا کر دے کہ وہ تو بہر حال انبیاء کے نائب ہی ہیں، پھر اعلیٰ حضرت کے
 کارنامہ کو دیکھتے ہیں تو بلاشبہ کہتا پڑتا ہے کہ سو میں نہیں تو اسی نوے فیصد سی کامیابی ہوئی، بڑے بڑے مخالف کے مقابلہ
 میں ہمیشہ صامت و ساکت رہے بلکہ اکثر کو تو اقرار کرنا پڑا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب واقعی ٹھیک فرماتے ہیں مگر
 مصلحت وقت کا تقاضا یہ ہے حالانکہ دین و ایمان کا تقاضا بلا خوف و لومۃ لائم گوئی، حق جوئی ہے، ذالک فضل
 اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

چودھویں صدی کے مجدد کی تصدیق کرنیوالے چند مقتدر علماء کے اسماء گرامی:

اب رہی یہ بات کہ آپ کے زمانہ کے علماء و مشاہیر نے آپ کے علوم سے انتفاع دیکھ کر آپ کو مجدد مانا تو یہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے، اگر ان تمام حضرات کے صرف نام ہی لکھے جائیں جنہوں نے آپ کو مجدد مانا تو اس کیلئے

ایک دفتر درکار ہو۔

مگر دفترے دیگر انشاء کنم

اس لئے صرف چند اشہر مشاہیر علماء اہل سنت کے نام نامی پراکتفا کرتا ہوں

۱۔ حضرت قدوة الواصلین زبدۃ العارفین مولانا سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں صاحب وارث سجادہ قادریہ برکاتیہ خانقاہ وکلاں، مارہرہ شریف

۲۔ حضرت زبدۃ السکین مرجع الطالبین سیدنا شاہ ابوالقاسم عرف شاہ جی میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ صادقہ برکاتیہ، مارہرہ شریف

۳۔ حضرت رف باندہ مقبول بارگاہ سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب، سجادہ نشین خانقاہ کلاں، مارہرہ شریف۔

۴۔ حضرت تاج النحل محب الرسول مولانا شاہ محمد عبدالقادر صاحب قادری برکاتی معنی، سجادہ نشین خانقاہ قادریہ معینیہ، بدایوں شریف

۵۔ حضرت مطہج الرسول عبدالمتقدر صاحب قادری معنی سجادہ نشین خانقاہ معینیہ قادریہ بدایوں، جنہوں نے ۱۳۱۸ھ کے جلسہ پٹنہ میں وعظ کیا (۱) ۱۳۱۸ھ و ۱۹۰۰ء میں ندوہ کا جلسہ پٹنہ میں ہوا، قاضی عبدالوحید رئیس پٹنہ نے بھی اسی سال مصلحین ندوہ علماء اہل سنت کا جلسہ منعقد کیا، کثیر علماء اہل سنت کے بیان ہوئے، اسی جلسہ میں اہل سنت مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ نے ندوہ کے غیر اسلامی افعال پر شدید گرفت فرمائی، اس تاریخی جلسہ میں آپ نے خطاب فرماتے ہوئے آیات و احادیث اور تفسیر و تاریخ سے ”دوقوی نظریہ“ پر زبردست دلائل قائم فرمائے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (۱) حیات علیحضرت، ج ۱، ص ۱۲۷ (۲) خطابات آل اندیاسی کانفرنس مطبوعہ مکتبہ رضویہ گجرات، ۱۹۷۸ء ص ۱۹) کہا اور اس میں مولانا احمد رضا خاں کو ان الفاظ سے یاد کیا۔

جناب عالم اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب :

یہ وعظ جب ہی دربار حق و ہدایت میں طبع ہو گیا تھا (۲) اسی جلسہ پٹنہ میں ندوہ کے غیر اسلامی اقوال و حرکات پر گرفت کرتے ہوئے چودہویں صدی کے مجدد اور دیگر علماء اہل سنت نے جو وعظ فرمائے وہ دربار حق و ہدایت میں شائع ہو چکے

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا صد سالہ منظر اسلام آباد



رضا کوبرا کی تعریف میں پیری عمارت کا مجموعی منظر



شہداء حضرت مولانا محمد حسین صاحب، مولانا محمد
منظر اسلام - درجہ رضا



شیر عرشہ اہلسنت حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب
خلیفہ امیر حضرت رضی اللہ عنہ

حضور صاحب سجادہ کے کاشانہ اقدس کا بیرونی منظر



مقام کی طرف سے پیش کردہ کاشانہ اقدس کا بیرونی منظر

مقام کی طرف سے پیش کردہ کاشانہ اقدس کا بیرونی منظر

ہیں، امام احمد رضا خان قدس سرہ کا وعظ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی میں دوبارہ چھپ چکا ہے،
وعظ کا عنوان ہے۔

”بیان ہدایت نشان مجدد مائتہ حاضرہ مکوید ملت طاہرہ امام علماء اہل سنت حضرت مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی دام فیضہ القوی

۶۔ وعظ خوش بیاں شیریں زباں شہید فی نصرۃ الدین حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب قادری بدایونی

۷۔ حضرت مولانا اسد اللہ اشرف الدار رشید مولانا مولوی وحی احمد صاحب محدث سورتی، پبلی بھٹی۔

۸۔ حامی سنت جناب مولانا مولوی حکیم خلیل الرحمن خاں صاحب پیلی بھیتی

۹۔ حضرت سلطان الواعظین مولانا مولوی شاہ عبدالاحد صاحب قادری، پبلی بھیتی

۱۰۔ حضرت ضیاء الاسلام والدین مولانا ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب قادری ضیائی پبلی بھشتی

۱۱۔ حضرت مولانا سراج الدین ابوالذکاء شاہ محمد سلا مت اللہ صاحب اعظمی، رام پوری

۱۲۔ حضرت مولانا شاہ ظہورالحسین صاحب قاری راہپوری

۱۳۔ حضرت شیر پیشہ اہل سنت ابوالوقت مولانا شاہ ہدایت رسول صاحب لکھنؤی رامپوری

۱۴۔ حضرت تغید الاسلام جناب مولانا شاہ عبدالسلام صاحب قادری جبل پوری

۱۵۔ حضرت حامی دین و ملت مولانا محمد بشیر صاحب قادری جبل پوری

۱۶۔ حضرت مولانا برہان الحق شاہ محمد عبدالباقی صاحب جبل پوری

۱۷۔ حضرت حامی سنت، حاجی بدعت جناب حاجی مفتی محمد لعل خاں صاحب قادری بدراسی

۱۸۔ حضرت استاذ فی مولانا مولوی شہید عبید اللہ صاحب الہ آبادی، کانپوری

۱۔ حضرت مولانا مولوی شاہ حبیب الرحمن صاحب کانپوری

۱۲۔ جناب خانیست ماضی بدعت مولانا شاہ مشتاق احمد صاحب کانپوری

۲۔ عمدۃ العارفین شبیہ غوث ماک حضرت سید شاہ علی حسین صاحب، کچھ، چھٹھ، نصف

۲۲۔ جناب مولانا مولوی پیر قاضی عبدالغفار صاحب بنگور

۲۳۔ جامع علوم عقلی، نقلی و اعتدال شریں بیال مولانا سید احمد شرف صاحب کچھوچھو شریف

۲۴۔ عمدت القامین حامی دین متین مولانا محمد قاسم صاحب پنجوال آبادی

۲۵۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عمر الدین صاحب قادری ہزاروی

۲۶۔ جناب مستطاب مولانا مولوی قاضی عبدالوحید صاحب رئیس عظیم آباد

یہ جنہوں نے مجلس علماء اہل سنت، پٹنہ منعقدہ ۱۳۸۸ھ میں پرزور قصیدہ پڑھا اور اس میں علماء کرام حاضرین جلسہ کی تعریف و توصیف کی (۱) قاضی محمد عبدالوحید رئیس پٹنہ کا قصیدہ جس میں موجود کثیر علماء اہل سنت کا نام لکھران کی تعریف و توصیف کی گئی۔ رسالہ آمال البرار والامام الاشرار، میں چھپ چکا ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۹۶، ۱۱۳) اس میں اعلیٰ حضرت کے متعلق لکھا

وہ عالم اہل سنت مصطفیٰ نا

مجدد عصر و الفر و الفرید

جسکو سیکڑوں علماء کرام نے سنا اور بخوشی قبول کیا اور کسی نے انکار نہ کیا تو گویا اس لقب پر اجماع اہل سنت و جماعت کا ہوا۔ اس وجہ سے اعلیٰ حضرت کے نام باہر سے جتنے خطوط آیا کرتے جن کی تعداد مجموعی سیکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں تک پہنچتی ہے، ان سب میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ موبد ملت طاہرہ یہ چار صفتیں ضرور ہوا کرتیں۔

حریمین طہیین اور دیگر علماء بلاد اسلامیہ کی طرف سے آپ کے مجدد ہونے پر اتفاق

اور یہ کچھ علماء ہندوستان ہی (۱) حسام الحرمین علی منخر اللفر والیمین، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۵۱، ۵۲۔ و بدینہ سکندری راہپور جلد ۸، شمارہ ۲۵، مطبوعہ ۱۱، اکتوبر ۱۹۴۸ء میں تقریظ کی عبارت کو یہ کہہ کر ترک کیا ہے) اسی پر موقوف نہیں، علماء حرمین شریفین و دیگر ممالک اسلامیہ نے حضور پر نور کو اسی لقب سے یاد فرمایا ہے، تقریظات حسام الحرمین والدولۃ المکیہ و اخبار البیان و دمشق وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

حضرت غیظ المناققین و فوز الموائفین، حامی السنۃ و ابہا، ماہی البدعۃ و جہلیا، زینۃ الزمان و حسۃ الاوان، منشہ خطب الکرم

ظاہر ہو سکے ان کے خلفاء نے مجموعی طور پر حضرت فاضل بریلوی کے پیغام کو کہاں کہاں پہنچایا ہوگا یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں کوئی ایسا شہر نہیں جہاں آپ کے معتقد اور جاں نثار موجود نہ ہوں۔

آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا محمد عبدالعظیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) اور حضرت علامہ مفتی ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (مزار مبارک مدینہ منورہ) کے مریدین و معتقدین تو تقریباً تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں خصوصاً ان ممالک میں بکثرت ہیں۔ ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لیبیا، الجزائر، سوڈان، افریقہ اور انگلستان اس میں شک نہیں کہ حضرت فاضل بریلوی کی شہرت و مقبولیت میں ان کے محیر العقول علم و فضل اور روحانیت کے علاوہ ان کے خلفاء کی مساعی کا پورا پورا دخل ہے ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ اکثر بزرگوں کے خلفاء میں چند ہی چمکتے ہیں سب کے سب نہیں چمکتے لیکن فاضل بریلوی کے بیشتر خلفاء علم و عمل کے درخشاں آفتاب نظر آتے ہیں اس سے خود فاضل بریلوی کی عظیم شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے عظیم انسان ہی عظیم تاثیر رکھتے ہیں۔

حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت بڑی متحرک اور فعال ہے (Dynamic) اس بلا کی حرکت اور جہد و عمل کی قوت معاصرین میں نظر نہیں آتی آپ نے یہی جذبہ عمل اپنے خلفاء میں منتقل کیا چنانچہ اکثر خلفاء علم و عمل کا روشن مینارہ نظر آتے ہیں انہوں نے پاک و ہند اور بیرونی دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت کی اور ملت اسلامیہ کو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا سچا فدائی و شیدائی بنایا انہوں نے اس مقصد کیلئے تبلیغی دورے کئے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے اخبارات و رسائل جاری کئے جن خلفاء نے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کئے ان میں سے چند ایک یہ ہیں

(۱) حضرت مولانا میر مومن علی مومن جینی علیہ الرحمہ

آپ نے ناگپور میں علی گڑھ کے توڑ پر مدرسہ العلوم مسلمانان قائم کیا جو غالباً سی پی میں پہلا دینی مدرسہ تھا

(۲) قاضی عبدالوحید عظیم آبادی علیہ الرحمہ (۱۳۳۶ھ - ۱۹۰۸ء) آپ نے عظیم آباد بہار میں مدرسہ حنفیہ قائم کیا اسی مدرسہ

کے پہلے سالانہ اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی نے شرکت فرمائی حضرت مولانا عبدالمتقندر بدایونی علیہ الرحمہ نے

اس اجلاس میں حضرت فاضل بریلوی کو مجدد مائتہ حاضرہ کے لقب سے پہلے پہل یاد کیا جس پر بعد میں علماء حرمین شریفین

(۳۱) رکن الاسلام جامعہ مجددیہ حیدر آباد (۳۲) دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد (۳۳) جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر (۳۴) جامعہ راشدیہ پیر جوگوٹھ

صوبہ سرحد

(۳۵) دارالعلوم قادریہ مردان (۳۶) جامعہ غوثیہ پشاور (۳۷) مدرسہ غوثیہ محمودیہ مدین

صوبہ بلوچستان

(۳۸) مدرسہ غوثیہ رضویہ کوئٹہ (۳۹) دارالعلوم قادریہ قاسمیہ خضدار (۴۰) دارالعلوم قاسمیہ (۴۱) دارالعلوم غوثیہ رضویہ خضدار۔

آزاد کشمیر

(۴۲) مدرسہ جامعہ خفیہ بکھرہ (۴۳) سنی خفی دارالعلوم عباس پور (۴۴) دارالعلوم محمدیہ نظامیہ میرپور

یہ تو صرف پاکستان کے محدود چند مدارس عربیہ کی فہرست ہے اگر اس فہرست میں پاکستان کے تمام سنی دینی مدارس اور ہندوستان و دیگر ممالک کے سنی ادارے شامل کر لئے جائیں تو یہ فہرست ایک قاموس کی شکل اختیار کر جائیگی ضرورت ہو سکے کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں اور حضرت فاضل بریلوی کے زیر اثر جن مدارس نے تشکیل پائی انکی ایک جامع اور مستند تاریخ مرتب کریں۔

(۴) علمی اور تدریسی میدان کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفاء نے صحافتی میدان میں قابل ذکر خدمات انجام دیں خود فاضل بریلوی کی ادارت میں ماہنامہ ”الرضا“ بریلی سے جاری ہوا جس کے متعلق مولانا شبلی نعمانی (مصنف سیرت النبی ﷺ) لکھتے ہیں

”مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ”الرضا“ بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور و غوض دیکھی ہیں اس میں بلند پایہ کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔

(الندوة اکتوبر ۱۹۴۱ء ص ۱۷) بحوالہ انوار الصوفیہ (قصور) جنوری و فروری ۱۹۷۶ء ص ۳۳)

(۲) ماہنامہ تاج، کراچی

(۳) ماہنامہ نور اسلام شتر قیور

(۴) ماہنامہ فیض رضا فیصل آباد

(۵) ماہنامہ سلسبیل لاہور

(۶) ہفت روزہ مبصر، فیصل آباد

(۷) ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ

(۸) پندرہ روزہ السواد الاعظم، لاہور

(۹) ماہنامہ انوار الصوفیہ، قصور

(۱۰) محفت روزہ الہام، بہاولپور

(۱۱) ماہنامہ مہر و ماد، لاہور

(۱۳) ماہنامہ سلطان العارفين، گلکھڑ (گوجرانوالہ)

(۱۳) ماہنامہ نعت، لاہور

ہندوستان اور انگلستان میں بھی اہل سنت کے اخبارات و رسائل نکل رہے ہیں، ان میں چند ایک یہ ہیں۔

(۱) ماہنامہ استقامت، کراچی

(۴) ماہنامہ نوری کران، بریلی

(۳) ماچنامہ ماسمان، الہ آباد

(۴) ماہنامہ اعلیٰ حضرت پریس

(۵) ماہنامہ المیزان، ص ۲۰، ۲۱

(۶) ماہنامہ اشرف مہار کیو را عظیم گڑھ

(۷) باجستان رسولی، دوتی

(۸) ماہنامہ سلطان الہند، اجمیر شریف

(۹) پندرہ روزہ خوش سہری نگر کشمیر

(۱۰) ماہنامہ سستی دنیا پر مبنی

(۱۱) ماہنامہ حجاز جدید، نئی دہلی

(۱۴) ماهنامه حجاز، لندن

(۱۳) ماہنامہ اسلامک ٹائمز اسٹاک پورٹ

(۱۳) ماہنامہ قاری، دہلی

(۱۵) ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف

مدارس عربیہ کے قیام اور اخبارات و رسائل کے اجزاء کے علاوہ فاضل بریلوی کے خلفائے تصنیفی میدان میں بھی اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ”خلفائے اعلیٰ حضرت“ (مصنف محمد صادق قسوری) میں تقریباً ۶۸ تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے ان میں بیشتر تصانیف وہ ہیں جو انجمن ترقی اردو (کراچی) کی قاموس الکتب میں شامل نہیں، اس لئے یہ تصانیف قاموس کہلئے ایک اہم ذخیرہ ہیں۔ مزید تلاش و جستجو کی جائے تو یہ تعداد ہزار سے بھی تجاوز ہو سکتی ہے۔

(۵) حضرت فاضل بریلوی کے خلفاء نے تبلیغی تدریسی، صحافتی اور تصنیفی میدانوں کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں، چنانچہ تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک شدھی، تحریک پاکستان وغیرہ میں آپ کے صاحبزادگان اور خلفاء نے جو خدمات انجام دی ہیں ناقابلِ فراموش ہیں۔ ان حضرات میں قابلِ ذکر ہیں:-

(۱) حضرت سید محمدؑ کچھوچھوی علیہ الرحمہ

(۲) حضرت مولانا محمد حامد رضا خان علیہ الرحمہ

(۳) حضرت مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ

(۴) پروفیسر سید سلیمان اشرف علیہ الرحمہ

(۵) مولانا شاہ احمد مختار صدیقی علیہ الرحمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

منظر اسلام ”روند ادسال دوم“ کے آئینے میں

تحریر: محمد علامہ عبدالحکیم شرف قادری پاکستان

زیارت سجادہ عالیہ رضویہ مرکز اہل سنت بریلی شریف حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزاج شریف!

یہ امر باعث مسرت و فرحت ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کو قائم ہوئے سو سال پورے ہو چکے ہیں اور ۲۵ صفر کو امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے عرس کے موقع پر جشن صد سالہ منایا جا رہا ہے۔ دنیا بھر کے اہل سنت و جماعت آپ کو مسرت و شادمانی کے اس سعید موقع پر تہ دل سے مبارک تبریک پیش کرتے ہیں۔

بلاشبہ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف مینارۂ نور و ہدایت ہے، مرکز حق و صداقت ہے، منبع رشد و معرفت ہے سرچشمہ فیض و برکت ہے، شیخ مکتب کے فیضانِ نظر کا یہ عالم ہے کہ جو یہاں آیا صیغۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کے رنگ) میں رنگا گیا۔ کوئی مفتی اعظم ہند تو کوئی ملک العلماء کہلایا۔ کوئی مفسر اعظم ہند تو کوئی شیر بیشہ اہل سنت قرار پایا۔ کوئی محدث اعظم پاکستان تو کوئی شیخ القرآن کے منصب پر فائز ہوا۔

منظر اسلام بریلی شریف ۱۳۲۲ھ میں ابتداء رحیم یار خاں کے مکان پر قائم کیا گیا۔ مولانا ظفر الدین بہاری اور مولانا عبدالرشید عظیم آبادی دو طلبہ سے مدرسہ کا افتتاح ہوا۔ محدث بریلوی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف کا سبق شروع کرایا۔ منظر اسلام تاریخی نام ہے جو امام احمد رضا بریلوی کے چھوٹے بھائی مولانا علامہ محمد حسن رضا خاں نے تجویز کیا۔ وہی اس مدرسہ کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔

دوسرے سال ۱۳۳۳ھ کی روئداد منظر اسلام اس وقت میرے سامنے ہے جسے علامہ محمد حسن رضا خاں نے مرتب کیا تھا۔ دارالعلوم نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ کی عنایت سے یہ روئداد رقم کو حاصل ہوئی

مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور حضرت مولانا حسنین رضا خاں رحمہما اللہ تعالیٰ بھی امتحان دینے والوں میں شامل تھے۔ اگرچہ یہ واضح نہیں ہوتا کہ انہوں نے کس درجہ کا امتحان دیا۔ مولانا عبدالسلام جبل پوری تحریر فرماتے ہیں۔

خصوصاً میاں مولوی مصطفیٰ رضا خاں اور میاں مولوی حسنین رضا خاں نے جس عمدگی اور خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ نہایت بلند مرتبہ کا شاید و باید محققانہ امتحان دیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ انہیں کا حصہ تھا۔ بارک اللہ فی علمہما و فہمہما۔ (رونداد ۱۳۲۳ ص ۳)

حضرت علامہ مولانا شاہ سلامت اللہ رام پوری تلمیذ رشید حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین رام پوری رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم دفتر جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب دام مجد ہم سے امید کمال ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے۔ ایسے برکات فائض ہوں جو تمام اطراف و جوانب کی ظلمات اور کدورات کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ منیفہ اور ملت بیضاء شریفہ خنیفہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو۔ (رونداد ص ۵۱)

اس رونداد میں طلباء کیلئے لکھے ہوئے دو فتوے بھی شامل ہیں۔ ایک فتویٰ اردو میں ہے جو علامہ مولانا ظفر الدین بھاری کا تحریر کردہ ہے اور دوسرا فارسی میں ہے جو علامہ مولانا غلام محمد بھاری کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ منظر اسلام میں کس نہج پر طلباء کو تیار کیا جاتا تھا۔

منظر اسلام بریلی شریف کے پہلے ناظم حضرت مولانا حسن رضا خاں تھے۔ دوسرے ناظم حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں ۱۳۶۲ھ کے بعد پانچ، چھ سال مولانا تقدس علی خاں ناظم رہے۔ پھر مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں ان کے بعد مولانا ریحان رضا خاں اور اب حضرت مولانا سبحان رضا خاں قادری رضوی مدظلہ ناظم ہیں۔ ابتدائی دور کے اساتذہ میں یہ نام ملتے ہیں۔

مولانا بشیر احمد علی گڑھ ۱۳۶۲ھ مولانا علامہ رحمہما اللہ مظفر نگر

صدر الشریعہ مولانا امجد علی گڑھ ۱۳۶۲ھ بدرالطریقہ مولانا عبدالعزیز خاں بجنور

بسم الله الرحمن الرحيم

مولانا شمس الحق شمس صدیق بریلوی

از قلم :- پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

حضرت علامہ شمس الحسن صدیقی بریلوی ابن مولوی ماسٹر ابوالحسن صدیقی عاصی بریلوی (م ۱۹۳۷ء) ابن مولانا حکیم محمد ابراہیم بدایونی مرحوم و مغفور نیا شہر بریلی محلہ ذخیرہ کے اس مکان میں ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے جس مکان میں عالم اسلام کی ایک عظیم ہستی امام احمد رضا خاں محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء)

حضرت عثم بریلوی خود بھی ایک علمی خانوایں سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد، دادا، پردادا کے علاوہ آپ کے تایا مولوی ریاض الدین صدیقی بریلوی (م ۱۹۳۳ء) صاحب تصانیف بزرگ گذرے ہیں اور رومی کھنڈ بریلی کے مشاہیر علماء و شعراء اور ادباء میں ان حضرات کا شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت شمس کے پروادا صاحب سیف و قلم تھے۔ آپ کی تصنیف ”تاریخ فرح بخش“ کا W. Hoey نے بعنوان ”Memories of Delhi and Faizabad“ کے نام سے انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔

حضرت شمس کے دادا یعنی جد امجد محترم حکیم محمد ابراہیم بدایونی مراد آباد ریل کھنڈ میں قائم ہونے والے پہلے اسکول کے صدر مدرس (ہیڈ ماسٹر) تھے۔

- ☆ حافظ عبدالکریم چوڑا گڑھی، خلیفہ اعلیٰ حضرت
- ☆ مولانا رحم الہی منگھوری (م ۱۳۶۳ھ)، خلیفہ اعلیٰ حضرت
- ☆ مولوی احسان علی مونگیری
- ☆ مولانا سید قاسم علی مونگیری
- ☆ مولوی رونق علی بریلوی

اس مدرسہ کے علاوہ آپ نے الہ آباد بورڈ سے فارسی زبان کے امتحانات، فنی کامل اور ادیب کامل کے امتحانات امتیازی نمبروں سے پاس کئے۔ شاعری میں آپ نے مولوی سید قاسم علی خواہاں بریلوی سے اصلاح لی اور بعد میں ان کے بیٹے شایان بریلوی کی اصلاح کی۔

درس و تدریس :

آپ نے تدریس کا آغاز صرف ۷ سال کی عمر میں مدرسہ منظر اسلام میں ۱۹۳۵ء سے شعبہ فارسی میں بحیثیت استاد کیا اور ۱۹۴۵ء تک یہ خدمت انجام دیتے رہے اور جب آپ نے مدرسہ منظر اسلام چھوڑا اس وقت آپ شعبہ فارسی کے صدر مدرس تھے۔ ۱۹۴۵ء تا ۱۹۵۴ء آپ بریلی کے اسلامیہ کالج میں استاد کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ ۱۹۵۶ء میں پاکستان تشریف لے آئے اور گورنمنٹ اسکول ایئر پورٹ میں ملازمت اختیار کی اور ۱۹۷۵ء میں اس ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

نعتیہ شاعری کی بنیاد

حضرت شمس بریلوی نے ایک موقع پر اپنے گھر کی ایک نشست میں راقم السطور کو بتایا کہ دوران تدریس ۱۹۳۷ء میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر آپ نے نعتیہ مشاعرہ کی بنیاد ڈالی اور یہ نعتیہ مشاعرہ ہر سال بریلی ٹاؤن میں منعقد ہوتا تھا اور اس کی تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی اور ناظم مشاعرہ بھی آپ ہی ہوتے تھے۔ آپ نے مزید بتایا کہ عموماً حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (۱۳۰۲ھ/۱۹۸۱ء) اس مشاعرہ کی صدارت فرماتے اور جب کوئی شاعر ذرا سی بھی شرعی غلطی کرتا آپ فوراً سرخ بقی کاٹن دبا دیتے جس سے سامعین اور شاعر کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے کوئی غلطی کی

ہے۔ پھر آپ اصلاح فرماتے۔ آپ نے ۱۹۴۳ء کے نعتیہ مشاعرہ میں جو نعت پڑھی تھی اس کے چند اشعار بھی سنائے ملاحظہ کیجئے:-

بیٹھا ہو دل میں عشق کی دولت لئے ہوئے
جنت سے دور حاصل جنت لئے ہوئے
رضوان کے پاس چند بہاریں ہیں خلد کی
طیبہ کی ہر بہار ہے جنت لئے ہوئے

احقر نے اس موقع پر آپ سے استفسار کیا کہ حضرت آپ نے آج تک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی پر کوئی منقبت نہیں لکھی تو کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا کہ کچھ دنوں میں لے لیجئے گا۔ جب چند دن کے بعد خدمت میں پہنچا تو فرمانے لگے مجید اللہ اعلیٰ حضرت کوئی معمولی شخصیت نہیں اور ان کے علمی کارنامے دو چار نہیں وہ اور ان کی علمی کاوشیں ہمہ جہت ہیں اسلئے دس میں نہیں سینکڑوں اشعار ان کی شخصیت کیلئے بھی کم ہیں اسلئے آپ مجھے کچھ وقت دیں تو بھر پور منظوم نذرانہ عقیدت آپ کو پیش کروں گا۔ المختصر آپ نے ۵۰ ہزار اشعار پر مشتمل اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کی علمی کاوشوں پر منظوم اظہار خیال مثنوی مولانا روم کی بحر میں لکھ کر احقر کے حوالے کر دیا اور شرط یہ لگائی کہ اس کو کتابت کے بعد شائع کیا جائے۔ انشاء اللہ اس کی اشاعت کا جلد از جلد بندوبست کیا جائے گا کیونکہ یہ حضرت کا دیوان بھی ہے اور بقول خود ان کے کہ میں نے اپنی تمام تر شاعری کی توانائی صرف کر دی ہے اور میرے بعد اس قسم کی کوئی خدمت نہ کر سکے گا۔ (ملفوظات شمس غیر مطبوعہ)

ادبی و علمی خدمات

☆ ۱۹۳۶ء میں ”انشاء ابوالفضل“ (دفتر اول) کی شرح لکھی جو انور بک ڈپو لکھنؤ سے شائع ہوئی۔

☆ ۱۹۴۲ء میں میر حسن کی مثنوی ”سحر البیان“ پر مقدمہ لکھا۔ ۱۹۴۶ء میں نول کشور پریس سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا۔

☆ ”تنقیدی شد پارے“ اور نیکل بک ڈپو بریلی سے شائع ہوئی۔

حضرت شمس بریلوی کی حیات و افکار پر ان کی حیات میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے ایک کتاب ”جہان شمس“ کے نام سے ۱۹۹۲ء میں شائع کی تھی۔ اس کتاب کے مولف حضرت کے بھانجے سید اسماعیل رضا ترمذی مدظلہ العالی تھے اور اس کی تدوین و تزئین احقر نے کی تھی۔ اس کے علاوہ مولانا غلام کبھی مصباحی نے انڈیا میں اپنے Ph.D کے مقالے میں حضرت شمس بریلوی کی دینی، ادبی خدمات کا جائزہ لیا ہے لیکن ابھی تک حضرت شمس کی ادبی، دینی خدمات پر بحیثیت مترجم، مقدمہ نگار، شاعر اور تبصرہ نگار کے کسی اہل قلم نے تفصیل سے اظہار خیال نہیں فرمایا ہے جبکہ آپ ۱۰۰ سے زیادہ ضخیم تصوف کی کتابوں کے مترجم ہیں۔ ۲۰ سے زیادہ کتابوں پر کم از کم سو سو صفحات کے مقدمات تحریر کئے ہیں جو الگ تالیف کا درجہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ بھی بیس سے زیادہ کتابوں کے مصنف اور مولوف ہیں جبکہ سب سے بڑا کارنامہ پانچ ہزار اشعار پر مشتمل مثنوی کے بحر میں منظوم اظہار خیال ہے جو اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کے علمی کمالات کے ساتھ ساتھ اس میں ۹۰ لغتیں ہیں جو ۹۰ مختلف عنوانات پر لکھی گئی ہیں۔

احقر جو حضرت شمس بریلوی کا ادنیٰ شاگرد ہے اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ حضرت کے ساتھ گزرے ہوئے ۱۴ ارسال کے لمحات کو ”ماہو لطات شمس“ کے نام سے مرتب کروں۔ احقر کو حضرت نے اتنا قریب کر لیا تھا کہ اگر چند رہ بیس دن کے اندر اندر حاضر خدمت نہ ہوتا تو آپ یا تو فون کر کے بلواتے یا خط میں عوامانہ شعر لکھ کر بھیج دیتے۔

مجھ کو بھلا دے ہمارا زمانہ تو غم نہیں

اللہ کرے کہ تم کبھی ایسا نہ کر سکو

راقم جیسے ہی حضرت کے دولت کدو پر پہنچتا آپ بڑی شفقت فرماتے تھے اور میرے اہل خانہ کو دعائیں دیتے اور اکثر ایک یا دو کتا میں مجھے نڈ کر کرتے۔ آپ اپنی بیٹی عذرا انجم زوجہ سر تاج احمد خاں کے یہاں قیام کرتے تھے اکثر آپ کے گھر والے مجھ سے کہتے کہ آپ ہمارے پایا (حضرت شمس بریلوی) کی دوا ہیں کیونکہ آپ سے ملاقات کے بعد پایا میں ظاہری توانائی آ جاتی ہے اور کئی دن تک خوش رہتے ہیں لہذا آپ ضرور ضرور ۱۰-۱۵ دن میں ایک چکر لگالیا کریں۔ یہی بات محترم سر تاج صاحب نے کئی مرتبہ محترم سید و جاہت رسول قادری صاحب (صدر ادارہ) سے کہی۔

حضرت شمس بریلوی سے احقر کی پہلی ملاقات ۱۹۸۳ء کے کسی مہینے میں ہوئی تھی جو مجھے یاد نہیں اور اس کے بعد مہینے دو

☆ ادیب والا جاوید شمس الحسن شمس بریلوی ۱۴۱۷ھ

☆ صاحب یگانہ ادارہ تحقیقات ۱۴۱۷ھ

☆ مخدوم من جامع الکملات ۱۴۱۷ھ

☆ شمس ذی وقار ۱۴۱۷ھ

☆ شمس بے داغ ۱۴۱۷ھ

آخر میں محترم طارق سلطان پوری کے بھی چند مادہ ہائے وصال ملاحظہ کیجئے:-

☆ عالم دولت رضویت (۱۹۹۷ء)

☆ ترجمان افکار رضا (۱۹۹۷ء)

☆ بے مثل شمس بازغہ (۱۹۹۷ء)

☆ خاصہ فکر رضا (۱۹۹۷ء)

☆ آہ شمس اوج رضا (۱۴۱۷ھ)

☆ احتشام بزم تحقیق (۱۴۱۷)

ارشادات عالیہ

الصلوة عماد الدین

☆ نماز دین کا ستون ہے

☆ طہارت نماز کی کنجی ہے

☆ نماز تمام اعمال میں سب سے اہم اور اعظم ہے

نوع انسان ترقی و کامرانی کی جانب رواں دواں رہتا ہے اسی لئے ان دونوں کا مطالعہ منشاء خداوندی ہے۔
اس طرح خود خالق علوم نے ہی یہ طے کر دیا کہ کن علوم کا مطالعہ ضروری ہے۔

نظام تعلیم کو کیسا ہونا چاہئے اور یہ کہ کون سے علوم ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کیلئے ضروری ہیں۔

نظام تعلیم وہ اساس ہے جس پر کسی قوم کی رفعت کی عظمت و بلند و بالا تعمیر ہوتا ہے یہی وہ اسلحہ ہے جو مذہبی اور تہذیبی روایات و اقتدار کی حفاظت کرتا ہے اسی مدد سے نہ صرف قوم مامون و محفوظ رہتی ہے بلکہ کامیابی و کامرانی کے مراحل بھی طے کرتی ہے۔ اسی لئے زندہ قومیں اپنے نظام تعلیم بہت ہی غور و فکر کے بعد مرتب کرتی ہیں اور اسی قومی روایات سے ہم آہنگ بناتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مفکرین قوم کی ہیئت اجتماعی پر غور و فکر کرتے وقت سب سے پہلے اپنی توجہ نظام تعلیم پر مرکوز کرتے ہیں۔ اور قومی ضروریات و روایات کے مطابق نظام تعلیم اور نصاب تعلیم مدون و مرتب کرتے ہیں۔ افلاطون اور ارسطو سے موجودہ دور تک سبھی مفکر و فلسفی تعلیمی امور پر بھی غور و فکر کرتے۔ اور اس کا ماحصل اپنے تعلیمی نظریات میں پیش کرتے رہے ہیں۔

اہل نظر جانتے ہیں کہ انسانی وجود کی طرح نظام تعلیم بھی اپنی ایک روح اور ضمیر رکھتا ہے۔ یہ روح اور ضمیر دراصل اس کے واضعین و مرتبین کے عقائد و نفسیات، زندگی کے متعلق ان کے نقطہ نظر اور ان کے اخلاق کا عکس و پرتو ہوتا ہے۔
نظام تعلیم کے کچھ بنیادی و اساسی اصول تو ناقابل ترمیم و تنسیخ ہوتے ہیں۔ جن سے صرف نظر قومی المیہ اور قومی تباہی کا باعث ہو سکتی ہے۔ لیکن زندگی کی طرح نصاب تعلیم بھی ارتقا پذیر ہے۔ اور وہ کوئی جامد شئی نہیں بلکہ وقت اور قومی ضروریات کے مطابق تبدیل ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہنا چاہئے۔

قرون اول اور خصوصاً صحابہ کرام کے نصاب تعلیم کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رسمی اور غیر رسمی تعلیم میں مندرجہ ذیل مضامین شامل تھے۔

(۱) قرآن مجید، تفسیر و امر و نہی، ناسخ و منسوخ کا حکم، شان نزول وغیرہ۔

(۲) احادیث اور اسوۂ حسنہ کا علم۔

(۳) عربی شاعری و امثلہ کا علم۔

(۳) انساب کا علم۔

(۵) حسب ضرورت یہود و نصاریٰ اور مجوسی کی زبانوں اور ان کے مذاہب کا مطالعہ۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے نہ صرف عبرانی سیکھی تھی بلکہ توریت کا مطالعہ کر کے ان کے اعتراضات کا دفاع کرنے اور حسب ضرورت جوابی اعتراض و اقدام کرنے کی صلاحیت بھی پیدا کی تھی۔ گروہ صحابہ میں کتنے ہی افراد فارسی، رومی، حبشی وغیرہ زبانیں جانتے تھے۔ اور ان ممالک سے تعلقات میں معاون و مترجم کی خدمت انجام دیتے تھے۔

(۶) کچھ لوگوں کو حسب دلچسپی علم الابدان و علم نفس میں مہارت حاصل کر نیکی ترغیب بھی دی جاتی تھی۔ یہی لوگ طبیب و معالج کی خدمت انجام دیتے تھے۔

(۷) ملٹری سائنس یا فنون حرب کی تعلیم تقریباً لازمی تھی۔ گھوڑ سواری، تلوار بازی، نیزہ بازی، تیر اندازی، اور تیراکی پر بطور خاص زور دیا جاتا تھا۔ آپ نے نہ صرف ان فنون کے حصول کی تاکید فرمائی بلکہ انہیں تفریح و دل بستگی کے مشغلے بھی قرار دیا۔

پہلی صدی ہجری کے اسلامی مدارس میں تقریباً یہی نظام و نصاب رائج رہا۔ دوسری صدی ہجری میں عباسیوں کے عہد عروج میں یونانی اور رومی علوم کی ترویج و اشاعت نے نصاب تعلیم کے تقاضے بدل دیئے۔

اسی لئے علمائے عصر نے منطق و فلسفہ اور علم کلام کو نصاب تعلیم کا ایک اہم جز قرار دیا اور انہیں کی مدد سے علوم اسلامی اور عقائد اسلامی کو مضبوط اساس فراہم کی۔

یونانی اور رومی علوم نے نفع و نقصان دونوں پہنچائے۔ ان کا سب سے بڑا نقصان تو یہ ہوا کہ علماء کی توجہ قرآن و حدیث اور فقہ سے ہٹ کر منطق و فلسفہ اور علم کلام کی طرف زیادہ ہو گئی۔ علوم کو علوم عقلیہ اور علوم نقلیہ میں منقسم کر دیا گیا۔ قرآن و حدیث وغیرہ کے علوم کو علوم نقلیہ قرار دیا گیا۔ ان کے مقابلہ میں علوم عقلیہ منطق و فلسفہ وغیرہ کی اہمیت اور قدر دانی بڑھ گئی اسی لئے علوم عقلیہ کے عالم خود کو برتر سمجھنے لگے۔

صدیوں تک یہی تقسیم اور یہی علوم داخل نصاب رہے۔ مدارس کا مشہور و معروف درس نظامیہ تقریباً اسی اساس پر قائم ہوا۔ لیکن اب ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ اس نصاب تعلیم میں عصری تقاضوں کے پیش نظر انقلابی

(۲) تخصص فی الحدیث: اس میں تمام معلوم مجموعہ ہائے حدیث کا مطالعہ کرایا جائے۔ نیز احادیث سے متعلق تمام علوم عمیق مطالعہ اس میں شامل ہو۔

(۳) تخصص فی الفقہ: اس میں تمام مذاہب فقہ کا تفصیلی و تقابلی مطالعہ کیا جائے فقہ کے چاروں محروف مذاہب کے ساتھ فقہ جعفریہ کا مطالعہ بھی شامل نصاب ہو۔ ان سب کے تقابلی مطالعہ کے ساتھ فقہ حنفی کی برتری پیش نظر رکھی جائے۔

(۳) تخلص فی المناظرہ: اس میں مسلمانوں کے تمام معروف مسالک نیز عیسائیت و ہندو ازم کا تفصیلی و تنقیدی مطالعہ شامل ہو۔ اپنی دلچسپی کے مطابق کوئی طالب علم کسی خاص مسلک کے متعلق امتیاز حاصل کر سکتا ہے۔

مناظرین کی تیاری میں ادیان کو حکمت و دانائی، نرم روی اور شیریں مقالی کا خوگر بنایا جائے۔ انہیں شخصیات پر نہیں نظریات پر تنقید کا عادی بنایا جائے۔ اپنے نظریات کو دلائل و براہین سے ثابت کرنے والا بنایا جائے۔ بد قسمتی سے ہمارے موجودہ مناظرین میں سے اکثر کا حال اس کے قطعی برعکس ہے۔ وہ اپنی تنگ خوئی، تلخ لوائی اور فسادِ اندازِ نظر سے بہت سے مذہب و اور آزاد خیال لوگوں کو اپنی جماعت سے جدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اور پورے مسلک کی بدنامی اور اسے نقصان پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اس اندازِ نظر کو بد لے کی اشد ضرورت ہے۔

(۵) تخصص فی الادب: اس میں عربی یا اردو ادب کا عمیق مطالعہ شامل ہو۔

(۶) تخلص فی الطب: طب یونانی بڑی حد تک مسلمانوں کے متعلق رہا ہے اس کی حفاظت اور ترویج و اشاعت مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اس لئے بھی بی یو ایم، ایس، قسم کا پانچ سالہ کورس طب یونانی کے متعلق رائج کیا جائے۔ اس نصاب کی تکمیل کے بعد فاضل کی سند تفویض کی جاسکتی ہے۔ مثلاً فاضل طب، فاضل ادب وغیرہ۔ نظام و نصاب کی اس انقلابی تبدیلی کے ساتھ ہی منظر اسلام کو یہ کوشش بھی کرنی چاہئے کہ اس کے ہم خیال مدارس اس نصاب کو اختیار کریں۔ اور خود کو منظر کے مرکزی نظام سے بھی وابستہ کر لیں۔ اس طرح مدارس کا ایک وفاق وجود میں آجائیگا۔ جو ایک مرکزی بورڈ یا یونیورسٹی کی شکل اختیار کر لے گا۔ جس کا بنیادی مقصد امتحانات کا انعقاد اور اس کیلئے ضروری قواعد و ضوابط تیار کرنا ہوگا۔ یہ خیال رکھا جائے کہ مختلف مدارس کے مالی معاملات میں کوئی مداخلت نہ کی جائے۔ کیونکہ یہی اکثر بے فساد ہو سکتی ہے۔

انہیں اسے مالی وسائل مہیا کرنے اور انہیں اسے زیر انتظام خرچ کرنے میں بالکل آزاد اور خود مختار مانا جائے۔ البتہ قواعد و

کیونکہ ۱۲۷۸ھ شاید پنجاب بھر میں دس و ہابی عقیدہ کے مسلمان بھی موجود نہ تھے اور اب ۱۲۹۲ھ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی گاؤں اور شہر ایسا نہیں ہے کہ جہاں کے مسلمانوں میں کم سے کم چار حصہ و ہابی معتقد محمد اسماعیل کے نہ ہوں۔ یہ شہادتیں تو قدیم ہیں۔ آج حالت دیکھنے کیا ہے۔ آپ اکثر شہروں میں متصلب سنی چند ہی پائیں گے۔ سنی مساجد اور سنی امام کو تلاش ہی کرتے پھریں گے۔ عوام کی اکثریت خواہ اپنے عقائد و اعمال میں سنی ہی ہو مگر وہ رہنمائی دیوبندی علماء سے حاصل کر رہی ہے اور انہیں کی اقتدا میں بے تکلف نماز ادا کر رہی ہے۔ آج مساجد تو کجا مقابر اور خانقاہوں پر بھی انہیں کابضہ ہے۔ وقف بورڈ ان کے زیرِ تسلط ہے۔ ذرائع ابلاغ ان کے ہاتھ میں ہے۔ پریس کی طاقت وہ طاقت ہے کہ جو بڑے سے بڑے جھوٹ کو سچ ثابت کر سکتی ہے اور کر رہی ہے۔ اسی طاقت سے انہوں نے اہل سنت کو عام مسلمانوں کی نگاہ میں بدعتی، گمراہ، پیٹ کے بھاری، فسادی اور جھگڑالوں بنا دیا ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا اپنے مفاد کیلئے کیا۔ سوال یہ ہے کہ ہم نے ایسا کیوں ہونے دیا۔ اسی کی طرف ایک نظر ہمیں اپنی کمزوریوں اور فی زمانہ پسپائی کے اسباب و عوامل پر ڈالنی چاہئے۔ اسمیں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اہل سنت نے و ہابیہ کے خلاف تردیدی لیر پچر کی شکل میں اسلحہ اور گولہ بارود کے انبار لگا دیئے۔ لیکن ان اسلحہ کو استعمال کرنے والے تربیت یافتہ سپاہیوں کی تیاری کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاسکی۔ جب کہ اغیار نے جگہ جگہ مدارس قائم کر کے اپنا دفع کرنے والوں کی افواج کھڑی کر دیں۔ مساجد پر قبضہ کر کے اور تبلیغی سرگرمیوں میں دن رات ایک کر کے عوام کو اپنا ہمنوا بنالیا۔ جن لوگوں کی حقائق پر نظر ہے وہ جانتے ہیں کہ کل وہ دفاعی پوزیشن میں تھے اور آج ہم اپنے قلعوں کی حفاظت کی طرف سے فکر مند ہیں۔ جن میں جگہ جگہ شکاف پڑ چکے ہیں اور جن پر ہر طرف سے اغیار کی یلغار ہے۔ یہ نہ صرف لمحہ فکر یہ ہے بلکہ مؤثر تدابیر کیلئے ہمہ تن جدوجہد ہونا بھی ضروری ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیب حجادہ عالیہ رضویہ حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزارج شریف!

آپ کے مکتوب گرامی اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے ذریعہ یہ معلوم کر کے دلی مسرت ہوئی کہ آپ بریلی شریف میں ۲۵ صفر کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس کے موقع پر جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کا صد سالہ جشن منارہے ہیں۔ مبارک صد ہزار مبارک۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف صرف ایک ادارہ اور محض ایک مدرسہ نہیں بلکہ مجدد اسلام امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ ایمانی تحریک ہے جس نے کروڑوں دلوں کو نور ایمان سے منور کیا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کی چاندنی چاردا نگ عالم میں پھیلا دی۔ جس نے بے دینی اور بد مذہبی کی طاغوتی شورشوں کا رخ موڑ دیا۔ جس نے ایسے ایسے جانناز مجاہدین اسلام تیار کئے کہ ان کا ایک ایک فرد پورے پورے ملک کیلئے کافی تھا۔

یہ وہ مرکز ہے جس کی سرپرستی حسان زمانہ مولانا حسن رضا بریلوی، حجت الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے کی۔ جس میں حضرت مولانا ظہور الحقین فاروقی مجددی، حضرت مولانا رحمہ الہی اور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی (مصنف بہار شریعت) رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر نادروں کا گارا سادہ علم و عرفان کے جواہر لٹاتے رہے۔ جس کے پہلے طالب علم ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری اور مولانا عبدالرشید تھے جو بعد میں علم و حکمت کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ جس کی کشش مولانا علامہ محمد سر دار احمد چشتی قادری اور مولانا علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی ایسے شہبازوں کو زیر دام لائی ان میں سے ایک کو محدث اعظم پاکستان اور دوسرے کو شیخ القرآن کے

جشن صد سالہ منظر اسلام بریلی شریف مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے عرس سراپا قدس کے موقع پر جامعہ منظر اسلام بریلی شریف کا صد سالہ جشن منارہے ہیں۔ مبارک صد ہزار مبارک۔

بسم الله الرحمن الرحيم

قبلہ و کعبہ محترمی و حکمرانی مجددہ اہل سنت ضیائے ملک و ملت، پاسبان مسلک رضا، شہزادہ ریحان ملت، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا ساجان رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سلام مسنون: اول حمد و ثناء و بعد درود و سلام

ہمنا سیس منظر اسلام کے صد سالہ دور تعلیمی کے مکتوف ہونے پر جشن عظیم کے سلسلہ میں لا تعداد و لا تحصى ہدیہ تبریک کے بار آپ کے گلوںے ناز میں آویزاں رہیں۔ جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ والا شان حضرت پیر قاضی ابوالفضل محمد فضل رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے حکم کے تحت ماہنامہ میں مرقوم ”موضوعات“ میں سے ایک موضوع پر کچھ کلمات رقم کئے ہیں۔ امید واثق ہے کہ آپ اپنے صد سالہ تالیفی پروگرام کے سلسلہ میں اسے بھی زیور طباعت سے مزین فرمائیں گے۔ اگر کوئی حکم نامہ ہو تو وہ ناجیز کیلئے سعادت مندی کا پیش خیمہ ہوگا۔

دعا کا طالب

خادم اہل سنت بندہ غوث الوری محمد عبدالقوی نوشاہی اویسی

آستانہ عالیہ محدث اعظم فیصل آباد پاکستان

اختیار کر لے۔ پس آپ کی شبانہ روز کی انتھک جہد مستمر، سخی اخلاص اور جگر کاوی کے سبب ہی منظر اسلام علم و فن کی درس و تدریس، کتب کی تالیف و تصنیف، عقائد کی تشریح و ترویج، عشق مصطفویٰ کی تبلیغ و ترویج میں برصغیر پاک و ہند تو کیا بلکہ دنیا کے اسلام کے افق پر آفتاب نصف النہار کی طرح منور ہوا اور ہے اور رہے گا۔ بفضل خدا عز و جل و رسول اللہ ﷺ۔

اس مادر علمی نے بہتر و اہتر حالات میں بھی اپنے دینی اور مسلکی تہذیب کے مقصد اہم اور عزم اعظم پر گرفت کی گروہ ڈھیلی نہ ہونے دی۔ اور گردش زمانہ کی پیہم تند و تیز عاصف و قاصف اور صرصر و عقیم ہواؤں میں بھی اپنے پائے ثبات کو متزلزل نہ ہونے دیا۔ بلکہ اپنے صد سالہ عظیم دور حیات میں اساتذہ، طلباء اور عامۃ الناس کو عقائد مسلک اہل سنت کی سلک میں پرو دیا۔ بے سروسامانی اور تنہائی کے عالم میں منظر اسلام نے عرصہ قلیل میں نقش دوام کی صورت میں تاریخ کے اوراق پر جو انمٹ نقوش ثبت کئے وہ دیگر مدارس کیلئے مشعل راہ ہیں۔

کلمات مذکورہ سے راقم کا مقصود دارالعلوم منظر اسلام کے تعارفی عقیدت نامہ کی گرہ کشائی تھا۔ ہمارا موضوع قلم کو حدود و قیود میں محدود کر کے پاکستان میں منظر اسلام کے دینی علمی فیضان کی طرف کشاں کشاں سرکانے کی سعی حاصل میں کامیاب ہونا نظر آ رہا ہے۔ اس امر و عنوان کے تحت بے بضاعتی کے عالم میں کچھ نقوش منحنی ذیلی سطور میں ملفوظ ہیں ملک عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں منظر اسلام کے دینی علمی فیضان کو محبت و عقیدت کے الفاظ و کلمات کے موازین میں ناپنے یا تولنے کے عمل کو کم علمی و کج فہمی سے تعبیر کیا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی اپنے جذبات و احساسات عقیدت کو لسان قلم پر لا کر جو اہر محبت کی مالا بنا کر محبوبین کے سینے پر آویزاں کرنے کی سعادت سے مسعد ہو رہا ہوں۔

یاد رہے، یہ بات حسن تعمیر کی ہو تعریف کا مرجع معمار ہی ہوگا۔ تعریف تصویر کی ہو تو صیغہ حقیقتا مصور کی ہی متصور ہوگی بات کلام کے حسن کی ہو مدح متکلم کی ہی کہلائے گی۔ انداز تحریر میں رنگ حسن بھردیا جائے۔ تو داد تہنیں کا استحقاق محروم رہی حاصل ہوگا قابلیت و اہلیت اگر تلمیذ کی بیان کی جائے۔ تو حقیقت میں تعریف و توصیف اس کے معلم اور مادر علمی کی ہی ہوگی۔ جو مادر علمی کو پہلے تہذیب تدریب کا سانچہ بناتا ہے۔ پھر اپنے تلمیذ کو علم کی آنچ و دیکر تیشہ عمل سے تراش تراش کر اس سانچے کے مطابق ڈھال دیتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں تری عشق گری کو ساقی ☆ کام کرتی ہے نظر نام ہے پیمانے کا

اس سلسلہ میں منظر اسلام بریلی شریف سے اکتساب فیض کرنیوالی ان نادر الوجود شخصیات کے تذکرہ خیر کے جرمہ کفایت سے ہم مکلفی ہوں گے۔ جو دین مصطفویٰ اور عشق مرتضوی کی امین ہو کر ارض پاکستان میں موبتلیغ ہوئیں۔

چمن کی بات ہو یا بزم سے کانام آئے

لبوں۔ تذکرہ یار آہی جاتا ہے

ویسے بھی اگر ہم پاکستان کے دینی افق کا طائرانہ نگاہ سے عمومی مشاہدہ کریں تو اس حقیقت کی تسمین ہوتی ہے کہ لفظ ”رضا“ کا اسم نسبت تذکیر یا تانیث (رضوی رضویہ) کی صورت میں اکثر مدارس و جامعات کے اسماء میں اکیلی عروس کا سماں باندھتا ہے۔ یہ فیضان رضا اور جامعہ منظر اسلام کی علمی یادگار کا محبت بھرا امین ثبوت ہے۔ چونکہ بانی جامعہ رضویہ منظر اسلام قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سادات کرام سے غایت درجہ انس و پیار تھا۔ ان کے اسی گوشہ محبت کو معمول میں لاتے ہوئے ہم سید السادات امام المحمدین علامہ مولانا سید محمد دیدار علی شاہ قدس سرہ العزیز کی خدمات نبیلہ کو مسنداً عنوان بناتے ہیں اگرچہ آپ نے دیگر اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے مراحل علم کی تکمیل جلیل کی مگر اعلیٰ حضرت کی نظر کیا وسیعاً کرنے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ آپ کو امانت خلافت کی عطا سے سلسلہ قادریہ رضویہ کا امین بھی بنادیا اور فقہ حنفی کی تمام کتب کی اجازت روایت بھی مرحمت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت کی صحبت کے شب و روز میں منظر اسلام کی علمی اور فنی خدمات و تعلیمات کے عمیق مشاہدہ نے آپ کے دل میں منظر اسلام کی نہج پر دینی ادارہ کی تاسیس و تعمیر کی قلعی کھول دی۔ ۱۹۲۵ء میں شہر لاہور میں آپ نے ”حزب الاحناف“ کے نام پر دارالعلوم کی خشت تاسیس اپنے دست کرامت سے رکھی۔

مزید تقدیر کی اتم درجہ موافقت کا اظہار یوں ہوا کہ آپ کے جگر گوشہ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ آپ کے خلف ارشد ثابت ہوئے آپ اپنے والد گرامی محدث الوری اور حضرت صدر الافاضل کی سنگت و معیت میں بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوئے فقہ کی جزئیات، تقابلی ادیان اور دیگر علوم پر مہارت تامہ حاصل کی دوسرے علماء کے ساتھ خدمت افتاء نویسی بھی انجام دی جس کی نگرانی خود قبلہ اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے۔ جس کا اثر بایں طریق ظاہر ہوا کہ پاکستان میں ہزاروں فتاویٰ آپ کی نوک قلم سے مترشح ہوئے فتاویٰ رضویہ کی جلد اول اور بہار شریعت کے ابتدائی حصے

آپ کے زیر نظر مرحلہ طباعت و اشاعت سے گزرے اور حزب الاحناف میں سلسلہ درس و تدریس کی صورت میں روایت اسلاف کو بھی جاری رکھا۔ الحاصل یہ پدرو ولد دونوں کی کاوشوں نے ”حزب الاحناف“ کی خیمہ زنی کر کے تاریخِ غنیمت میں فیضانِ رضا کے مثالی نقوش منقش کر دیے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو تختہ وصال پر غسل دینے کی سعادت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت نے علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ کو بھی تمام علوم اسلامیہ، قرآن و حدیث، فقہ اور سلاسلِ طریقت کی خصوصی سند اپنے دست مبارک سے لکھ کر عطا فرمائی۔ علامہ محدث الوری قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے اور علامہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ کے برادر اصغر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ نے اپنے والد گرامی اور دیگر اساتذہ سے کتب پڑھیں۔ قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، صدر الاما فاضل علامہ محمد نعیم الدین مراد آبادی سے بھی مستفیض و مستتیر ہوئے۔ مسجد و زیرِ خاں لاہور میں منصبِ امامت سنبھالا۔ پاکہ و ہند کی ہر تحریک میں عدیم المثال فعال کردار ادا کیا۔ متعدد بار جیل کی سلاخوں کے پیچھے آپ کو محصور کیا گیا۔ مگر آپ کے پائے ثبات کو خراش تک نہ پہنچی۔ جیل میں ہی آپ نے علمی گوہرِ فشانوں سے اوراقِ جزے تو وہ ”تفسیر ابوالحسنات“ کے نام سے موسوم ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے ساتھ آپ کی قلبی محبت و عقیدت کا حد درجہ احساس آپ کی ششہ گفتگو سے ہوتا تھا۔

فقاہت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زندہ ترین تصویر مولانا ابویوسف محمد شریف قدس سرہ تھے۔ آپ مقلب بہ فقیہ اعظم اور محدث کوٹلوی ہیں آپ سلسلہ خرقہ خلافت میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے مآذون تھے۔ فقیہ اعظم کا لقب بھی فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا عطا کردہ ہے۔ آپ نے علم کدہ رضویت پہنچ کر اکتساب فیض کیا۔ واپس سیالکوٹ کے قصبہ کوٹلی لوہاراں آ کر فقہ حنفیت پر مثالی کام کیا۔ سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک فقہ پر حافظ ابن ابی شیبہ کے وہ اعتراضات جن میں امام اعظم علیہ الرحمہ کے بعض مسائل کو خلاف حدیث گردانا گیا۔ جب انہی اعتراضات کو آڑ بنا کر غیر مقلدین نے عوام کو بہکانا چاہا تو آپ نے کتاب تاسید الامام باحادیث خیر الانام تصنیف کی اس میں ابن ابی شیبہ کے اعتراضات کا مسکت رد تحریر فرمایا اس کتاب کے مطالعہ پر حضرت صدرالافاضل کے یہ الفاظ تھے۔ ”حافظ ابن ابی شیبہ اگر آج ہوتے تو ضرور اس تحریر کی قدر کرتے اور اس کو اپنی مصنف کا جزو بناتے۔“ یا کتاب الرد“ کو مصنف سے خارج کرتے“ حضرت مولانا سر دارمحمد محدث اعظم علیہ الرحمہ نے بریلی شریف سے پاکستان آ کر جب جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا سنگ بنیاد رکھا

تو شجرہ رضویت کی آبیاری کیلئے اولاً مال معاونت بھی فقیر اعظم مولانا محمد شریف علیہ الرحمہ نے ہی فرمائی تھی۔

نائب مجدد اعظم حضرت شیخ الحدیث ابوالفضل محمد سردار احمد علیہ الرحمہ ملقب بہ محدث اعظم کو سلسلہ و خانوادہ اعلیٰ حضرت میں وہی حیثیت حاصل تھی۔ جو کہ بدن انسانی میں ریزہ کی ہڈی کو حاصل ہوتی ہے۔ آپ کے عدم ذکر سے فیضان رضا کی تاریخ کا باب ادھور اسی رہ جائیگا۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی ہو یا مظہر اسلام بریلی آپ کی قلبی اتجاہات کے رہین رہے۔ منظر اسلام کو من کل الوجوہ بام تکمیل تک پہنچانے میں آپ کی عرق ریزی کا خاصہ عمل دخل تھا۔ آپ صدرا الاساتذہ پر بھی حکمت نشین ہوئے۔ اور تدریس دورہ حدیث شریف کا آغاز بھی بریلی شریف سے فرمایا تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف آوری پر آپ نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام کاسنگ تاسیس رکھا پہلے پہل دارالعلوم کی عمارت محض ایک شامیانہ ہی تھا۔ جو بعد میں عالیشان پر شکوہ عمارت پر منتج ہوا۔

آپ کے زیرِ تلمذ رہنے والے کثیر التعداد تلامذہ پاکستان آئے جنہوں نے مدارس و جامعات قائم کر کے علمِ رضویت کو اوجِ ثریا تک پہنچا دیا۔ ہاں اغیار بھی اس بات کے معترف ہیں کہ پاکستان میں پیغامِ رضا اور عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شمع کو شعلہٴ دوام عطا کرنے والے محدثِ اعظم ہی ہیں تو پھر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ آپ کے دمِ قدم سے پاکستان نغماتِ رضا سے گونج اٹھتا ہے۔

سبک اس کے ہاتھوں سے سنگ گراں

پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگ رواں

اسی نامور سلسلہ کی اہم کڑی شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی بھی مرقوم ہے۔ آپ نے مظہر اسلام سے تکمیل دورہ حدیث کی سند حاصل کی بریلی شریف،

گجرات اور وزیر آباد میں ذوق مدرس کی پیاس بجھائی۔ اکثر ملی و مذہبی تحریک میں فعال کردار ادا کیا۔ قائد اعظم آپ کی دعوت پر ہی وزیر آباد تشریف لائے۔ آپ نے سلسلہ قتل و قاتل کیلئے وزیر آباد میں جامعہ نظامیہ کی بنیاد رکھی آپ کی مدلل، متصوف، منطقدانہ اور فلسفیانہ تقریر و تدريس میں فیضانِ رضا کی بہار و پھوار سے سامعین و معلمین کے چہرے غنچوں کی طرح کھلے رہتے توجہ طلب بات ہے کہ پاکستان کے مدارس کے تدريسی ماحول میں سب سے زیادہ شہرت محدث اعظم

کے دورہ حدیث شریف کو حاصل تھی جب کہ دورہ قرآن کریم علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمہ کا مشہور تھا۔

فیضانِ رضا کی تقدیس و تنویر میں مقدس و منور ہو کر شہر و مضافات کو نورِ علم میں بسا گئے۔ وہ فقیہ العصر حضرت مولانا تقدس علی خاں قدس سرہ جن کی شخصیت کے تعارف میں یہی امر کفایت کرتا ہے کہ آپ مجددِ اسلام کے تلمیذ رشید اور خلیفہِ اجل ہونے کے ساتھ ساتھ نسبِ لحاظ سے نواسے بھی تھے۔ منظرِ اسلام کے مبہم بھی رہے۔ جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ سندھ کے شیخ الجامعہ تھے، اور حضرت حجۃ الاسلام سے شرف و لامادی بھی آپ کو حاصل تھا، نابغہ روزگار شخصیات آپ کے خرمینِ سلامندہ کے زمرہ میں شامل ہیں فکرِ اعلیٰ حضرت کی جیتی جاگتی تصویر تھے آپ کی لسان ہو یا قلمدان و دونوں ہمہ وقت فکرِ رضا اور خدمتِ مسلکِ اہل سنت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

دین و ملت کے وقار علامہ وقار الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلک رضا کے زبردست مؤید و عامل تھے۔ ابتدائی تعلیم منظر اسلام سے حاصل کی قبلہ سیدی اعلیٰ حضرت کے دست کرم پر بیعت کی ۱۹۳۸ء تا ۱۹۴۱ء منظر اسلام میں مستند ریس پرفائز رہے بعد ازاں چٹاگانگ مشرقی پاکستان میں جامعہ احمدیہ سنیہ میں شعبہ تدریس سے منسلک رہے پھر روشنیوں کے شہر کراچی میں مرکزی دارالعلوم امجدیہ کے طلباء آپ کے بحرِ خارِ علم سے میراب ہوتے رہے آپ ناظم تعلیمات، شیخ الافتاء اور شیخ الحدیث کی مسانید پر بھی تمکین نشین رہے۔ آپ درس و تدریس، تحریر و تقریر، گفت و شنید کے خاکوں میں فکر رضا کا رنگ بھرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیتے تھے۔

دور افتادہ میں حافظ العلوم علامہ جلال الدین قدس سرہ کی خدمات بھی قابل صد تحسین ہیں اگرچہ ظاہری بصارت سے محروم تھے۔ لیکن خدائے لم یزل نے اس کے نعم البدل بصیرت قلبی سے خوب خوب نوازا تھا۔ ۱۹۳۶ء میں بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل فرمائی محدث اعظم پاکستان مفتی اعظم ہند اور حضرت صدر الافاضل مراد آبادی علیہ الرحمہ سے اکتساب علم کیا۔ آپ کو قبلہ مفتی اعظم ہند کی طرف سے اجازت روایت حدیث بھی تھی۔ منقولات و معقولات کتب کی تکمیل کے بعد وطن مالوف واپس آکر جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ کے نام کو سنگ و خشت کا لبادہ عطا فرمایا ۱۹۶۲ء سے تادم وصال دورہ حدیث شریف پڑھاتے رہے مسلک رضا پر نہایت محصلانہ گرفت رکھتے تھے۔ پیغامات رضا کے ابلاغ میں آپ کے وار العلوم کی انجام کردہ خدمات کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔

مرتب کرنے میں فعال رہی۔ آپ کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مختلف مدارس میں کتب درس نظامی پڑھنے کے بعد دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل پر قمر طاس فراغت حاصل کیا۔ اعلیٰحضرت کے دست اقدس پر بیعت کی اور خلف رشید بھی بنے۔ سیالکوٹ کے نواحی علاقوں اور جموں و کشمیر میں مسلسل تبلیغی دورے فرماتے رہے۔ عوام و خواص کو مسلک اہل سنت اور اسلامی تعلیمات سے روشناس کروایا۔ تصانیف میں معیار صداقت، چہل حدیث، سچا ایمان، مجموعہ وعظ (تین حصے) اور مجموعہ اشعار یادگار ہیں۔

کشمیر کی وادیوں، گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک پیغام رضا کی ترسیل و تبلیغ میں حافظ علامہ پیر محمد فاضل تاجدار ڈھانگری قدس سرہ العزیز نے بھی خون و عرق ایک کر دیا درس دورہ حدیث شریف کے دوران قبلہ محدث اعظم علیہ الرحمہ سے اکتساب فیض کیا۔ بعد ازاں ڈھانگری شریف کشمیر میں اپنے تدریسی ذوق کی تکمیل کیلئے مدرسہ کی بنیاد رکھی جو کہ پورے کشمیر کا منفرد و یکتا فکر رضا کا حامل ادارہ ہے۔ آزاد کشمیر میں آپ کے نفع ولایت کی بدولت مسلک اہل سنت کی بہار پروان چڑھی اور اسکی چوئیاں نعمات رضا کی بازگشت سے گونج اٹھیں۔

منظر اسلام کے دینی تبلیغی فیضان کے سلسلہ میں علامہ مفتی مختار احمد قدس سرہ العزیز کا اسم گرامی بھی مرتبط و منضبط ہے بریلی شریف میں دورہ حدیث شریف قبلہ سیدی محدث اعظم سے کیا۔ آپ بہت شریف الطبع، نہایت کم گو با عمل عالم دین تھے۔ آپ کو علم الفقہ اور علم المیراث پر یدِ طولیٰ حاصل تھا جامعہ قادریہ رضویہ میں تدریس فرماتے رہے۔ فتاویٰ نویسی میں کمال درجہ حاصل تھا۔

فخر المحدثین پروردہ فیضان رضا بحر العلوم علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمہ کی خدمات جلیلہ بھی قابل کتابت زور ہیں۔ آپ نے اجیر مقدس اور بریلی شریف میں قبلہ محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اپنے والد گرامی صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب قدس سرہ سے بھی درسی کتابوں کے سلسلہ میں استفادہ کیا۔ آپ کا ذوق علمی آپ کو جامعہ ازہر مصر اور مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ لے گیا۔ انڈیا میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف اور پاکستان میں جامعہ محمدی شریف جھنگ، جامعہ رضویہ منظر اسلام ہارون آباد، اور دارالعلوم امجدیہ کراچی میں تدریسی مناصب پر فائز ہو کر یادگار اسلاف بن کر تعلیمات اسلاف سے طلباء کو بہرہ مند فرماتے رہے۔

بعد دورہ حدیث حضرت محدث اعظم سے کیا۔ راولپنڈی کے علاقہ گوجر خاں میں سلسلہ تدریس جاری فرمایا۔ بعد ازاں ۱۹۶۲ء تک ساہیوال میں ذوق معلیٰ پورا فرماتے رہے۔ پھر نعمات و پیغامات رضا کی تشہیر و تبلیغ کیلئے بیرون ملک سدھارے آپ کی کاوشوں سے ہی سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کا قیام عمل میں آیا۔

مفتی اعظم ہند نے آپکو خرقہ و خلافت سے نوازا۔

دور حاضر میں یادگار اسلاف کی صورت میں شیخ الحدیث حافظ عبدالرشید رضوی زید مجاہد کا وجود مسعود بھی نعمت ہے آپ جلیل القدر مدرس، محقق، بے مثل مناظر اور ماہر علم الکلام ہیں۔ درس دورہ حدیث شریف کیلئے دیوبند جانا چاہتے تھے۔ کہ آپ کے والد علامہ محمد قطب الدین علیہ الرحمہ نے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ کی وساطت سے آپ کو صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں بھیجا۔ حضرت صدر الافاضل ان دنوں آل انڈیا سنی کانفرنس کے سلسلے میں بہت مصروف تھے۔ انہوں نے آپ کو بریلی شریف قبلہ محدث اعظم کے پاس پہنچا دیا۔ سند فراغت کے حصول کے بعد جامعہ نقشبندیہ علی پور سیدال میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ بعد ازاں اپنے آبائی گاؤں ضلع جھنگ میں جامعہ قطبیہ رضویہ قائم کیا۔ ان دنوں آپ حضرت محدث اعظم کے آستانہ عالیہ سے ملحق مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ آپ چراغ رضویت کی پھیل کی مثل ہیں۔

ان علماء وفضلاء، مفسرین و محدثین جن کا ہم نے مذکورہ سطور میں اجمالی سا خاکہ نقش کیا ہے کے علاوہ اور بھی سیکڑوں ایسے جواہر مکتون ہیں۔ جنہوں نے فیضانِ رضا کے امین ہو کر اپنی زندگیوں کے شب و روز دینِ مصطفوی کیلئے وقف کر دیئے۔ منظرِ اسلام کے مدرسین اور فارغ التحصیل طلباء کی کسی بھی میدان میں انجام کردہ خدمات نبیلہ کو قلمبند کرنا انجمِ شامی کے مترادف ہے جو کہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے کیونکہ اس امر کیلئے لاتعداد صفحات پر مشتمل سیکڑوں دفتر درکار ہیں۔ اور ان علماء کے عدم تذکرہ پر ہمارا موضوع شکوہ تشنگی میں لب کشائی رہیگا۔ لیکن طوالت مضمون کے پیش نظر بطور مشقت ازخروارے بقیہ علماء کے صرف اسمائے گرامی پر اکتفا کے سوا کوئی ہمیں اور سبیل سمجھاتی نہیں دیتی۔ آفتابِ علم و حکمت کے ان تابندہ و درخشندہ ستاروں میں سے مولانا غلام یزدانی، سبکی ہزاروی، مولانا مختار الحق صدیقی ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا سید محمد یعقوب شاہ گجراتی، مفتی محمد نواب الدین فیصل آبادی، مولانا ولی التبی، سبکی تورڈ شریف مردان

فرماتے ہیں۔

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں ۳۳ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے (۵)

امام احمد رضا نے اپنے رسالہ اجازت الرضویہ بمجلد مکملہ البھیہ میں جن کثیر علوم و فنون کا ذکر کیا ہے ان میں سے اکثر میں ان کو تبحر حاصل تھا جس کا اندازہ ان علوم و فنون سے مزین اور ان کی کثیر تعداد میں مطبوعہ غیر مطبوعہ تصانیف سے ہوتا ہے۔

امام احمد رضا کے کتب و رسائل کی تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہے مگر افسوس کہ ان میں اکثر مشفقو دہیں اور مزید یہ کہ ان کی کوئی مستند و جامع فہرست بھی دستیاب نہیں۔

ڈاکٹر حسن رضا خان اعظمی نے اپنے ڈاکٹریٹ (P.H.D) کے مقالے فقہ اسلام میں امام احمد رضا کی چھ سو چھیاسٹھ کتب و رسائل (مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ) کا ذکر کیا ہے جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے فاضل علامہ عبدالمبین نعمانی فاضل بریلوی کی فہرست کتب مرتب فرما رہے ہیں وہ غالباً (۸۲۰) آٹھ سو بیس رسائل تک مرتب فرما چکے ہیں (۶)

مولانا سید ریاست علی قادری مرحوم (بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان) نے تقریباً نو سو سے متجاوز فہرست تیار کی تھی مگر افسوس کہ ان کے سانحہ ارتحال کے بعد ان کے خاندان کی اسلام آباد سے کراچی منتقلی میں کہیں گم ہو گئی اس وقت بین الاقوامی ریسرچ انسٹیٹیوٹ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی مرکزی لائبریری گوشتیہ محققین میں تقریباً تین سو ساٹھ مطبوعہ کتب و رسائل اور ایک سو پچاس کے قریب عکسی مخطوطات کا ذخیرہ موجود ہے۔

الغرض کسی کا کثیر التصانیف ہونا فی نفسہ کوئی خوبی نہیں جیتک یہ معلوم نہ ہو کہ مصنف کا اسلوب تحریر و تحقیق کیا ہے وہ رطب یا بس بیان کرنے کا تو عادی نہیں۔

امام احمد رضا کے اسلوب و تحقیق اور قوت فیصلہ سے متعلق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے

بعد کرتے ہیں انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی (۷)

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ علامہ ابوالحسن علی ندوی امام احمد رضا کی قوت استدلال پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں انہوں نے ایک کتاب بنام الزبدۃ الزکیۃ تحریم جود الخیر تصنیف کی یہ کتاب اپنی جامعیت کے ساتھ ان کے وفور علم اور قوت استدلال پر دل ہے (۸)

فاضل بریلوی کے فتاویٰ میں اسلوب تحقیق اور معیار پر اظہار خیال کرتے ہوئے پاکستان کے ممتاز ادیب و دانشور حکیم محمد سعید دہلوی فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک ان کے فتاویٰ کی اہمیت اس لئے نہیں کہ وہ کثیر در کثیر فقہی جزیات کے مجموعے ہیں بلکہ ان کا خاص امتیاز یہ ہے کہ ان میں تحقیق کا وہ اسلوب و معیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں (۹)

فتاویٰ رضویہ امام احمد رضا کے اسلوب تحقیق کا عظیم شاکر ہے اور آپ کی وسعت علمی و فقہی جزیات پر عمیق نظر کا درخشان باب ہے اس کے مطالعہ سے ان کے تحقیقی جوہر کھل کر سامنے آتے ہیں اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ فتویٰ نویسی کے تمام اصول و قواعد سے بخوبی آگاہ ہیں ان کے فتاویٰ میں فتویٰ نویسی کے تمام اجزاء پائے جاتے ہیں یعنی مستفتی کا نام و پتہ تاریخ استفتاء صورت مسئلہ اور پیش آمدہ واقعات کے ضروری جزیات اور اہم تفصیل

امام احمد رضا سے جب بھی کوئی مسئلہ پوچھا گیا یا فتویٰ طلب کیا گیا تو آپ نے سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کیا پھر حدیث نبوی سے استفادہ کرنے کی کوشش کی بعد ازاں آثار سیر اور فقہاء احناف سے استفادہ کیا (۱۰) جس کی بدولت فقہ حنفی کو برصغیر میں وسعت اور قبول عام کا درجہ حاصل ہوا۔

امام احمد رضا کے فتاویٰ میں ایک اصول نمایاں نظر آتا ہے کہ آپ نے جن ماخذ و مصادر سے فتاویٰ میں استدلال کیا ان کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے جو کہ آپ کی وسعت مطالعہ علمی و دیانت اسلاف احناف سے اتفاق و عقیدت اور روایت کے تسلسل کی درخشان دلیل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے اسلوب و تحقیق کی نمایاں خصوصیات ہے۔

امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق بلند ہی نہیں بلکہ بہت بلند ہے انہوں نے جو کچھ تحریر فرمایا اس میں نادر و نایاب تحقیقات پیش کر کے ہر دور کے اہل علم و فن کو ششدر کیا

تداول سے متعلق امام احمد رضا فرماتے ہیں

(۱) اور متاخرین نے کتاب کا علماء میں ایسا مشہور و متداول ہونا جس سے اطمینان ہو کہ اس میں تغیر و تحریف نہ ہوئی اسے مثل اتصال سند جانا (۱۷)

(۲) تداول کے یہ معنی کہ کتاب جب سے اب تک علماء کے درس و تدریس یا نقل و تمسک یا ان کے معنی نظر رہی ہو جس سے روشن ہو اس کے مقامات و مقالات علماء کے زیر نظر آچکے اور وہ بحالت موجود رہی ہو اسے مصنف کا کلام مانا جائے (۱۸)

(۳) زبان میں علماء میں صرف وجود کتاب کافی نہیں کہ وجود تداول میں زمین و آسمان کا فرق ہے (۱۹)

احتیاط نقل و استدلال پر بحث کرتے ہوئے امام احمد رضا درج ذیل نکات پیش کرتے ہیں

(۱) علماء نے فرمایا جو عبارت کسی تصنیف کے نسخے میں ملے اگر صحت نسخہ پر اعتماد ہے یوں کہ اس نسخہ کو خود مصنف یا کسی اور ثقہ نے خاص اصل مصنف سے مقابلہ کیا ہے یا اس نسخے سے جسے اصل سمجھ کر مقابلہ کیا تھا یوں ہی اس ناقل تک تو یہ کہنا جائز ہیکہ مصنف نے فلاں کتاب میں یہ لکھا ورنہ جائز نہیں (۲۰)

(۲) اس نسخہ صحیحہ معتدہ سے جس کا مقابلہ اصل نسخہ مصنف یا ثقہ نے کیا و سائنڈ زائد ہوں تو سب کا اسی طرح کا معتدات ہونا معلوم ہو تو یہ سب بھی ایک طریقہ روایت ہے اور ایسے نسخہ کی عبارت کو مصنف کا قول بتانا جائز (۲۱)

وزرات تعلیم حکومت سندھ کے سابق ڈسٹرکٹ سکرٹری اور پاکستان کے ممتاز ماہر تعلیم و نصاب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد امام احمد رضا کے معیار تحقیق کے متعلق فرماتے ہیں

امام احمد رضا کا تحقیقی معیار بہت بلند تھا اپنی تصنیف جب العوار میں انہوں نے ماخذا اور اس کے متن پر علمی بحث کی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کیسے بلند پایا محقق تھے (۲۲)

امام احمد رضا کی تحقیقات اور ان کا معیار اس قدر بلند ہیکہ ان سے برصغیر کے محققین ہی نہیں بلکہ علماء عرب اور مشرقین یورپ بھی متاثر نظر آتے ہیں

مشہور شامی عالم شیخ عبدالفتاح ابو نعیم (۲۳)

(پروفیسر کلیت الشریعہ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض سعودی عرب) جو عربی زبان و ادب کے ممتاز ادیب و دانشور اور تقریباً پچاس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں فرماتے ہیں۔

میں نے جلدی جلدی میں امام احمد رضا کا ایک عربی فتویٰ مطالعہ کیا عبارت کی روانی اور کتاب و سنت و اقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک فتویٰ کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے (۲۳)

یورپی مستشرق کیلیفورنیا یونیورسٹی (امریکہ) کے شعبہ تاریخ کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا ڈی مکاف لکھتی ہیں
احمد رضا کی نگارشات کا انداز مدلل تھا جس میں بی شمار حوالوں کے ذخیرہ ہوتے تھے جس سے ان کی علمی اور عقلی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے (۲۵)

۱۳۳۹ھ میں دانا پور (ہندوستان) کے محمد حنیف خان نامی شخص نے امام احمد رضا سے ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے ایک رسالہ جب العواد عن محمد بن بہار تحریر فرمایا تھا اس رسالے کے شروع میں امام احمد رضا نے اسلوب تحقیق کے تمام جزئیات پر تفصیلی بحث کی ہے جو کہ محققین کیلئے لائق دید اور قابل مطالعہ ہے
امام احمد رضا کی علمی شخصیت کا تقاضہ تھا کہ بین الاقوامی تحقیقی اداروں اور عالمی جامعات میں ان پر تحقیقی کام ہو چنانچہ عالمی جامعات نے اپنا رخ امام احمد رضا کے سمت کیا ہے فاضل بریلوی کے حوالے سے تحقیقاتی کام ہوا ہے اور مزید ہو رہا ہے جس کی تفصیلات ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سالانہ مجلہ میں ہر سال شائع ہو رہی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسکول و کالج اور جامعات کے تعلیمی نصاب میں امام احمد رضا کے حوالے سے اسباق شامل کئے جائیں تاکہ نئی نسل اپنے اسلاف کے علمی کارناموں اور ان کے اسالیب تحقیق سے معترف و مستفیض ہو سکے

اس ضمن میں ان محققین علماء دانشور حضرات کی زیادہ ذمہ داری ہے جو امام احمد رضا سے عقیدت و محبت کا رشتہ بھی رکھتے ہیں کہ وہ جس منصب مقام پر فائز ہیں جہاں بھی ہیں وہاں اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کرتے ہوئے اس سمت میں پیش قدمی کریں امام احمد رضا اور دیگر اسلاف کرام کی شخصیات اور کارناموں کو ہر سطح پر داخل نصاب کرانے کیلئے تحریری انداز میں جدوجہد کریں اور ارباب حل و عقد کی توجہ مبذول کرانے کیلئے تحریر و تقریر کے دیگر میڈیا کے تمام ذرائع سے کام لیں

خواہشی و حوالے

- (۱) قاضی عبدالقادر ڈاکٹر تصنیف و تحقیق کے اصول مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۲ء ص ۳
- (۲) مسلم شریف جلد اول مطبوعہ مصر ص ۷۳ مطبوعہ کراچی ص ۸
- (۳) قاضی عبدالقادر ڈاکٹر تصنیف و تحقیق کے اصول مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۲ء ص ۵۳
- (۴) ظفر الدین بہاری مولانا حیات اعلیٰ حضرت جلد اول مطبوعہ بریلی
- (۵) احمد رضا خان مولانا الاجازۃ الرضویہ کجلی مکۃ المنیہ بشمول رسائل رضویہ (مرتب علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری)
- جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۳۰۹
- (۶) یاسین اختر مصباحی مولانا، امام احمد رضا رباب و علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء ص ۳۸
- (۷) مقالات یوم رضا حصہ سوئم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۱۰
- (۸) ابوالحسن علی ندوی مولانا - مدحہ الخواطر بیہ السامع والنواظر جز ثامن مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۷۰ء ص ۴۱
- (۹) محمد سعید ہلوی حکیم فاضل بریلوی کی طبی بصیرت مشمولہ سال نامہ معارف رضا شمارہ نمبر ۱۹۸۹ء مطبوعہ کراچی ص ۹۹
- (۱۰) محمد طفیل حافظ ڈاکٹر قرآن حکیم فتاویٰ رضویہ کا اولین ماخذ بشمولہ سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۹۹۲ء مطبوعہ کراچی ص ۵۷

(۱۱) احمد رضا خان مولانا حجب العوارض عن مخدوم بہار مطبوعہ لاہور ص ۱

(۱۲) ایضاً

(۱۳) ایضاً ص ۲

(۱۴) ایضاً ص ۳

(۱۵) ایضاً ص ۲

(۱۶) ایضاً ص ۳

(۱۷) ظفر الدین بہاری مولانا کجلی المحدث والتالیفات المجدد مطبوعہ پٹنہ ص ۷

(۱۸) (الف) ایضاً ص ۷ (ب) احمد رضا خان مولانا حجب العوار عن مخدوم بہار ص ۴

(۱۹) احمد رضا خان مولانا حجب العوار عن مخدوم بہار مطبوعہ لاہور ص ۴

(۲۰) الضامن

(٢١) البضائع ٢

(۲۲) محمد مسعود احمد ڈاکٹر (فتیحیہ) فقید اسلام از ڈاکٹر حسن رضا خان اعظمی (مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء ص ۲۳)

(۲۳) شام کے معروف حنفی عالم عبدالفتاح ابوالقدہ کا ۱۶ فروری ۱۹۹۷ء کو ریاض میں وصال ہو گیا ہے۔

مدینہ منورہ) میں آسودہ خاک کیا گیا آپ کے تفصیلی حالات و خدمات پر چکوال (پاکستان کے فاضل عابد حسین شاہ۔

اردو میں تفصیلی مقالہ مرتب کیا ہے جو کہ پاک و ہند میں زیر طبع ہے

(۲۳) یاسین اختر مصباحی مولانا امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں غلطیوں سے کراچی ۱۹۷۸ء ص ۱۸۳

Dr. Barbara Metcalf The Reform is tullema (10)

Muslim Religious Leadership in India

(1860, 1900) bar ke le y 1974

بحوالہ فقہ اسلام

اے بریلی میرا بابِ جنت ہے

یعنی جلوہ گیمہ اعلیٰ حضرت ہے تو

ما یقین مرکز اہل سنت ہے تو

سہ تیری مرکزیت سلامت رہے

ہجری کے بعد شروع ہوا۔ اور سب سے پہلا مدرسہ ”المدرسة الیہیة“ کے نام سے نیشاپور میں قائم کیا گیا۔

نظام الملک کے اسلامی مدارس کی بنیاد ڈالتے ہی جنگل کی آگ کی طرح عالم اسلام میں اسلامی مدارس کا رواج پھیل گیا۔ شروع زمانہ میں تو ہرفرن کے الگ الگ مدرسے قائم ہوئے۔ اور ان میں ہرفرن کے باضابطہ الگ الگ مدرسے رکھے جاتے۔ تمام فنون سے ہنر علماء فقہ کی طرف زیادہ توجہ دیتے تھے طلبہ کی لمبی تعداد فقہ ہی سے متعلق ہوا کرتی تھی۔ فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی، کی الگ الگ تعلیم دی جاتی تھی۔ تمام گروہوں کے علیحدہ مدرسے ہوتے۔ ٹھیک یہی حال دوسرے فرقوں کا تھا۔

بنو امیہ کے زمانے تک موجودہ درس و تدریس کا انداز نہ تھا۔ بلکہ استاذ زبانی تقریر کرتا۔ طلبہ اسے قلم بند کرتے۔ یہ سلسلہ عباسی دور میں بھی عرصہ تک جاری رہا۔ پھر بعد میں آہستہ آہستہ کتابوں کا درس شروع ہوا۔ مگر پرانا طریقہ یکسر ختم نہ ہوا۔ دسویں صدی ہجری کے آغاز تک یہ سلسلہ چلنے کے بعد علامہ جلال الدین السيوطی کے وفات پاتے ہی ختم ہو گیا۔

اس وقت میں علوم عقلیہ کے علاوہ تمام فنون کو لوگ دلچسپی سے پڑھتے۔ معقولات کو نصاب سے خارج سمجھنے کے علاوہ نفرت و بیزاری کا اظہار بھی کرتے۔ مگر بعد کے زمانے میں علوم عقلیہ پورے نصاب درس پر چھا گیا۔ اور ابھی تک اس کا تسلط بعض مدارس میں برقرار ہے۔

وہ اسلامی مدارس جہاں ان فنون کی تعلیم دی جاتی تھی بیشتر اسلامی ممالک میں قائم ہو چکے تھے۔ امراء، رؤساء، سیاسی تدبیر و تفکر کے علاوہ علوم و فنون سے بھی شغف رکھا کرتے تھے۔ جبکہ لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شاہی محلات، سرائے اور دیگر تاریخی عمارتوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ وہ مدارس کی بھی تعمیر کراتے اور اسے اپنے نام کی طرف منسوب کرتے۔ ایسے مدارس کی ایک طویل فہرست ہے ذیل میں مختصر تعارف کیساتھ ان کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱) مدرسہ فاضلیہ : یہ مدرسہ قاہرہ میں درب ملوخی میں واقع تھا۔ اس کو القاضی الفاضل عبدالرحیم بن علی الیسیانی نے اپنے مکان سے متصل ۵۸۰ھ میں قائم کیا تھا (المقریزی۔ الخطوط ۲/۳۶۶)۔

(۲) مدرسہ ناصریہ: اس مدرسہ کو زین الدین کتبغا المنصوری نے قیہ منصور یہ سے متصل ۶۹۵ھ میں تعمیر کرانا شروع کیا تھا جسکی تکمیل قلاؤن ناصر کے ہاتھوں ۷۰۳ھ میں ہوئی (المخطوط ۲/۴۰۸)

(۳) مدرسہ فارسیہ: یہ مدرسہ قاہرہ میں خط الفہادین میں واقع ہے۔ اس کی تعمیر امیر فارس الدین السبکی نے ۷۶۵ھ میں کرائی (الخط ۲/۳۹۳)

(۴) مدرسہ ملکیہ: مدرسہ مشہد حسینی قاہرہ میں واقع ہے۔ اس کو امیر الحاج سیف الدین آل ملک الجوکندار نے اپنے مکان کے سامنے بنوایا تھا (الخط ۲/۳۹۲)

(۵) مدرسہ اقبغاویہ: یہ مدرسہ قاہرہ میں جامع ازہر کے قریب مدرسہ طہیر سید کے سامنے واقع ہے امیر اقبغا علاء الدین نے ۷۲۴ھ میں اسکی بنیاد ڈالی۔ اور ۷۴۰ھ میں مکمل کرایا ((الخط ۲/۳۸۳))

(۶) دارالحدیث النوریہ: یہ مدرسہ دمشق میں ہے اسکی تعمیر نور الدین محمود نے کرائی۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے دارالحدیث کی بنیاد ڈالی (الصحیحی۔ الدار ۱/۹۹)

(۷) المدرستہ النظامیہ الشام: دمشق کے بڑے مدارس میں سے یہ ایک ہے۔ اس کی تعمیر الملک المظفر تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب نے ۷۵۷ھ میں کرائی (الصحیحی۔ الدار ۱/۲۱۶)

(۸) المدرستہ العزیزیہ: ملک عزیز عثمانی نے اس کی بنیاد ۵۱۹ھ میں ڈالی۔ مگر بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ اس کی بنیاد ملک افضل نے ڈالی تھی۔ بہر حال اس کی تکمیل عزیز عثمانی کے ہاتھوں ہوئی (الصحیحی۔ الدار ۱/۳۸۳)

(۹) المدرستہ القطبیہ: اس کی تعمیر سیدہ عصمتہ الدین (متوفیہ ۶۹۳ھ) نے کرا کے اپنے حقیقی بھائی الملک افضل قطب الدین کی طرف منسوب کر دیا۔ اس میں شافعی اور حنفی دونوں مذاہب کی تعلیم ہوتی تھی (ابن قاضی عہبہ، طبقات الشافعیہ ۲/۲۱۹)

(۱۰) مدرسہ امجدیہ: ابن شداد نے اس مدرسے کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے بانی ملک مظفر نور الدین عمران بن ملک امجد ہیں (ابن قاضی عہبہ، طبقات الشافعیہ ۱/۱۱۳)

(۱۱) مدرسہ اشرفیہ: اس کی بنیاد اشرف شعبان بن حسین نے ترک حکومت میں ڈالی تھی مگر اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔ پھر ناصر فرج بن طاہر برقوق نے اسے منہدم کر کے جوش میں اس کی تعمیر کرائی (الصبح الاشی ۲/۳۶۳)

اس کے علاوہ مدرسہ اسلامیہ، مدرسہ نوریہ، مدرسہ غزالیہ، مدرسہ مجاہدیہ، مدرسہ امجدیہ (مصر) مدرسہ مستنصریہ (بغداد)

مدرسہ تنکریہ (قدس) مدرسہ بحیرہ (مصر) مدرسہ اتابکیہ (دمشق) دارالحدیث (الاشرفیہ) (مصر) وغیرہم اہم مدارس ہیں جن میں تمام ممالک کی تعلیم انفرادی طور پر دی جاتی تھی۔ اور بعض مدارس میں مشترکہ تعلیم دیئے جانے کا رواج بھی تھا۔ ہندوستان میں دینی مدارس کی ابتداء

ہندوستان میں دینی درسگاہوں کی تعمیر بعد میں ہوئی۔ البتہ تعلیم و تدریس کا انتظام پہلے سے موجود تھا جہاں لوگ داخل ہو کر دین متین کی تعلیم حاصل کرتے۔ اور علماء سے درس حدیث و قرآن لیتے۔ وہ درس گاہیں جنہیں مدرسہ کے نام پر استعمال کیا جاتا تھا۔ ان میں مساجد، مقابر، اور قدیم خانقاہیں شامل تھیں مساجد و مقابر کی تعمیرات کچھ اس انداز سے ہوئیں کہ انہیں درس و تدریس کیلئے استعمال کیا جاسکے عرصہ دراز تک مساجد کی تعمیر اسی منہج پر ہوتی رہی جو عبادت خداوندی کے ساتھ تعلیم کی مکمل ضروریات کو پورا کر سکتی تھی دلی، آگرہ، جونپور، احمد آباد، گجرات وغیرہ قدیم اسلامی دارالسلطنتوں میں اسی منہج پر عظیم الشان مسجدیں تعمیر ہوئی ہیں جو اب تک باقی ہیں ان کی ہیئت کذائی صاف بتاتی ہے کہ ان کا بڑا حصہ تعلیم گاہوں کے کام آتا تھا دہلی کی فتح پوری مسجد اس کی واضح نشانی ہے۔

قدیم خانقاہیں بھی درس و تدریس کیلئے بہت کارآمد ثابت ہوتی تھیں صوفیہ گوشہ نشین اور مشائخ زمانہ اس وقت صرف مجاہدہ نفس اور اوراد و وظائف ہی کو عبادت نہیں تصور کرتے بلکہ شریعت و طریقت کے علاوہ ظاہری علوم حاصل کرنے والوں کا ہر باطن دونوں کی تعلیم کو لازم و ضروری سمجھتے تھے۔ ہر خانقاہ میں باطنی علوم حاصل کرنے والوں کی کثیر تعداد پائی جاتی تھی۔ اس بناء پر قدیم خانقاہوں کو بھی مدارس و مکاتب کے سلسلے میں شمار کرنا چاہیے۔

بزرگان دین اور سلاطین کے مقابر بھی تعلیم و تدریس کے فرائض کیلئے استعمال کئے جاتے تھے۔ مقبرے کے ارد گرد کے کمرے درس و تدریس ہی کی خاطر بنائے جاتے تھے۔ مقبرہ علاء الدین خلجی اور مقبرہ ہمایوں اس کی تین مثال ہے۔

ہندوستان میں باضابطہ دینی مدارس کا آغاز محمود غزنوی کے دور سے سمجھنا چاہئے۔ یہ بادشاہ چونکہ علم دوست اور علماء پرست تھا اور اس کا دربار علماء فضلاء کی مقدس جماعت سے بھرا رہتا تھا اسی علماء کی صحبت کی بدولت ترویج علم کے سلسلہ میں مدارس و مساجد کی تعمیر کا شوق دامن گیر ہوا تاریخوں میں ملتا ہے کہ ۶۵۵ھ میں فتح قنوج سے غزنی واپس کے بعد منتخب ذوق و شوق مسجد مدرسہ کی بنیاد ڈالی تاریخ فرشتہ کا مصنف لکھتا ہے

”سلطان محمود غزنوی نے اس مسجد کو اس قدر حسین بنوایا تھا کہ اس کے حسن و خوب صورتی کی وجہ سے اسے ”عروس فلک“ کہا جانے لگا تھا۔ اور اسی مسجد کے کنارے مدرسہ قائم کیا تھا جس میں عمدہ اور نادر کتابوں کے نسخے فراہم کئے تھے“

سلطان کی علم دوستی کو دیکھ کر اس کے دربار کے تمام افراد امراء و رؤسا اور تمام اعیان مملکت کے اندر مدرسہ و مسجد قائم کرنے کا شوق پیدا ہو گیا تاریخ فرشتہ کے کہنے کے مطابق۔

اعیان مملکت میں سے ہر ایک نے مساجد، مدارس سفارتخانے کی تعمیر میں پیش قدمی کا مظاہرہ کیا۔

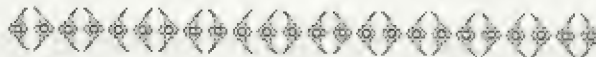
سلطان کی علم دوستی کا اثر ہندوستان تک ہی محدود نہ رہا بلکہ قدیم کتب تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان سے باہر تمام اسلامی ممالک میں مدرسوں کا جال پھیل گیا اور دھوم دھام سے دینی درسگاہوں میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

اور آج صرف ہندوستان کے اندر ہی ہزاروں سے زائد مدارس علم، دین کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔

سلطان محمود کے بعد جب اس کا لڑکا شہاب الدین مسعود تخت نشین ہوا تو اس نے باپ کا طریقہ کار اپنایا اور علم پروری اور علماء و نوازی کے معاملہ میں باپ کے نقش قدم کو اپنے لئے مشعل راہ قرار دیا اور حدود مملکت میں بکثرت مدارس قائم کئے تاریخ فرشتہ میں ہے

دراواکل سلطنت اور ممالک محروسہ چنداں مدارس و مساجد بنیاد نہا کہ زبان از تعداد آں عاجز و قاصر است

مغل حکومت کا آخری چراغ گل ہونے تک اسلامی مدارس کا جال پوری مملکت میں بچھ گیا، اجمیر، دہلی، سندھ، لاہور، پنجاب، آگرہ، بنگال، مالوہ، بدایوں، اودھ، بہار، ملتان، کراچی، کشمیر، لکھنؤ، گجرات، سورت، اور جوینپور و دیگر اضلاع میں سیکڑوں سے زائد مدارس قائم ہوئے جن میں کچھ تو حوادث زمانہ کے شکار ہو گئے اور کچھ چراغ سحری کی طرح ہیں۔



جامعہ رضویہ منظر اسلام کا دینی و علمی فیضان

تحریر: عبدالجبار رحمانی پاکستان

بریلی شریف کے اس تاریخی شہر میں کھنڈ کے ایک علمی گھرانے نے انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کو بیدار کیا۔ مسلمانوں کو متحد اور فوجی تربیت دے کر انگریزوں کے خلاف فوج تیار کی۔ اس فوج کیلئے تربیتی کمپ بھی اس گھرانے کے جد امجد نے قائم کیا اسی گھرانے میں ایک ذہین فرزند کی ولادت ہوئی اور اس عظیم فرزند نے اپنے جد امجد کی روایت کو زندہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو باطل قوتوں کی یلغار سے بچانے کیلئے ایک عظیم الشان ادارہ کے قیام کیلئے بنیاد رکھی۔ اس صدی کے مجدد برحق اور عوام اہل سنت کے تاجدار اعلیٰ حضرت مجدد برحق الشاہ مولانا احمد رضا فاضل و محدث بریلوی نے ہندوستان میں سیدھے سادھے عاشق رسول مسلمانوں کے عقائد پر حملہ آور نجدی، وہابی، دیوبندی، نیچری اور لاقعداء مختلف عقائد کے ڈاکوؤں کی یلغار دیکھی تو آپ نے مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کیلئے اور علماء کرام کی ایک فوج ظفر تیار کرنے کیلئے کام کا آغاز بالکل اسی طرح کیا۔ جس طرح انگریز کی غلامی سے آزادی کیلئے آپ کے جد امجد نے عسکری تربیت کا مرکز قائم کیا۔ آپ نے مسلمانوں کے عقائد کے تحفظ اور سرکارِ مدینہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کی شکل بگاڑنے والے دین کے لٹیروں کے خلاف ہندوستان کے صوبے یوپی کے شہر بریلی میں ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۰۴ء میں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت کے ایک معتقد رحم الہی صاحب کے گھر کے ایک کمرے میں دو طالب علموں مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا عبد الرشید عظیم آبادی کو آپ (اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مفسر قرآن و حدیث الشاہ مولانا احمد رضا فاضل و محدث بریلوی) نے بخاری شریف کا درس دیکر باقاعدہ آغاز فرمایا۔ اس مدرسہ کا تاریخی نام جامعہ رضویہ منظر اسلام آپ کے برادر خور و حضرت مولانا حسن رضا خاں نے تجویز فرمایا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام ترقی کی منازل طے کرتا ہوا بعد میں محلہ سوداگران بریلی شریف میں اپنی عمارت میں منتقل ہو گیا۔ اس منتقلی کی ضرورت جگہ کی تنگی اور طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پیش آئی شہزادہ اکبر قبلہ حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں کی محنت شاقہ سے

جامعہ رضویہ منظر اسلام کی نئی عمارت تعمیر ہوئی اور الحمد للہ اس مرکزی جامعہ کے ملک بھر کے علاوہ بیرون ملک بھی لا تعداد الحاق شدہ دارالعلوم کام کر رہے ہیں۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بعد اس کے نظم کو چلانے کیلئے حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں قادری، مفتی اعظم ہند قبلہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں قادری، مبلغ اسلام علامہ مفتی رحمان رضا خاں رحمانی میاں، بحسن و خوبی کام کرتے رہے اور ترقی کی منازل طے کرتے رہے۔ اب کل شیخ الاسلام علامہ مفتی محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں جامعہ رضویہ منظر اسلام کے نظم و نسق کو چلا رہے ہیں۔ آپ نے نوجوانی میں اپنے والد محترم قبلہ رحمان ملت رحمانی میاں کی اچانک رحلت کے بعد اس اہم ذمہ داری کو سنبھالا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب خانقاہ کی مرکزی عمارت بوسیدہ ہو چکی تھی۔ مسجد رضا تعمیر مکمل کئے جانے کی جانب توجہ دلا رہی تھی۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام طلباء کی کثیر تعداد ہونے کی وجہ سے اپنی تنگ عمارت ہونے کا شکوہ کر رہا تھا۔ اس موقع پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی وصیت کے تسلسل کی روشنی میں مرشدی رحمان ملت کی وصیت کی مطابقت سیدی مرشدی رحمان ملت کے چہلم شریف کی تقریب میں شہنشاہ مارہرہ شریف (سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف) سیدی مصطفیٰ حیدر حسن میاں مدظلہ العالی اور قبلہ رحمان ملت علیہ الرحمہ کے برادر اصغر علامہ مولانا مفتی اختر رضا ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے لاکھوں کے ٹھانٹیں مارتے ہوئے عوام کے مجمع میں خانقاہ رضویہ بریلی شریف کے سجادہ نشین کی ذمہ داری اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے نظم و نسق کی بھاری ذمہ داری شیخ الاسلام علامہ مفتی محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں دامت برکاتہم العالیہ کے جوان کاندھوں پر رکھ دی۔ آپ نے رات دن جاگ کر مسجد رضا کی تعمیر کو مکمل کر دیا خانقاہ کی مرکزی عمارت کو از سر نو تعمیر کر کے سینوں کا ایک نہ مٹنے والا تاج محل تعمیر کر دیا آج خانقاہ کی عمارت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شایان شان نظر آتی ہے۔ اس کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کی عمارت کی توسیع کا کام کر لیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس سے قبل ناظمین جامعہ منظر اسلام نے ان توسیعی کاموں کی جانب توجہ کیوں نہیں دی؟ جناب اس کا ایک جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بعد تمام شہزادگان نے اپنے اپنے دور میں ترقیاتی کام کرائے تھے اور کام ہوئے۔ لیکن دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے! قبلہ رحمان ملت کے دور میں خاندان کے کچھ افراد کی جانب سے کچھ نئے ادارے قائم کئے جانے سے مرکزی اعانت میں کمی آگئی تھی۔ اس کے

ہو رہا ہے۔ آج دنیا میں کہیں بھی آپ چلے جائیں آپ کو مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام کا دینی علمی فیضان ہر سو نظر آئے گا۔ جس طرح سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جد امجد و اکابرین نے انگریز کے خلاف علم آزادی بلند کرتے ہوئے بریلی کو انگریزوں کے خلاف عسکری کمپ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اور انگریز کے خلاف جنگ لڑی اس جذبہ کے تحت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ۱۳۳۲ھ میں جامعہ رضویہ منظر اسلام قائم فرما کر لادین قوتوں اور انگریز کے اشارے پر فرقہ واریت پھیلانے والے عناصر کے خلاف ایک ایسا علمی کمپ قائم کر دیا۔ جس سے ایک سو سالہ دور میں جامعہ رضویہ منظر اسلام سے فارغ ہونے والے علماء و دنیا میں بے شمار عالم پیدا کر کے بد مذہبوں کے خلاف علمی جہاد کر رہے ہیں۔ بقول شاعر کے

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے

جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

آج منظر اسلام کا ایک ایک فارغ التحصیل عالم گستاخ رسول عناصر کی بیخ کنی کرنے میں مصروف ہے۔ اس شعر میں شاعر کیا خوب کہہ رہا ہے

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ

احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

جامعہ رضویہ منظر اسلام کا طالب علم گستاخ رسول کے خلاف سیدہ جنتوں تک کر کیا خوبصورتی سے اپنا تعارف کر رہا ہے

گلستان رضا کا پھول ہوں ریحان کہتے ہیں

مرا آغاز جنت ہے مرا انجام جنت ہے

(ریختان ملت)

جامعہ رضویہ منظر اسلام کا ایک اور طالب علم اللہ سے دعا کرتے ہوئے کیا خوب کہہ رہا ہے۔

خدا، اتنی قوت دے، میرے قلم میں

کہہ بد مذہبوں کو سیدھا کر دوں گے

۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء کو علمی مرکز فرنگی محل میں نزول اجلال فرمایا۔ ۱۵ تا ۱۷ ایشوال ۱۳۱۱ھ/۲۲ تا ۲۴ اپریل ۱۸۹۳ء کو ندوۃ العلماء کے جلسہ تاسیس میں شرکت فرمائی اور ”اصلاح نصاب“ پر ایک مفید مقالہ پڑھا۔ اس اجلاس میں ملک بھر کے جلیل القدر علماء ماہرین تعلیم جمع تھے، ان میں مولانا محمد علی مونگیری، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا احمد حسن کانپوری، علامہ شبلی نعمانی، شیخ مجتہد غلام حسین کشوری، مولوی محمد ابراہیم آروی (اہل حدیث) اور مولوی محمد احسن بہاری (غیر مقلد) کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے (۱) سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء، مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ھ بحوالہ تذکرہ محدث سورتی ص ۱۰۶۔

۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں بریلی میں ایک عظیم نئے دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ جو منظر اسلام کے نام سے مشہور ہوا۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء کو دوسرا حج کیا۔ اسی سفر حج کے دوران علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور عالم اسلام سے آئے ہوئے بے شمار فاضل علماء کرام نے باصرار امام احمد رضا قدس سرہ سے علوم و فنون اور سلاسل طریقت کی اجازتیں حاصل کیں۔ جلیل القدر علماء نے آپ کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو (۲) سفر حج علماء کرام کی اجازتیں حاصل کرنا اور خاص حرمین شریفین میں عزت افزائی کی تفصیل ملاحظہ کرنے کیلئے رجوع فرمائیں (۱) السلفو ظہد دوم (ب) الاجازات العتبیۃ لعلماء مکہ و المدینہ (ج) مقدمہ حسام الحرمین میں (د) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں وغیرہ

۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء کو تدبیر فلاح و نجات اصلاح تصنیف فرمائی، جس میں مسلمانوں کی ترقی و آزادی کیلئے تجاویز مرتب فرمائیں۔ ۱۳۳۰ھ صفر کی پچیس تاریخ بروز جمعہ مبارک ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۲ء بریلی میں وصال فرمایا۔ امام احمد رضا قدس سرہ کا خاندان برصغیر میں ایک عظیم علمی شہرت کا حامل رہا ہے۔ آباء و اجداد کا شمار اپنے دور کے جلیل المرتبت فضلاء میں ہوتا تھا۔ روحانی اور علمی امور میں یہ حضرات مرجع خلافت تھے۔

مشہور بزرگ مورخ مولوی عبدالعزیز بریلوی ”اسلامی مدارس وغیرہ“ کے عنوان سے بریلی کی علمی عظمت کا اظہار یوں کرتے ہیں ”بریلی میں علوم اسلامی کے عروج کا زمانہ حافظ الملک کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔ جب کہ روچیل کھنڈ میں پانچ ہزار علماء مساجد و مدارس میں درس دیتے ہیں۔ مولوی حیدر علی لکھتے ہیں ”اگرچہ شہر بانس بریلی بمقابلہ دہلی، لکھنؤ، آگرہ قصبہ ہے۔ مگر کبھی یہ قصبہ عالموں، حکیموں، شاعروں، خوش نویسوں، اور ہنرمندوں سے خالی نہیں رہا ہے“ (۳) تاریخ روچیل کھنڈ مع تاریخ بریلی مولفہ مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی، مہران اکیڈمی کراچی ص ۳۵۵

یہی مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی خاص امام احمد رضا قدس سرہ اور ان کے خاندان کے علمی مقام کو مختصر الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

”اس مدرسہ کو ایک مشہور سلسلہ خاندان سے نسبت ہے۔ جس کے مورث اعلیٰ محمد سعید خاں ان کے لڑکے سعید خاں ان کے لڑکے محمد اعظم خاں ان کے لڑکے محمد کاظم علی خاں ان کے لڑکے محمد رضا علی خاں ان کے لڑکے نقی علی خاں کے لڑکے احمد رضا خاں، حسن رضا خاں، محمد رضا خاں۔

احمد رضا خاں کے لڑکے حامد رضا خاں و مصطفیٰ رضا خاں صاحبان بہت مشہور ہوئے، محمد اعظم خاں نے دہلی سے سکونت منتقل کی۔ اس خاندان کی دیہات زمینداری سے امیرانہ زندگی بسر ہوتی رہی۔

مولوی احمد رضا خاں کی شہرت کو چار چاند لگ گئے، حنفی، سنی، فاضل اجل۔ کامل اکمل، سید شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ نے تقریباً (۷۵۰) کتابیں تصنیف کیں۔ سفر جہاز میں علماء عرب سے سند حدیث و فقہ و اصول و تفسیر حاصل۔ مسائل میں فتاویٰ رضویہ طویل ترین کتاب لکھی، قرآن کا بہترین ترجمہ کیا۔ ایک عمر فتاویٰ نویسی میں بسر کی، تقریر کے ذریعے سے پچاس برس خدمت دین میں گزارے۔ نام نامی اعلیٰ حضرت مولانا حاجی شاہ احمد رضا خاں، مجدد و امام ضرہ مشہور ہوا۔ تاریخ ولادت ۱۲۷۲ھ التوفیٰ ۱۳۵۵ھ مدفن مسکن سے قریب ہے معتقدین کا سلسلہ دور دور تک ہوا۔ دور رس گاہیں ایک سوداگری محلہ میں دوسری مسجد بی بی جی صاحبہ میں ”بہار پیور“ دارالعلوم کا نام منظر اسلام “ (۴) تاریخ روئیل کھنڈ مع تاریخ بریلی ص ۲۵۶) نوٹ:- جدید تحقیق کے مطابق آپ کی تصانیف تقریباً ایک ہزار اور وصال ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۱ء

امام احمد رضا قدس سرہ جن علوم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے، ان کی تعداد پچپن سے زائد ہے۔ ان میں بعض علوم آپ نے اساتذہ کرام سے حاصل کئے۔ بعض علوم اساتذہ کی فن کی کتب سے محض مطالعہ سے حاصل کئے۔ بعض علوم کو آپ نے ایجاد کیا جن علوم پر آپ کو عبور تام تھا۔ ان میں ریاضی، ہیئت، اور طبیعیات کے بعض وہ فنون جن سے آج کے علمی دور میں علماء قدیم اور علماء جدید دونوں کے کان آشنا ہیں (۵) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو:- الا جاز المعتبرہ لعلماء بکد و المبدیہ فقیر قادری عفی عنہ (ب) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے وصال کے بعد ”جماعت رضاؑ مصطفیٰ“ کو کافی دھکا لگا۔ لیکن آپ کے خلفاء، تلامذہ اور ہم مسلک علماء نیز منظری حضرات نے اس تحریک کو آگے بڑھایا۔ اسی زمانے میں آریہ سماج کے بانی شروہانند نے آگرہ، مئٹھرا، بلندشہر، میرٹھ، بھرت پور، علی گڑھ، وغیرہ اعتلاٰ نیز راجپوتانہ میں مسلمانوں کی جبری شہرہ صی کرنے کی تحریک چلائی۔ اس تحریک کو توڑنے اور لاکھوں مسلمانوں کو ایمان کے تحفظ نیز غیر مسلموں کو آغوش اسلام سے ہمکنار کرنے میں حسب ذیل حضرات نے اہم کردار کیا۔

(۱) حجت الاسلام علامہ محمد حامد رضا خاں (۲) مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں (۳) امیر ملت پیر سید جماعت علی (۴) صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی (۵) صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی (۶) علامہ غلام قطب الدین برہمپوری (۷) مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی (۸) علامہ ابوالبرکات سید احمد رضوی (۹) علامہ ابوالحسنات قادری (۱۰) علامہ احمد مختار صدیقی میرٹھی (۱۱) علامہ شام احمد کانپوری (۱۲) علامہ مشتاق احمد کانپوری (۱۳) محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی (۱۴) شیر بیشہ اہل سنت علامہ حسنت علی خاں وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم

مندرجہ بالا حضرات میں نمبر ۱، ۲، ۸، ۱۳، ۱۴، منظری ہیں۔

ان صاحبان علم و فضل کے علاوہ دیگر علماء بھی اس مہم میں شریک تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے اعظم اور شیردانی خاندان کے افراد نے بھی اس مہم میں حصہ لیا علاوہ ان کے مختلف انجمنوں اور فوڈو نے بھی اس میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ انہیں فوڈو میں ایک وفد - ”وفد منظر اسلام آگرہ“ کے نام سے بھی تھا اور اس میں منظر اسلام کے فارغین شامل تھے۔ (ملخصاً و بدیہ مسندری رام پور ۱۹۲۳ء کے مختلف شمارے)

آل انڈیائی سنی کانفرنس اور وابستگان منظر اسلام

(۱) آل انڈیائی کانفرنس کا تاسیسی اجلاس ۲۰ تا ۲۳ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۶ تا ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء مراد آباد میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے داعی صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تھے۔ خصوصی شرکاء میں حسب ذیل حضرات کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

حضرت اشرفی ماس کچھ چھوٹی، علامہ سید احمد اشرف، محدث اعظم ہند، قبلہ پیر جماعت علی شاہ، حجۃ الاسلام بریلوی، علامہ

(۱) حضرت محدث اعظم ہند (منظر اسلام) (۲) حضرت صدر الافاضل (منظر اسلام) (۳) حضرت مفتی اعظم ہند (منظر اسلام) (۴) حضرت علامہ عبدالحمید بدایونی (۵) حضرت ملک العلماء (منظر اسلام) (۶) حضور صدر الشریعہ (منظر اسلام) (۷) حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی (۸) حضرت علامہ سید الشاہ دیوان آل رسول اجیری (۹) حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد لاہوری (منظر اسلام) (۱۰) حضرت علامہ قمر الدین سیالوی (۱۱) حضرت علامہ سید زین الحسنات ماکھی شریف (۱۲) حضرت علامہ سید ابوالحسنات سید محمد احمد لاہوری (۱۳) خاں بہادر حاجی بخش مصطفیٰ علی مدراسی (۱۴) حضرت علامہ صبیحۃ اللہ شہید انصاری فرنگی محلی (۱۵) شیر بنگال حضرت علامہ عزیز الحق (۱۶) حضرت مفتی عبدالقدیر بدایونی (۱۷) حضرت علامہ محمد ابراہیم سستی پوری (منظر اسلام) (۱۸) حضرت مفتی مظہر اللہ دہلوی (۱۹) حضرت مجاہد ملت (منظر اسلام) (۲۰) حضرت مفتی آگرہ (۲۱) حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی وغیرہ صاحبان رحمۃ اللہ علیہم۔ اس کانفرنس میں حضرت علامہ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کو امیر ملت تسلیم کیا۔

نوٹ :- آل انڈیائی کانفرنس کے اہم ارکان اور شرکاء میں وابستگان منظر اسلام سے حسب ذیل حضرات کے اسباب بھی قابل ذکر ہیں۔

حضرت مفتی تقدس علی خاں، علامہ غلام جیلانی اعظمی، حضرت علامہ شمس الدین جوہوری، حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی، حضرت علامہ سردار احمد گورداس پوری، حضرت علامہ سردار علی، حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی، حضرت مفتی وقار الدین، حضرت علامہ عبدالغفور، حضرت علامہ فضل غنی، حضرت علامہ احسان علی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم۔ (تاریخ آل انڈیائی کانفرنس از علامہ جلال الدین قادری)

آل انڈیائی جمعیۃ العوام

۱۹۴۷ء کے بعد ملک تقسیم ہو گیا۔ علماء بھی تقسیم ہو گئے۔ ہندو پاک میں سینوں کی متعدد تنظیمیں اور کانفرنسیں تشکیل پائیں۔ بھارت میں بھی فروغ سفیت کیلئے بھانت بھانت کی تنظیمیں قائم ہوتی رہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ تحریک، آل انڈیائی جمعیۃ العلماء وغیرہ نے اہل سنت و جماعت کی فلاح و صلاح میں اہم کردار ادا کیا۔

۱۹۶۳ء میں سرکار مفتی اعظم ہند نے جماعت رضائے مصطفیٰ کی نشاط ثانیہ فرمائی۔ آپ ہی کی سرپرستی میں حسب ذیل کمیٹی

منظر اسلام کی تاسیس اور اس کا

پس منظر

از قلم:۔ حسن منظر قدیری کشن گنج (بہار)

امام احمد رضا قدس سرہ کا دور فتنہ و شر کا دور، ایک بولتی کتاب ہے جس کے ورق ورق میں حق و باطل کی معرکہ آرائی کا بیان ہے۔ باطل کی شرانگیزی اور حق کے دفاع کا تذکرہ ہے۔ حمرائے نجد سے رسول دشمنی کا جو طوفان اٹھا تو سیدھے دیوبندی دھرتی پر رکا۔ پھر ملک کے دوسرے خطے میں بلائے ناگہانی کی طرح پھیل گیا۔ اس طوفان کی زد میں آنے والے سادہ لوح مسلمان تذبذب کے شکار ہو گئے۔ پھر تو ایسی قیامت کا منظر سامنے آیا اور ایمان و عقیدہ میں ایسا شگاف کہ مسلمان بریلوی و دیوبندی و مکتبہ فکر میں تقسیم ہو گئے۔ دین و ایمان کے پرسکون ماحول پر یہ پھوٹ اس واسطے پڑی کہ سمندر پار سے آئے ہوئے انگریز ہندوستان پر حکمران تھے اور ان کی گندی سیاست یہ تھی کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالکر لمبے عرصے تک ان پر حکومت کی جائے چنانچہ انگریزوں کے اشارے پر مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی خاندانی روایت سے بغاوت کر کے تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، جیسی زہریلی اور ایمان سوز کتابیں لکھیں۔ اور پورے ملک میں آگ کے شعلے بھڑکا دیئے۔ یہ آتشی طوفان دین و ایمان کے خاکستر کرنے کیلئے کچھ کم نہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے ناپاک تحریروں کی روشنی میں علمائے دیوبند نے دو دورقی، سہ دورقی ایسے رسالے تصنیف کئے جن سے الوہیت کا تقدس مجروح ہوا۔ اور دامن رسالت پر بھی حرف آیا ان رسالوں میں کہیں تو رسالت مآب ﷺ کے علم غیب کا ایسا خون کیا کہ آج بھی لبو آستین کا پکار رہا ہے۔ کہیں پر ختم نبوت کی ایسی بیخ کنی کی کہ غلام احمد قادیانی اپنی نبوت کا پرچم لہرانے لگا۔ اور کہیں پر ذات الہی پر امکان کذب کا بہتان رکھا۔ غرض کہ اس طرح سے علمائے دیوبند نے ہزاروں ایسے گمراہ کن مسائل پیش کئے جو خالص اسلامی عقائد و نظریات سے متضاد ہو رہے تھے اور مسلمان بیچارے جو سلف صالحین کے مسلک سے جڑے ہوئے تھے وقت کے ان طوفانوں میں تینکے کی طرح ہچکولے کھا رہے تھے۔ اس سیاسی کشمکش، اور مذہبی اضطراب میں

توان کا وجود صفی بہت و بود سے مٹ جائے گا۔ یہ احساس بھی ایک عظیم ادارہ کی تشکیل کی غمازی کر رہا تھا۔

امام احمد رضا رضی اللہ عنہ ایک انجمن علم و فن کا نام ہے۔ یعنی ہر فن کے وہ مسلم الثبوت امام تھے۔ چاہے فقہی مسائل ہوں یا دینی علوم، فکری ابحاث ہوں یا نظری دلائل ہر ایک علم و فن میں وہ یکتائے روزگار دکھائی دیتے ہیں۔ علم ریاضی و ہندسہ میں کمال، علم اقلیدس کے اشکال پر انہیں عبور، اور ہیئت اور توقیت پر انہیں پہناہ قدرت حاصل تھی غرض کہ وہ ”جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں“ کا دعویٰ تعلیٰ نہیں بیان حقیقت ہے گویا پچاس سے زیادہ علوم و فنون کی ایک ضخیم کتاب کی شکل، ارباب فکر و نظر کو دعوت علم و فن دے رہے تھے۔ سیاسی و اقلیدس کی جلوہ گری لئے، ہیئت و توقیت کے نقش و نگار لئے، جس کے ورق و ورق میں قرآن کریم و حدیث پاک مصطفیٰ ﷺ کا عطر بسا ہوا تھا اور ان کا سینہ عشق رسول سے لالہ زار بنا ہوا تھا۔ یہ تھی امام احمد رضا کے سنج خموی کی علمی وسعت

اب سوال یہ تھا کہ اس صحیفہ زبان و قلم کو کون سمجھے اور کس طرح سمجھائے۔ جس میں علم ریاضی کا مسئلہ، علم اقلیدس کے اشکال، علم ہیئت کا ذکر اور علم توقیت کے اصول تھے۔ بات ظاہر تھی کہ جسے ان فنون پر عبور و کمال نہیں اس کیلئے امام احمد رضا خاں کا مطالعہ بے سود تھا، ان دوسرے فنون کو رہنے دیجئے صرف ان کا فقہی سرمایہ ”فتاویٰ رضویہ“ کا سرسری جائزہ لیجئے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کا صحیفہ فقہ ہمارے سامنے ہے۔ جس کے ورق و ورق میں علمی خزانے ہیں کہیں وہ ماہر فلکیات کی شکل بن کر نظر آتے ہیں کہیں وہ طبعیات کی صورت رنگ آب کی تحقیق کرتے دکھائی دے رہے ہیں اور اوصاف آب پر بحث کر کے پانی کے سیڑیوں اقسام نکالتے ہیں۔ کہیں وہ علم ریاضی سے کام لیتے ہیں کبھی علم مثلث کی گفتگو چھیڑ دیتے ہیں اور کبھی علم اقلیدس کے ذریعہ مسئلہ فقہ حل فرماتے ہیں۔ گویا کہ ایک جلوہ ہزار رنگ ایک آئینہ لاکھوں عکوس۔

پانی سے بھرا حوض کے بارے میں فقہاء کرام نے ایک ضابطہ پیش کیا ہے جو علم المساحت کا اصول ہے کہ اگر پانی سو ہاتھ کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہو تو وقوع نجاست سے وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔ اب اگر یہ موضع آب مربع و مستطیل کی شکل میں ہے تو طول و عرض کی باہمی ضرب سے اس کا رقبہ دریافت ہو سکتا ہے مربع جس کے چاروں اضلاع مساوی ہوتے ہیں مان لیجئے کہ اس کا ہر ضلع دس دس ہاتھ کا ہے تو کبھی دو ضلع کی آپسی سے حاصل ضرب سو ہاتھ کا رقبہ ہوگا۔ جسے وہ درودہ ۱۰×۱۰ احوض کہا جاتا ہے۔ مستطیل جس کے چاروں اضلاع مساوی نہ ہو بلکہ عرض سے طول کچھ زیادہ ہو مان لیجئے کہ اگر

میں ایک اعلیٰ معیاری درس گاہ، عظیم تربیت گاہ کی تاسیس ناگزیر تھی۔ چنانچہ ”منظر اسلام“ کا قیام انہیں بنیادی مقاصد پر عمل میں آیا۔ بہر حال امام اہل سنت نے اپنے مقدس ہاتھوں سے جس منظر اسلام کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اب ایک صدی گزر چکے ہیں اس طویل مدت میں ”منظر اسلام“ سے سیکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں مسلمان علم و فن کی برکتوں سے مالا مال ہوئے اور ایسے باصلاحیت عالم و فاضل، محدث، مناظر اور فقیہ نکلے جو آسمان ہدایت کے خورشید اور علم و فن کے ماہتاب بن کر چمکے اور بریلی علم و فن کا ایسا دلکش مرکز بن گیا کہ اسکی نظیر نہیں اور یہ سب کچھ امام اہل سنت کے فیضان علم و فن کا نتیجہ ہے۔

دارالعلوم منظر اسلام کی تقریباً ساٹھ بہاریں گزر چکی تھیں کہ راقم السطور اس کا علمی شہرہ سن کر شہر عشق و محبت اور مرکز علم و فن بریلی شریف ۱۹۶۲ء میں پہنچا تھا۔ حال سے ماضی تک لگ بھگ چالیس سال کی ایک طویل مدت بکھری ہوئی ہے اتنا لمبا عرصہ آج بھی مرے تصورات میں سمٹا ہوا ایک پل کی طرح خوابیدہ ہے اس علمی سفر پر نکلنے سے قبل میرے دل و دماغ میں صرف بریلی کا تصور تھا۔ یہ بات تو اس مقدس دھرتی پر قدم رکھنے کے بعد معلوم ہوئی کہ یہاں دو تعلیمی چشمے رواں دواں ہیں منظر اسلام جس کے مؤسس امام احمد رضا قدس سرہ اور مظہر اسلام جو تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے منسوب ہے۔ کوئی فطری جذبہ تھا یا کہ نادیدہ کشش میں نے منظر اسلام میں اپنا داخلہ کرایا۔ یہ ادارہ اس وقت چند بوسیدہ و قدیم عمارتوں پر مشتمل تھا انہیں عمارتوں میں علم و فن کا گلستاں سجا ہوا تھا۔ جس کے باغبانوں میں رازی و غزالی، بخاری و مسلم اور شامی و ابن حمام جیسا علمی و دبدبہ فنی کمال رکھنے والے اساتذہ تھے۔ سیدنا و استاذنا بحر العلوم علامہ مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری رحمۃ اللہ علیہ استاذنا علامہ مولانا محدث احسان علی رحمۃ اللہ علیہ اور استاذنا علامہ مولانا محمد احمد جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال اساتذہ فن جن کے علوم و فنون کا غلغلہ سارے ہندوستان میں تھا۔ یہ سب گلستان رضا کی آبیاری کر رہے تھے۔

اس وقت تعلیمی معیار اس قدر بلند تھا کہ جو منظر اسلام سے مندرغمت حاصل کر لیتا وہ اپنے وقت کا مناظرہ محدث اور فقیہ کہلاتا تو گویا نصاب کی تکمیل بہترین فی مہارت کی ضمانت تھی۔ ملا جلال، میرزا زہد، محمد اللہ، قاضی مبارک، شمس بازغہ، تصریح شرع، چغتائی اور مسلم الثبوت جیسی مختلف فنون کی کتابیں داخل نصاب تھیں نیز علم ریاضی پر مشتمل ساتھ ہی ساتھ علم اقلیدس بھی نصاب کی زینت بنا ہوا تھا۔ اس اعلیٰ معیاری نصاب کی تکمیل فکر و نظر کی بہترین بالیدگی کی دلیل تھی۔ منظر اسلام کے اس نصاب کو دل و دماغ میں اتارنے والا شخص، جہاں بڑی آسانی سے گمراہ فرقوں کا رد و استیصال کر سکتا تھا۔ وہیں امام احمد رضا کے قلمی شکاروں کو کھینچتا اور دوسروں کو سمجھاتا اس کے لئے بڑا اہل تھا۔ اور یہی منظر اسلام کا مقصد ثابت ہوتا تھا۔

متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت قاضی عبدالوحید فردوسی مرحوم رئیس اودی کٹرہ پٹنہ شی المتوفی ۱۳۲۶ھ کے قائم کردہ دارالعلوم خفیہ بخشی محلہ پٹنہ میں داخل ہوئے اس وقت شیخ المحدثین حضرت مولانا شاہ وحسی احمد محدث سورتی قدس سرہ المتوفی ۱۳۲۳ھ صدارت تدریس کی مسند پر رونق افروز تھے محدث سورتی علیہ الرحمہ امام الحدیث حضرت مومن احمد علی محدث سہارنپوری المتوفی ۱۳۹۷ھ استاذ العلماء مولانا لطف اللہ علی گڑھی المتوفی ۱۳۱۳ھ کے نامور شاگرد تھے۔ حضرت فضل الرحمن گنج مراد آبادی المتوفی ۱۳۱۳ھ سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی مولانا ظفر الدین بہاری ۱۳۱۸ھ تک یہاں مصروف تعلیم رہے آپ پٹنہ سے حصول تعلیم کیلئے کانپور پہنچے اور استاذ زمن حضرت مولانا احمد حسن کانپوری قدس سرہ المتوفی ۱۳۱۲ھ سے علوم و فنون کی امہات الکتاب کا درس لیا۔ حضرت مولانا شاہ عبداللہ کانپوری المتوفی ۱۳۲۳ھ سے ہدایہ آخرین تحقیق سے پڑی اور مولانا قاضی عبدالرزاق کانپوری علیہ الرحمہ المتوفی ۱۳۲۶ھ سے کتب حدیث میں استفادہ کیا۔

کانپور سے پھر اپنے مشفق استاد حضرت محدث سورتی کی خدمت میں پہلی بھیت پہنچے جہاں وہ پٹنہ سے پہلے ہی جا چکے تھے ، امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی جن کا محدث سورتی اپنے درس کے دوران بار بار ذکر کرتے جس سے آپ کا اشتیاق بڑھا اور ۱۳۲۲ھ ہی میں فاضل بریلوی کی خدمت میں بریلی پہنچے۔ فاضل بریلوی کی تصنیفی مصروفیات اور افتاء وغیرہ کے شدید بار کی وجہ سے کچھ دنوں کیلئے مدرسہ اشاعت العلوم بریلی میں رہنا پڑا اور دارالافتاء رضویہ میں حاضر ہو کر مشق افتاء کرتے رہے آپ کے ساتھ آپ کے ہم وطن حضرت مولانا سید شاہ عبدالرشید عظیم آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی تھے۔ کچھ دنوں کے بعد آپ مستقل طور پر فاضل بریلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیض کرنے لگے اپنی اس نسبت پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور پھر ان تمام نعمتوں کے علاوہ سونے پر سہاگہ یہ کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائے حاضرہ منوید ملت طاہرہ مولانا مولوی حافظ قاری شاہ احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی نے بیعت و تلمذ و ارشاد و خلافت کے شرف سے مشرف فرمایا جو شریعت مطہرہ و طریقت منورہ کی علمی تصویر تھے۔ جو شریعت کار ہنما جن کا ہر فعل احکام الہی کی اتباع جنہوں نے بلا خوف لومۃ لائم مسائل شرعیہ و مسائل تہمید کی تعلیم و تبلیغ فرمائی اور عمر بھر تالیف و تصنیف افتاء و تدريس کے ذریعہ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی فرمائی (۱) دیباچہ حیات اعلیٰ

دنوں بعد تعمیر دنیا کی طرف ایک شاندار کروٹ لی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے۔ عربی یونیورسٹی دارالعلوم منظر اسلام اور مسجد نبوی شریف کو خراج عقیدت پیش کرنے والی رضا مسجد، اور افریقی ہاسٹل، اور امام اعظم کے نورانی دارالافتاء کی یادگار مرکزی رضوی دارالافتاء کی ایسی حسین دیدہ زیب عمارت تعمیر کروائی کہ اہل سنت کا دل باغ باغ ہو گیا۔

اب مرکزی شایان شان عمارتیں وجود میں آئیں۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کو یہ تعمیر و ترقی رحمان ملت کے ہاتھوں منظور تھی۔

حضور رحمان ملت ہر فن میں یدِ طولیٰ کے مالک تھے۔ اپنی آنکھوں دیکھا سینئر مدرسین کی عدم موجودگی میں کلاس کے

طلباء کو علمی فیضان سے سیراب کرنے کیلئے جب زینت درگاہ بنتے تو حضور صدر الشریعہ، حضور صدر العلماء کی یاد تازہ

فرما دیتے۔ کبھی حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ اپنے وطن تشریف لے جاتے یا طبیعت ناساز ہوتی

تو مرکزی دارالافتاء میں مسند افتاء پر اپنے جد کریم ابن کریم حضور سیدی مرشدی مفتی اعظم کی شان افتاء کے مظہر نظر

آتے۔ سلام عرض کرتا تو ایسی نوری مسکراہٹ کی فضاء میں جواب عنایت فرماتے۔ کے بے قراری کو قہر آ جاتا۔ مضمحل

دل مسکرا اٹھتا فیضان ولایت سے دل روشن ہو جاتا کچھ لمحے تک نوری مسکراہٹ لیوں پر رقص کرتی رہتی۔ اور رضوی قلم

فیضان افتاء کو قمر طاس ایض پر بکھیرتا رہتا۔

اور وہ رحمانی مسکراہٹ میرے استعجاب کو یہ صدا دیتی۔ ع:

مت پہل ہمیں جانو!

میں صرف جامعہ کا مہتمم ہی نہیں ہوں فیضان حضور مفتی اعظم کا ہر فن میں مظہر ہوں۔ یعنی اپنے وقت کا لا جواب شیخ الحدیث

ہوں۔ عمدہ مفسر ہوں، سند الدرسین بھی ہوں، رئیس الفقہاء بھی ہوں، استاذ العلماء بھی ہوں، شیخ بزم خطابت بھی

ہوں، اور فنِ نعت کی مقدس بزم کا استاذ اشعراء بھی ہوں، اور خانقاہ عالیہ رضویہ کا صاحبِ سجادہ بھی ہوں۔ اور حکومت

ہند کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہنے والا ایم، ایل، سی بھی ہوں۔

حضور رحمان ملت نے سرکارِ محبی کانفرنس پوکھریا شریف ضلع سیٹامڑھی کی دعوت پر جو ہر سال ہر موقع عرسِ رحمانی

خانقاہ عالیہ رحمانیہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اپنے نورانی خطاب سے فیضیاب فرمانے کیلئے دعوت قبول فرمائی۔ جہاں

خانوادہ رضویہ کے جملہ اکابرین تشریف لاتے رہے حضرت کو کانفرنس کی پہلی شب میں تشریف لانا تھا۔ مگر ٹرین تاخیر

سے آئی۔ لہذا دوسرے روز صبح اٹھ بجے تشریف لا کر پروگرام کو رونق بخشی، جس وقت ہر سال کی طرح نعتیہ مشاعرہ شروع ہوا۔ بوقت قدم بوسی ارشاد فرمایا : تم نے مصرع طرح نہیں لکھا۔ اچھا دس منٹ کیلئے احباب اہل سنت کی آمد و رفت کا سلسلہ بند کر دیجئے۔ میں

نعت شریف لکھتا ہوں۔ میں دروازے کے پردے سے جھانک کر اس مرد خدا کو دیکھ رہا تھا۔ دس منٹ کے اندر ہی دروازہ کھول کر اسٹیج پر تشریف لے آئے۔ اور مختصر سے وقت میں پندرہ، سولہ اشعار پر مشتمل نعت شریف مجمع عام کو خود پڑھ کر سنائی بڑے بڑے شعراء کرام علماء، صلحاء، مشائخ، جوثر یک مشاعرہ تھے سکر ٹوپ اٹھے۔ مصرع طرح تھا۔ ع۔ در میخانہ وہاں میکشوں کی عام دعوت ہے۔ چند اشعار حضرت کے نذر قارئین کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

نبی کی یاد ہے دل میں نظر میں انکی صورت ہے
 میں اس عالم میں رہتا ہوں اسی کا نام جنت ہے
 نبی ہیں ان سے کوئی چیز مخفی ہو نہیں سکتی
 کہ عیبوں کی خبر رکھنا خبر دینا نبوت ہے
 وہ مکہ میں ہوئے پیدا مدینے میں وہ رہتے ہیں
 مگر ان کا وجود پاک ہر عالم کی رحمت ہے
 یہ دربارِ محبی 'میکدہ' ہے اہل سنت کا
 شرابِ معرفت پی لے جسے پینے کی حاجت ہے
 گلستانِ رضا کا پھول ہوں ریحان کہتے ہیں
 مرا آغا ز جنت ہے مرا انجام جنت ہے

حضرت کے انہی اشعار کے ساتھ مشاعرہ کا اختتام صلوٰۃ و سلام پر ہوا۔

پروردگار عالم سے دعاء ہے جملہ شہزادگان اعلیٰ حضرت کا سایہ ہم اہل سنت و جماعت پر تاقیام قیامت باقی رہے۔

آمین بجاہ حبیب سید المرسلین ﷺ

[illegible][illegible]

۱۷۹۹ء میں آج کے دور میں جو لوگ اسلام کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں ان کے لیے یہ کتاب ایک نیا دور کا آغاز ہے۔ اس کتاب میں جو لوگ اسلام کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں ان کے لیے یہ کتاب ایک نیا دور کا آغاز ہے۔ اس کتاب میں جو لوگ اسلام کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں ان کے لیے یہ کتاب ایک نیا دور کا آغاز ہے۔

שְׁמִי שְׁמִי שְׁמִי שְׁמִי

[illegible]

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

ڈھونڈتی ہیں اور لب ملیں تو یہی پکار گونجتی ہے۔

دین میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے انھیں بھی وہاں تمہارے لئے

یہ پکار زوال امت کے اندھیروں میں ابدی اجالے کی نوید ہے دیکھو اس عہد انحطاط میں ہر آنکھ احیائے امت کا فو
اب دیکھ رہی ہے۔ ہر ذہن عروج اسلام کے منصوبے بنا رہا ہے ہر شخص بحالی ملت کیلئے کام کر رہا ہے۔ کہیں خدمت دین
کے دلوں میں ہیں۔ اور کہیں تعمیر ملت کے زمرے۔۔۔ پر اس سارے ہجوم میں ایک آواز سب سے الگ تھلگ سنائی دے
رہی ہے۔ اور اہل ایمان کی سانسوں میں اتر رہی ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

بظاہر یہ ایک تنہا شخص کی پکار ہے مگر ذرا گوش دل سے سنئے تو ساری کائنات اس کی ہمنوا ہے۔ یہ نغمہ ہندی ہے۔۔۔ پر
اس کی لئے حجازی ہے اس کا آہنگ بشری ہے۔۔۔ پر اس میں روح قرآنی ہے۔ یہ صدا سوز دل سے اٹھی ہے اور صحرائے
حیات پر چھا گئی ہے یہ تاریخ کے سب سے نازک لمحے میں ابھری ہے اور روح عصر کی اجتماعی پکار بن گئی ہے دیکھو یہ
وقت کا کون سا لمحہ ہے جب عالم یہ ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر حکیم مشرق علامہ اقبال کے الفاظ ہیں۔

بھی عشق کی آگ اندھیر ہے

مسلمان نہیں را کھ کا ڈھیر ہے

اور جس عشق کی آگ حکیم مشرق کو بجھی ہوئی محسوس ہو رہی ہے وہ عشق کونسا ہے خود علامہ اقبال کے الفاظ ہیں۔

عصر ماہ مارا زما بیگانہ کرد

از جمال مصطفیٰ ﷺ بیگانہ کرد

جمال مصطفیٰ ﷺ سے اہل ایمان کو بیگانہ کرنے کی سازش کہاں سے پھوٹی اور کیسے پروان چڑھی یہ عالم آشکار ہے میں
تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام دشمن قوتیں جب تاریخ کے مختلف ادوار میں دین حق کو مٹانے کیلئے اپنے حربے آزم

چکیں لیکن اسلام مٹنے کی بجائے مزید ابھرتا گیا سکنے کی بجائے اور پھیلتا گیا دینے کی بجائے سب پر حاوی ہوتا گیا دیکھو مدعیان نبوت ابھرے اور دم توڑ گئے مرتدین بھاگے اور مٹ گئے سبائی فتنے لیکر اٹھے اور خود بھی فتنوں سمیت معدوم ہو گئے خارجی بگڑے اور لڑ کر ختم ہو گئے یورپ کے صلیبی لشکر ناپتے ہوئے آئے اور صدیوں تک آتے رہے لیکن مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی اڑائی ہوئی گرد میں ڈوب گئے، تاتاری صحرائے گوبی سے اٹھے اور آندھی بگولے کی طرح ہر سو چھا گئے مگر جب اہل اسلام کی کھوپڑیوں کے مینار بنا چکے تو ایک دم پلٹے اور سب کے سب حلقہ بگوش اسلام ہو کر کعبہ کی دہلیز پر جھک گئے پھر اسی اقبال سے سنئے

ہے عیاں یو رش تاتا ر کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

تاریخ کے یہ سب ادوار جب دشمن دیکھ اور بھگت چکا تو اس نے فیصلہ کیا کہ اب اپنے ترکش کا آخری تیر چلا دینا چاہیے اور یہ تیر کونسا تھا اس کا مرنشاس بھی احمد رضا کا ہم عصر اقبال ہے وہ ہمیں ابلیس کا اپنے فرزندوں کے نام سے سب سے بڑا حکم سنوار رہا ہے

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو

اور پھر شیطان کی ذریت اس آخری مشن کی تکمیل میں لگ گئی اس مشن کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو اس کیلئے دور جانے کی ضرورت نہیں دور احمد رضا کے برطانوی جاسوس ہمنفرے کے اعترافات پڑھ لو پھر احمد رضا کے معاصر چند مولویوں کی کتاب اٹھاؤ ورق پلٹو، اور دیکھو کہ ان میں کیسی کیسی دریدہ دہنی کی گئی ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کوئی خدا کے محبوب ﷺ کو اپنے جیسا بتا رہا ہے، حالانکہ خود محبوب خدا ﷺ نے فرمایا اکیم مٹی (کون تم میں مجھ جیسا؟) کوئی کہتا ہے معاذ اللہ آپ ﷺ مکر مٹی میں مل گئے حالانکہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں ان اللہ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء (یعنی خدا نے مٹی پر انبیاء کے جسموں کو نقصان پہنچانا حرام کر دیا ہے) کوئی بولتا ہے تو رسول خدا ﷺ کے علم کو معاذ اللہ جانوروں کے علم جیسا ٹھہراتا ہے حالانکہ خدا اپنے محبوب کے علم ناپیدا کنار کی وسعت یوں آشکار کرتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول (یعنی خدا کے پاس علم غیب ہے اور وہ اپنے

غیب کا علم کسی کو تفویض نہیں کرتا سوائے اپنے اس برگزیدہ رسول کے جس کی رضا وہ چاہتا ہے (کوئی اور آگے بڑھتا ہے تو دین میں رسول خدا ﷺ کے اختیار کی نفی کرتا ہے حالانکہ خدا کا اپنا کلام ڈالنے کی چوٹ اعلان کر رہا ہے یحل لہم الطیبات و یحرم علیہم الخبائث: یعنی رسول ﷺ ان کیلئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتے اور خبیث چیزیں حرام کرتے) اور ما اتکم الرسول فخذوه وما نہکم عنہ فانتهوا (یعنی جو کچھ تمہیں رسول دیدیں اسے لے لو اور جس سے وہ روک دیں اس سے رک جاؤ) کیا دین اس کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے ہرگز نہیں۔

میں تو بس دین کا مفہوم یہی سمجھا ہوں
اپنے ہر کام میں آقا ﷺ کی رضا کو دیکھو

یہ ابلیسی ترکش کے وہ چند تیر تھے جن کا ہدف ناموس رسالت ہے پر احمد رضا ان تیروں کے آگے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے ہیں وہ بد زبان مولویوں کو لالکار کر کہتے ہیں خدا را میرے آقا ﷺ کی توہین کرنا چھوڑ دو اور ان کے بجائے مجھے گالیاں دیتے رہو۔ میرا احساس یہ ہمیکہ ادھر ابلیس نے اپنے ترکش کا آخری تیر چلایا اور ادھر مشیت الہی نے احمد رضا کو عشق رسول ﷺ کا پیکر بنا کر سامنے کھڑا کر دیا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ تیری خوش نصیبی پر زمانہ ناز کرے گا۔

خدا نے جس کام کیلئے تجھے چنا ہے اس سے بڑا کوئی کام اس دھرتی کے سینے پر کسی امتی سے ممکن نہیں تو گستاخان رسول ﷺ کے سروں پر لٹکی ہوئی تلوار ہے تو مصطفیٰ کا نقیب ہے اور ناموس رسالت کا پاسباں تو اٹھا تو امت مسلمہ کوئی اٹھان ملی تو چلا تو سارا زمانہ تیری راہ پر چلا تو نے دنیا کو وفا کا درس دیا اپنے آقا ﷺ سے وفا کا درس تو نے لیا شعور دیں بانٹا تیرا شعور دیں یہ کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہ شعور دین پھیلایا تو گستاخان رسول جان ہارنے لگے کہیں علم الدین شہید غازی بن کراٹھا کہیں مرید حسین اور عبدالقیوم شامت رسول ﷺ کی وہ تحریک جو کلمہ گو مولویوں کی جسارت سے کفار میں پھیل رہی تھی سو دیکھتے ہی دیکھتے دم توڑ گئی احمد رضا کا پیغام بر صغیر کی پوری فضا میں گونج رہا تھا اور شیخ رسالت کے پروانوں کو گرما رہا تھا اس حرارت ایمانی کے فیض سے جگہ جگہ پروانے اپنے آقا ﷺ کی ناموس پر جان نچھاور کر رہے تھے ایک طرف جاں نثاری کا یہ حسین منظر

ہے اور دوسری جانب علم و عرفان کی وادیوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے گلزار میں گئے ہیں کہیں فروغ سیرت کا مشن برپا ہے شاہ عبد العظیم صدیقی کو جانئے کہیں تفسیر قرآن کے جواہر نکھر رہے ہیں۔ نعیم الدین مراد آبادی کو دیکھئے کہیں احکام شریعت کی بہار اپنا جو بن دکھا رہی ہے۔ امجد علی اعظمی کو پڑھئے اور کہیں محبت رسول ﷺ کا بیکراں سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے حکیم مشرق ڈاکٹر اقبال کی پکار سنئے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

زہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

مجھے تو عشق رسول ﷺ کی ان سب موجوں میں ایک ہی برقی رونق نظر آتی ہے اور اس برقی رو کا سرا احمد رضا کے سینے میں اٹھ رہا ہے یہ وہ سینہ ہے جس میں گداز عشق کی بجلیاں بھری ہیں اور وہ ان بجلیوں کی حرارت ہر سوبانٹ رہا ہے کبھی کنز الایمان کی صورت میں، کبھی الدولۃ المکیہ کے ردپ میں، کبھی فتاویٰ رضویہ کے رنگ میں اور کبھی حدائق بخشش کے آہنگ میں کیا آپ نہیں دیکھتے دنیا کے گوشے گوشے میں جہاں بھی کوئی اپنے آقا ﷺ کو یاد کرتا ہے اور ان کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پہنچا اور کرتا ہے احمد رضا کے لہجے سے ہمکنار ہو جاتا ہے احمد رضا نے اپنے آقا ﷺ کے حضور کچھ ایسے جہدوں کا نذرانہ پیش کیا ہے کہ آج بحر و بر، دشت و جبل میں ہر سواں کی گونج سنائی دے رہی ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام ☆ شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مجھے یقین ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلام کچھ اس شان سے مقبول ہوا کہ اسے محبت رسول ﷺ کا عالمگیر تحفہ بنا دیا گیا ہے اب جو بھی چاہتا ہے کہ اسے بارگاہ رسول ﷺ میں پذیرائی ملے وہ اپنی دھڑکنوں میں احمد رضا کے جذبے کو سمیٹتا ہے اور اپنی زبان پر احمد رضا کے شعر سجا لیتا ہے ۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناس کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں

نہیں ہند میں و اصف شاہ ہدیٰ مجھے شونجی طبع رضا کی قسم

یہ ہے اس احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جھلک جسے دنیا ”امام اہل سنت“ کہتی ہے اور اعلیٰ حضرت کے لقب سے یاد کرتی ہے جو علم و فکر کے ہر میدان میں یکتا ہے اور بیان و اظہار کے ہر اسلوب پر حاوی ہے جو قوم و ادراک کے ہر گوشے میں سب پر

فائق ہے، اور جذبہ احساس کی ہر منزل میں سب سے آگے، جس کا وجود ہمارے لئے ہمت کا استعارہ ہے۔ اور جس کی شخصیت ہمارے لئے رہنمائی کا خزانہ جسکا باطن عشق رسول ﷺ سے پر نور لوگ اسے اپنے عہد کا مجدد کہتے ہیں، اور میں اسے آنے والے ہر دور کیلئے اپنے رسول ﷺ کا معجزہ سمجھتا ہوں اور لوگ اسے فاضل بریلوی پکارتے ہیں اور میں اسے ”آیت الہی“ دیکھتا ہوں لوگ اسے عالم وفقیہ ٹھہراتے ہیں اور میں اسے ”فہم دین میں حجت“ گردانتا ہوں۔ اور صرف اس لئے گردانتا ہوں کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فہم دین کی اساس عشق رسول ﷺ پر اٹھائی ہے اور تعبیر شریعت کا محور نسبت مصطفیٰ ﷺ کو بنایا ہے اور یہی خدا کی منشا ہے۔۔۔ سارے قرآن کا جو ہر یہی ہے اور علم و عرفان کا حاصل یہی۔

مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص عالم دین ہی نہیں بن سکتا جب تک اسکے علم کا ہر نقطہ ذات رسول ﷺ کا طواف نہ کرے۔۔۔ اور سچ یہ ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی عالم ہیں۔۔۔ میرے نزدیک تجدید دین صرف اس کا نام ہے کہ دین کی ہر تعبیر نسبت رسول ﷺ سے جوڑ دی جائے۔ اور حق یہ ہے کہ امام احمد رضا ایسے ہی مجدد ہیں۔۔۔ میرا ایمان یہ ہے کہ صاحب عمل صرف وہی ہے جس کا ہر عمل محبت رسول ﷺ کا آئینہ دار ہو۔۔۔ اور واقعہ یہ ہے کہ امام احمد رضا کا عمل ایسا ہی ہے میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ خدا کے ہاں قرب و رضا کے سب درجے ان کیلئے ہیں جو تعظیم رسول ﷺ میں بڑھتے جائیں اور کون اس بات کا انکار کر سکتا ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی تعظیم رسول ﷺ کی پاسداری میں گزری۔ میرا احساس یہ ہے کہ دنیا میں پاسدار صرف ایسے لوگوں کا نام ہے جو ذکر رسول ﷺ کا فیض لٹاتے ہیں اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جب تک جسے اپنی زبان و قلم سے یہی کام کرتے رہے اور اب ان کا آستانہ یہی سوغات بانٹتا رہے گا تاریخ اسلام کو جتنے بھی ادوار پہ بانٹا جائے اس کا آخری دور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا۔ اور اب یہ دور رہتی دنیا تک جتنا بھی طویل ہوگا ہمیشہ احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا دور رہے گا یہ دور تحفظ ناموس رسالت کا دور ہے۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس کا نقیب۔۔۔ یہ دور فروغ سیرت کا دور ہے اور احمد رضا اس کا علمبردار۔۔۔ یہ دور تحریک عشق مصطفیٰ ﷺ کا دور ہے۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس تحریک کا کارواں سالار۔

اب رہتی دنیا تک یہ تحریک پھیلتی رہے گی۔ اور احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اس کا سرخیل و سالار رہے گا۔ ملک سخن کی شای تم کو رضا مسلم۔۔۔ جس سمت آگے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

انہیں خدمات کی روشنی میں یہ کہنا بھی حق بجانب ہوگا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی منظر اسلام کے صرف بانی ہی نہیں تھے بلکہ آپ اس کے مدرس اعلیٰ اور مہتمم بھی تھے گرچہ یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک جاری نہیں رہا۔ کیونکہ آپ مجدد وقت تھے اور مرجع الفتویٰ بھی تھے۔ اس لئے تصنیف و تالیف اور دیگر دینی و ملی سرگرمیاں آپ کی حیات طیبہ کا حصہ بن چکی تھیں۔ تصنیف و تالیف اور فتویٰ نویسی میں آپ اس قدر منہمک رہا کرتے تھے کہ آپ نے اپنے بارے میں خود ارشاد فرمایا ہے۔

بمجد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔
(المفتوا حصہ چہارم ص ۵۰)

انہیں مصروفیات کی وجہ سے آپ نے اہتمام کی تمام تر ذمہ داریاں اپنے صاحبزادے حضور حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے ناتواں کندھوں پر ڈالیں۔ حضور حجۃ الاسلام کی اعانت کیلئے جامعہ کے دفتر کا انتظام اور دیگر امور کی نگرانی کا کام استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے سپرد کیا۔ یہ جامعہ کی سالانہ روداد جس کے مرتب خود استاذ زمن مولانا حسن رضا ہیں اس سے واضح ہو رہا ہے، مزید ثبوت حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ نقشبندی مجددی راجپوری کی معائنہ رپورٹ سے مل رہا ہے موصوف نے جامعہ کا سالانہ امتحان لینے کے بعد معائنہ رپورٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو حسن ترقی روز افزوں عطا فرمائے ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم دفتر مولانا حسن رضا خاں صاحب دایم مجاہد ہم سے امید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے ایسی برکات فائز ہوں جو تمام اطراف و جوانب کی ظلمات اور کدورت کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ حنیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنفیہ کیلئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے عالم منور ہو۔

(رواد و منظر اسلام ۱۳۲۳ھ ص ۵۱)

مذکورہ عبارت سے قبل ایک جگہ مجددی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ:-

اس بشارت کے مبشر پایا (ایضاً)

مذکورہ بالا عبارت میں لفظ ناظمین کا ذکر آیا ہے جس سے ظاہر ہیکہ ناظم مدرسہ حضرت مولانا حامد رضا خان اور ناظم دفتر مولانا حسن رضا خان کی حسن سچی سے مدرسہ ترقی کی طرف گامزن رہا اور طلباء کی تعلیمی صلاحیت قابل دید رہی بہر کیف حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کی معائنہ رپورٹ اس بات کی شہادت پیش کرتی ہے کہ جامعہ منظر اسلام مختصری مدت میں ایسی شہرت کا حامل ہو گیا کہ اقلیم ہند میں اس کی کوئی نظیر نہیں تھی مندرجہ بالا رپورٹ کی عبارت میں موصوف نے ظلمات اور کمورت کا ذکر کیا ہے ظلمات و کمورت کے معنی و مفہوم سے آپ باخبر ہیں لیکن یہاں پر خصوصیت کے ساتھ تحریر کرنے کا منشاء کیا ہے اس کی وضاحت کیلئے مناسب ہیکہ یہاں پر اختصار کے ساتھ اس وقت کے حالات کی تھوڑی سی منظر کشی کر دی جائے تاکہ جامعہ کے قیام کی افادیت اور اہمیت کا اندازہ سب کو ہو جائے اس وقت کی تاریخ کا پس منظر ملاحظہ فرمائیں جب منظر اسلام کا قیام عمل میں آیا تھا تاریخ شاہد ہیکہ اس وقت وہابیت دیوبندیت منچریت نجدیت ندویت کا دور دورہ تھا یا رسول اللہ یا غوث یا خولجہ کہنے پر شرک کا گولہ داغا جا رہا تھا میلاد رسول اور بزرگان دین کے اعراس نیز فاتحہ تیجہ چالیسواں پر بدعت کا پہرہ بیٹھا دیا گیا تھا ناموس رسالت اور شان کبریائی کو کھلے عام پامال کیا جا رہا تھا اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی عظمت و محبت کو مسلمانوں کے سینوں سے دور کیا جا رہا تھا عقیدہ و ایمان کی دولت پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے گندم نما جو فروشن کا قافلہ دیوبند اور ندوۃ العلماء لکھنؤ سے برابر نکل رہا تھا۔

ندوة العلماء کے مفاسد کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا محمد ابراہیم خوشنتر صاحب رقم طراز ہیں :-

”ندوة العلماء کے مفاسد کا سب سے زیادہ ٹولس امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاج الفحل مولانا عبد القادر بدایونی نے لیا اور اس کی تردید میں سب سے زیادہ مالی اور اشاعتی تعاون۔“

حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب قبلہ نے باقاعدہ ذمہ داری قبول کر لی تب آپ کو اس منصب سے گلو خلاصی حاصل ہوئی (راوی حضرت مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب) اس سلسلے میں مزید کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے یوں تو اس خاندان اور خانقاہ سے عالم اسلام کو اہل سنت و جماعت کا پیغام تصنیفات و تالیفات کے ذریعے برابر ملتا رہا نیز مہذب اور مسلک حق کی اشاعت بھی ہوتی رہی یہ زریں سلسلہ اعلیٰ حضرت کے جد امجد مولانا شاہ رضا علی خاں سے شروع ہوا تھا جو آج تک جاری و ساری ہے۔

یعنی ۱۸۳۱ء سے تادم تحریر (ایک سوستر سال) بدستور جاری ہے خدا کرے تا قیامت جاری رہے تصنیفات و تالیفات کی کتابت و طباعت میں کافی صرفہ آتا ہے اور ہر فرد بشر کو ان کتابوں کا مطالعہ کرنا آسان بھی نہیں ہے اس لئے پرانے لوگوں نے اور ہمارے سلف صالحین نے ایک آسان راستہ نکالا کہ بڑی بڑی کتابوں کے مفہیم کو مضامین کی شکل دے کر اشتہار اخبار رسائل وغیرہم کے ذریعے عام سے عام تر کر دیا تاکہ بھی استفادہ کر سکیں اس نظریے کو لوگوں نے پسند کیا جس سے رسائل وغیرہ کی اہمیت عوام میں بڑھ گئی اس نظریے کے تحت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی خواہش کے مطابق یادگار رضا بریلی سے جاری ہوا اس سے قبل الرضا بھی نکل چکا تھا جس کی تعریف و توصیف مولوی محمد شبلی نعمانی نے بھی کی تھی انہوں نے رسالہ ندوہ میں لکھا تھا کہ:-

”مولانا صاحب (علیہ الصلوٰۃ) کی زیر سرپرستی ماہوار رسالہ الرضا بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قطبیں بغور و خوض دیکھی ہیں جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں“ اسی طرح کا تاثر یادگار رضا کیلئے بھی لوگوں نے پیش کیا تھا حضرت مولانا ابراہیم خوشتر جٹا رقمطراز ہیں:-

یہ ماہنامہ مذہبی تھا اور اخلاقی بھی تمدنی بھی تھا اور تاریخی بھی علمی تھا اور ادبی بھی اس کے مضامین گواہ ہیں اس نے اپنے دور کے ہر چیلنج کا مقابلہ کیا اور مقدس مذہب اسلام کا ہر حملہ اور فتنے سے دفع کیا (تذکرہ جمیل ص ۲۱۰)

وقت کب کسی کا ساتھ دیتا ہے آتا ہے اور گزر جاتا ہے اسی آمد و رفت کا شکار یادگار رضا بھی ہو گیا حضور حجۃ الاسلام

سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے ایک ولی کامل کی نگاہ حق آگاہ جس حسین مستقبل کو دیکھ رہی تھی وہ آج ہمارے سامنے ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کی صورت میں ہر ابھرا مسکراتا نظر آ رہا ہے۔

حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد اپنے جدا مجد مولانا حامد رضا خان کی وصیت کے عین مطابق حضور
ریحان ملت علیہ الرحمہ خانقاہ عالیہ رضویہ کے متولی اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مستم سوئم قرار پائے آپ کے اہتمام
کا ابتدائی دور بڑا کھنٹن اور مشکل دور تھا دارالعلوم منظر اسلام مالی بحران کا شکار تھا جیسا کہ آپ نے گزشتہ اوراق میں حضور مفسر
اعظم ہند کے دور کا مطالعہ فرمایا کہ مدرسین کی بروقت تنخواہ کیلئے گھر کے زیورات تک رہن رکھ دیئے جاتے یہ مالی پریشانی
تو تھی ہی اس کے علاوہ آپسی چیقلش کی وجہ سے ان کو اطمینان و سکون بھی حاصل نہیں تھا ایسے حالات میں انہوں نے حد
درجہ صبر و تحمل کا ثبوت پیش کیا رفتہ رفتہ حالات بدلتے گئے اور آپ کی جدوجہد رنگ لائی تبلیغی دورے پر آپ کا قدم گھر کی
چہار دیواری سے باہر نکلا ملک و بیرون ملک کا آپ نے سفر کیا جامعہ کی ترقی اور بقاء کیلئے عقیدہ مند و ارادہ مند کی توجہ مبذول
کرائی آپ کی تقریر پر تنور یوگوں کے دلوں میں اترتی چلی گئی مالی بحران دور ہوا جامعہ کی قدیم عمارت از سر نو تعمیر کے مراحل
سے گزر کر نئی بلند نگ میں تبدیل ہو گئی۔

در سگاہوں کی توسیع ہوئی طلباء کی اقامت کیلئے پندرہ کمروں کا سہ منزلہ رضوی افریقہ تیار ہو کر دعوتِ نظارہ دینے لگا رضا مسجد جو کافی دنوں سے خستہ اور چھوٹی سی تھی سہ منزلہ تعمیر ہو کر اپنی مثال آپ بن گئی آپ کے دور میں تعمیراتی و ترقیاتی امور بڑی تیزی کے ساتھ پائے تکمیل کو پہنچنے لگے۔

جامعہ کا نظام تعلیم بہتر کرنے کیلئے آپ نے ایک دستور العمل ترتیب دیا جس میں اساتذہ و طلباء کیلئے ہدایات تحریر کی گئیں طلباء کی تعلیمیں لیاقت مضبوط اور استعداد میں مزید چار چاند لگانے کیلئے آپ نے جامعہ کے پرانے تجربہ کار شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد جہانگیر صاحب علیہ الرحمہ کو دوبارہ منصب تدریس پر بحال کیا اور وہ اساتذہ جنکی مدت ملازمت ختم ہو گئی تھی یا صحت و توانائی کے اعتبار سے نحیف و لاغر ہو گئے تھے انکی جگہ پر جوان سال باصلاحیت اساتذہ کا آپ نے تقرر کیا وقت کی اہم ضرورت اور خالات کے پیش نظر علمائے کرام کی سفارش پر آپ نے ۱۹۸۳ء میں بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ سے منظر اسلام کی درس نظامی والی سند منظور کرائی۔ یہی وجہ ہے کہ آج منظر اسلام کے ہزاروں

کرتے ہیں۔ لیکن حضور ریحانِ ملت کی خدمات کے دوران کچھ ایسے بھی طلباء دورہٴ حدیث میں داخل ہوئے جو اردو زبان کی اچھی طرح سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے انہیں سری لنکا کے حضرت مولانا بدرالدین صاحب اور حضرت مولانا مخدوم صاحب ایسے خوش نصیب تلامذہ میں سے ہیں جنکو حضور ریحانِ ملت نے عربی (عربی میڈیم) سے بخاری شریف پڑھائی۔ یہ وفات سے تقریباً بیڑھ سال پہلے کی بات ہے یہ دونوں حضرات حضور ریحانِ ملت کے پڑھانے اور سمجھانے کے دلکش اور پیارے انداز سے بہت خوش تھے اور انتہائی مسرت و شادمانی کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ حضور ریحانِ ملت سے جو فیض علمی و روحانی ہم کو ملا وہ کہیں نہیں ملا، (ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا مینارِ نمبر ص ۲۲۵)

یہ تعریف و توصیف کی بات نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے کہ آپ کے دورِ اہتمام میں غیر ملکی طلباء منظرِ اسلام میں کثرت سے داخل ہوئے اور سند فراغت حاصل کر کے اپنے اپنے ممالک میں مذہب و ملت بالخصوص مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت انجام دیتے رہے آپ نے اپنے دورِ اہتمام میں دین کی خدمت اور اہل سنت کی ترویج و اشاعت کیلئے رضا برقی پریس کا انتظام کیا اور اشتہار چھاپ کر آپ نے یہ اعلان کر دیا کہ رضا برقی پریس سے صرف اہل سنت و جماعت کے لیٹر پیکر اور کتب و رسائلِ اشتہار وغیرہ شائع ہونگے بد مذہب بد دین یہاں پر برائے اشاعت آنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ تھی انکی بے باکی اور حق پسندی خدا کے فضل سے آج بھی رضا برقی پریس قوم و ملت کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہا ہے بہر کیف آپ نے از ابتدا تا انتہا اہتمام کی تمام ذمہ داریاں بحسن و خوبی پائیہ تکمیل کو پہنچائیں۔ زیرِ نظر مضمون میں اس بات کی وضاحت نہایت ضروری ہے کیونکہ بعض لوگوں نے جامعہ رضویہ منظرِ اسلام کے بانی اور مہتممین کے بارے میں کچھ اختلاف رائے کا اظہار کیا ہے جس سے بعض لوگوں کو بدگمانی ہوئی اور آئندہ بھی ہو سکتی ہے اس لئے بروقت اس کی وضاحت ضروری ہے مزید اس لئے بھی کہ یہ مضمون ”یادگاری مجلہ“ کیلئے قلمبند ہو رہا ہے جو ہر اعتبار سے تاریخی اور معلوماتی ہوگا لہذا اس حیثیت سے بھی یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے۔ حالانکہ

(۱) جامعہ میں داخلہ ارشوال سے ۳۰ روزی الحجہ تک ہوگا۔ دورہ حدیث میں داخلہ کیلئے تحریری امتحان بطور ٹیسٹ ہوگا۔ دورہ حدیث کے علاوہ دیگر تمام درجات کا ٹیسٹ تقریری ہوگا (۲) جامعہ کی تاریخ داخلہ ختم ہونے کے بعد کسی کی کوئی سفارش داخلہ کیلئے مسموع نہیں ہوگی۔ (۳) جامعہ کے مطلوبہ درجہ میں داخلہ کیلئے امتحان داخلہ میں کامیاب ہونا ضروری ہوگا ورنہ جس درجہ کے لائق ہوگا اسی درجہ میں داخلہ کیا جائیگا (۴) دورہ حدیث میں شریک ہونے والے طلبہ کیلئے مشکوٰۃ آخر، توضیح تلویح، المستفہد المستفہد، ملاجلال، مختصر المعانی، مبدی وغیرہم پڑھنے کا تصدیق نامہ کسی سنی صحیح العقیدہ ادارے سے یا درجہ عالم الہ آباد پورڈ، درجہ عالم پٹنہ پورڈ، نائٹیل کلکتہ پورڈ کی مارکیٹ یا سند کی مصدقہ کاپی درخواست کے ساتھ منسلک کرنا لازمی ہوگا (۵) جامعہ سے فاضل درس نظامی کی سند ۱۸ سال سے کم عمر والے امیدوار کو نہیں دی جائیگی (۶) جامعہ کے اصول و ضوابط جو فارم داخلہ میں مرقوم ہیں ان پر عمل کرنا لازمی ہوگا (۷) جامعہ میں داخلہ ہونے والے طلبہ کو منسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں اپنا عقیدہ رکھنا ہوگا (۸) جامعہ سے سند حاصل کرنے کے بعد بھی اگر منسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں بد مذہب اور بد عقیدہ ہو دیکھا ثبوت فراہم ہوا تو سند منسوخ کر دی جائیگی (۹) جامعہ کے مفاد کو نقصان پہنچانے کیلئے کسی طالب علم نے شخصی یا اجتماعی طور پر کوئی حرکت کی تو اس کو جامعہ سے فوراً خارج کر دیا جائیگا (۱۰) جامعہ کے مہتمم اور اساتذہ کا احترام کرنا بہر صورت لازم ہوگا۔

طریقہ امتحان :-

(۱) جامعہ کے تمام درجات کا سالانہ امتحان ماہ شعبان میں تحریری و تقریری دونوں ہوگا (۲) جامعہ کا ششماہی امتحان ماہ ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں ہوگا (۳) جامعہ کے دورہ حدیث کا امتحان سالانہ جمادی الاولیٰ کے پہلے عشرہ میں ہوا کریگا (۴) دورہ حدیث کے طلبہ کا سالانہ امتحان صحیحین (بخاری شریف و مسلم شریف) کا تقریری اور دیگر کتب کا تحریری ہوگا (۵) جامعہ کے فاضل درس نظامی کی سند کا وہی امیدوار مستحق ہوگا جو سالانہ امتحان میں کامیاب ہوگا ناکام امیدوار کو اسی داخلہ کی بنیاد پر دوسرے سال سالانہ امتحان میں شرکت کی اجازت ہوگی۔ (۶) ناکام امیدوار کو کسی درجے میں کسی صورت ترقی نہیں ملے گی (۷) امتحانات عربی و فارسی اتر پردیش میں شریک ہونا ہوگا (۸) جامعہ یا بورڈ کے کسی امتحان میں بلاعذر غیر حاضر رہنا شدید جرم ہوگا۔

مذکورہ تمام امور پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے جامعہ کا تعلیمی معیار بلند سے بلند تر ہو گیا ہے اور ہندوستان کے مختلف جامعات (یونیورسٹی) نے اپنے اپنے امتحانات کیلئے ’’فاضل درس نظامی‘‘ کو بی، اے اور ایم، اے کے مساوی قرار دینا ہے۔ جامعہ اردو علی گڑھ کے جناب رجسٹرار صاحب رقمطراز ہیں۔

”مکرمی تسلیم! آپ کے ادارہ کے امتحان ”فاضل درس نظامی“ کو جامعہ اردو نے اپنے امتحان ”ادیب کامل“ میں شرکت کیلئے منظور کر لیا ہے، اطلاعاً تحریر ہے امید کہ مزاج بخیر ہونگے،، مختص

سید انور سعید، رجسٹرار جامعہ اردو علی گڑھ

اسی طرح سے جامعہ ہمدرد دہلی کے وائس چانسلر صاحب نے بھی منظوری نامہ بھیجا ہے ذیل میں ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

”جامعہ ہمدرد کی مجلس تعلیمی نے ہندوستان کے کچھ اہم مدارس جہاں ابتدائی درجات سے لیکر فضیلت تک معیاری تعلیم کا بندوبست ہے وہاں کے فاضل کی اسناد کو پری طب (طبیہ کالج) اور ایم، اے (اسلامک اسٹڈیز) میں داخلہ کیلئے منظور کر لیا ہے یہ اطلاع دیتے ہوئے مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ منظور شدہ مدارس کی فہرست میں آپ کے ادارہ کا نام ”جامعہ منظر اسلام بریلی“ بھی شامل ہے۔

اسی طرح سے آزاد نیشنل یونیورسٹی حیدرآباد کے وائس چانسلر صاحب سے جامعہ کی سند کو منظور کرانے کیلئے خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے ان کے مطالبہ کے مطابق ضروری کاغذات بھیج دیئے گئے ہیں تو قریب یکہ مستقبل قریب میں منظوری نامہ آجائے گا مذکورہ تینوں جامعات سے رابطہ کرنے اور منظوری نامہ کے حصول میں راقم الحروف کی کوشش اور مشورہ شامل ہے۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ جامعہ کی ترقی اور طلباء کا تعلیمی معیار بلند سے بلند تر کرنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں تمام تعلیمی اداروں میں اساتذہ و طلباء کیلئے جو اصول و ضوابط ہیں وہ اپنی جگہ ہیں اس کے علاوہ آپ نے اپنی طرف سے کچھ مخصوص ہدایات قلم بند کرا کے تمام درس گاہوں میں آویزاں کرادی ہیں والد گرامی کے طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے جامعہ کے سابق پرنسپل حضرت علامہ مفتی غلام محبتی اشرفی صاحب قبلہ دام ظلکم کا آپ نے شیخ الحدیث کے منصب پر دوبارہ

تقرر کیا اسی طرح وہ اساتذہ جو ضابطہ ملازمت کے مطابق میعاد پوری کر کے اپنے آپ عیدوں سے سبکدوش ہو گئے ان کی خالی جگہوں پر نئے تجربہ کار اساتذہ کا آپ نے تقرر کیا سر دست جو اساتذہ تدریسی خدمات پر مامور ہیں ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں سر فہرست شمس العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی صاحب قبلہ شیخ الحدیث کشن گنج، جامع محقول و منقول حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ پرنسپل ہستی، شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مؤ، اسم با مسمیٰ عالم نبیل فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ بریلی، خطیب شعلہ بار عالم ذی وقار حضرت علامہ مولانا الحاج عبدالخالق صاحب قبلہ نائب شیخ الحدیث پورنیہ، صاحب علم و فن حضرت علامہ مولانا محمد انور علی صاحب قبلہ بہرائچ، ماہر درسیات حضرت علامہ مولانا محمد ایوب عالم صاحب قبلہ اتر دینا چپور، صاحب فکر و فن حضرت علامہ مولانا سید شاہ کر علی صاحب قبلہ رامپور، شیر قادریت خطیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا قاری عبدالرحمن صاحب قبلہ بریلی، شیخ القراء حضرت قاری عبدالکیم صاحب قبلہ رامپور، استاذ الحفاظ حضرت حافظ محمد انوار صاحب قبلہ بریلی، جناب ماسٹر نبی رضا عرف شاہد صاحب قبلہ بریلی، جناب ماسٹر عرفان صاحب قبلہ بریلی، راقم الحروف بھی نائب صدر المدرسین کے منصب پر تدریسی خدمات انجام دے رہا ہے حضرت مولانا محمد احتشام الدین صاحب نوادہ بہار، حضرت مولانا محمد ظہور الاسلام صاحب نورانی دینا چپور بنگال یہ دونوں محسن المدرسین کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں رضوی دارالافتاء بحیثیت صدر مفتی حضرت علامہ مولانا مفتی محمد قاروق قادری صاحب قبلہ بریلی حضرت مولانا سید کفیل احمد صاحب قبلہ ہزاری باغ بہار یہ دونوں حضرات فتویٰ نویسی کا کام انجام دے رہے ہیں مدرسین و مفتیان کرام کے علاوہ کچھ ملازمین دفتری حضرات بھی جامعہ کی خدمت پر مامور ہیں۔

حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ کے دورِ اہتمام میں تعمیرِ کام بھی بہت ہوا ہے اس سلسلے میں راقم الحروف نے ایک مکمل مضمون بعنوان ”خانقاہ عالیہ قادریہ کی تعمیرات جدید اور ترقیاتی امور پر ایک نظر“ تحریر کیا ہے جو ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے شمارہ ماہ ستمبر ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے میری اپنی معلومات کے مطابق آپ کے دورِ اہتمام میں تعمیرِ کام سب سے زیادہ ہوا ہے خدا کرے یہ سلسلہ قائم و دائم رہے اور منظرِ اسلام سابقہ روایات کے مطابق منزل بمنزل ترقی کرتا رہے آمین

سجاد سید المرسلین۔

اندھیرا دیکھا منظر اسلام کے چراغ نے وہیں ایک ”دیا“ جلادیا۔ اس طرح آج دنیائے سنیت کے گوشے گوشے میں منظر اسلام کے چراغ کی روشنی ہے منظر اسلام کے فیضان کا نور ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک چراغ سے ہزاروں لاکھوں چراغ جلائے جلا سکتے ہیں۔ مگر اس اصل چراغ کی روشنی میں نہ کوئی فرق پڑتا ہے نہ کمی آتی ہے۔ اسی طرح منظر اسلام کے روشن چراغ نے بھی ہزاروں چراغ اپنی روشن لو۔ سے روشن کئے مگر اس اصل چراغ منظر اسلام کی روشنی اور ”لو“ میں کوئی کمی نہیں آئی اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئے۔ منظر اسلام کا چراغ یونہی اپنا اعلیٰ نور بکھیرتا رہے گا۔ اور جو اس چراغ علم منظر اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں۔ یا بجھانا چاہیں گے وہ خود ظلمتوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔ اور اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔ مگر منظر اسلام کی روشنی مدھم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اس چراغ علم و حکمت ”منظر اسلام“ میں اعلیٰ حضرت کے ایثار، حجت الاسلام کی خدمات، جیلانی میاں کے عزم و حوصلہ اور ریحان ملت کے جہد مسلسل کا روغنِ جل رہا ہے۔ اور اسی کی روشنی دنیائے علم و عقیدت کو تاباں کر رہی ہے۔

منظر اسلام نے قوم و ملت کو جہاں ہزاروں علماء فقہاء، محدثین و مفسرین، فصحاء و بلغاء، مقررین و مبلغین، شعراء و ادباء اور معلمین و مدرسین عطا کئے ہیں۔ وہیں سیکڑوں مدارس و مکاتب، ہزاروں کتب و تصانیف اور لاکھوں تحقیقی فتاویٰ بھی عطا کئے۔ منظر اسلام کے فارغین و مستفیدین نے ملک و بیرون ملک میں جو دینی مدارس قائم کئے۔ وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔ اور منظر اسلام کے فارغین علماء نے جو تصانیف جلیلہ اس قوم کو عطا فرمائیں وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔ اور مفتیان منظر اسلام یا فارغین منظر اسلام نے جو فتاویٰ تحریر کئے وہ بھی بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔ منظر اسلام کے سن قیام ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۲ء سے لیکر آج تک منظر اسلام کے دارالافتاء سے لاکھوں فتاویٰ نافذ کئے گئے۔ اور فارغین نے بھی اپنی اپنی علمی قیام گاہوں سے لاکھوں فتاویٰ نافذ کئے۔ وہ سب بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہیں۔

ملک العلماء، مفتی اعظم ہند، مفتی غلام جان محمد ہزاروی، صدر الشریعہ، محدث اعظم، برہان الملت و دیگر اکابرین امت علیہم الرحمہ کے لاکھوں لاکھ فتاویٰ بالواسطہ منظر اسلام کی دین ہے۔ اس لئے کہ یہ علماء ذوی الاحترام

منظر اسلام کے تلامذہ ہیں۔

واقعی منظر اسلام کی خدمات دینیہ کا احاطہ نہایت مشکل ترین کام ہے۔ فقیر کے برادر اکبر ناظم اعلیٰ منظر اسلام حضرت علامہ الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ نے ”فتاویٰ منظر اسلام“ کے نام سے کتابی شکل میں منظر اسلام کے فتاویٰ شائع کرنے کا عزم بالجزم کیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت موصوف کو شفا و صحت و سلامتی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے تاکہ وہ یہ اہم علمی کام بحسن و خوبی انجام دے سکیں۔

منظر اسلام کی دینی و علمی خدمات کا احاطہ و شمار آسمان کے تارے گننے کی طرح مشکل ہے۔ منظر اسلام نے اپنے سو سالہ عہد میں مذہب اسلام اور قوم مسلم کی جو خدمت کی ہے۔ وہ لا جواب و بے مثل ہے۔ اور آج بھی منظر اسلام علمی و دینی خدمات میں مصروف ہے اور کل بھی رہے گا۔ اور ان تمام خدمات کا اجر عظیم سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی روح پر فتوح کو پہنچتا رہے گا۔ اس لئے کہ وہ اس کے بانی ہیں۔ اور انہوں نے اپنی جیب خاص سے اس کو جاری فرمایا۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے بندہ برگزیدہ امام احمد رضا کے صدقہ و طفیل منظر اسلام کو دوام و استحکام اور ارتقاء و عروج نیز اسکے فیضان کو عام سے عام تر فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بحق سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

﴿ ذق حلال ﴾

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو حلال مال کھائے اور سنت پر عمل کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے وہ جنتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں (بخاری شریف)

اعلیٰ حضرت کا ایک گہنامہ شاگرد

مولانا سید احمد عالم قادری رجہتی

از: سید بدر عالم رضوی، نوری رجحقی بکار و تحریر (چهار کھنڈ)

آج جب دنیا کے نشیب و فراز پر ہم نظر ڈالتے ہیں تو دنیا میں بیشمار ایسی ہستیاں رونما ہوتی ہیں جو اپنی یادوں کے نقوش منقش کر جاتی ہیں۔ جن کے ذکر جمیل سے ہم اپنے کو مشرف کرتے ہیں۔ دھرتی کے سینے پر نہ جانے کیسے کیسے محبوبانِ خدا تشریف لائے جن کے وجود مسعود سے زمین کیف و سرور کے نغمے سناتی ہے۔ مرجھاتی ہوئی کلیاں اہلبہانے لگتی ہیں کیف و نشاط کا سماں بندھ جاتا ہے۔ کلیاں مسکرانے لگتی ہیں۔ بھنورے گنگنا نے لگتے ہیں۔ جن کے وجود کی خوشبو سے ایک جہاں کی مشام جاں معطر ہو جاتی ہے۔ جن کے افعال و کردار جہاں والوں کے لئے مینارۂ نور بن جاتے ہیں۔

انہی میں سے میرے والد گرامی آقائے نعمت مرشد برحق تلمیذ و خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان، حضرت مولانا سید احمد عالم قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔ آپ کے وجود مسعود سے عالم کوروشنی ملی۔ وہ ہوش سنبھالتے ہی شریعت مطہر کے پاسبان و علمبردار بن کر دنیا والوں کے سامنے چمکے اور ایسا چمکے کہ دنیا کے ذہن و فکر پر چھا گئے۔ اور تاریخ کے صفحات پر جگمگانے لگے۔ حضور والد گرامی کی ذات والا صفات محتاج تعارف نہیں۔ جن کا فیضان برصغیر کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے۔ حضرت کی پروقاہ شخصیت مہر تاباں کی طرح درخشندہ و تابندہ ہے۔ علم و عمل کا وہ پیکر جمیل جب اپنی تابانی کو بکھیرتا ہے اور اپنے علم و عرفان کے گوہر آبدار کو نچھاور کرتا ہے۔ تو ہر چہار جانب علم و عرفان کی خوشبو پھیل جاتی ہے اور یہ مبنی بر حقیقت ہے حضرت کے نام سے ایوان باطل میں زلزلہ پیدا ہو جاتا باطل لرزنے لگتا وہ کبھی بھی مادی طاقتوں سے خوفزدہ نہیں ہوئے۔ بدعتیہ لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دنداں شکن جواب دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے اس مایہ ناز شاگرد کو حق و صداقت اور معرفت و حکمت کا ایسا جام پلایا کہ اسی نشہ میں مست رہے۔ اور پوری زندگی حق و صداقت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ اعلیٰ

حضرت فاضل بریلوی نے اپنے چہیتے شاگرد پر ایک نگاہ کیمیا ڈال کر کندن بنادیا ایک خدا دوست اور عاشق رسول ﷺ نے ایک آل رسول اللہ ﷺ کو قوم و ملت کا نمونہ عمل بنادیا۔

یہ احمد رضا ہی کا فیض تھا کہ والد گرامی کی ایک ذات جو باغیان اسلام اور ایمان فروشوں کی پوری ایک جماعت کے لئے کواچی ہمت و جوانمردی اور خدا واد صلاحیت کی بنیاد پر روکتی رہی۔ اغیار کے ہر شخص منصوبہ کو نیست و نابود کرتی رہی باغیان اسلام کو بے نقاب کر کے اس کی طاغوتی دیوار میں آخری کیل ٹھونک دی۔

استاذ العلماء کے والدین نے بے دینی و گمراہی کے پرانگندہ ماحول میں جو مجاہدانہ کردار پیش کیا اس کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی ہے۔ کاشانہ عالم علم و عمل فکر و فن شعور و آگہی کا ایک عظیم قلعہ تھا جہاں شب و روز علم و عرفان شریعت و طریقت کا درس دیا جاتا تھا۔ ایسے پر بہار ماحول و علمی گہوارہ میں حضور استاذ العلماء کو پروان چڑھایا گیا۔ جد امجد اور والدین کریمین کی تربیت نے حضور استاذ العلماء کی زندگی میں عظیم نکھار پیدا کر دیا۔ اور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی توجہ خاص نے مزید استاذ العلماء کے اندر ایک عظیم جوہر پیدا کر کے قوم و ملت کا پاسبان بنا دیا

شجرہ نسب پدری: سید احمد عالم بن سید ولی عالم بن سید قاضی فردوس عالم بن سید قاضی یتم اللہ بن قاضی سید اعظام اللہ بن قاضی سید محمد سالک بن قاضی سید عبدالمعظم بن قاضی سید عبدالرزاق بن قاضی سید سیف الدین بن قاضی سید محمد تاج بن قاضی سید احمد عرف محمد بن سید دیوان مبارک عرف بوڑھن شہہ رگ بن سید بدر الدین بن قاضی سید صدر الدین بن قاضی سید عبدالعزیز لسان الغیب بن سید سلیمان دانش بن سید مخدوم شیخ بن سید شیخ حاجی بن سید پیر منصور بہاری بن سید حاجی ابوالکمال بن سید موسیٰ سالک مجذوب بن سید اولیس سیلانی بن سید شعیب خربرو بن سید مخدوم اسماعیل دانشمند بن سید ابراہیم حلّی بن سید شیخ ہارونی بن سید سلیمان بن سید حاجی یوسف دانشمند بن حضرت سید ہلیہ دار بن سید حضرت ادریس بن سیدنا عبد اللہ محض بن حسن ثقی بن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خاتون جنت سیدہ فاطمہ اثر ہرا ولادت باسعادت: آپ کی پیدائش سادات بہار کے مشہور قصبہ پنجر وکھی متصل رجعت ضلع گیا (حال ضلع نواہ) ایک متمول صاحب غلم و دیدار گھرانہ میں ہوئی۔ آپ کے والد ایک بڑی زمینداری کے مالک تھے۔ آپ کا خاندان ضلع گیا کے ممتاز حشی سادات گھرانہ ہونے کی بدولت ممتاز خاندان میں شمار کیا جاتا ہے۔

حلیہ مبارک : وہ ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ گندی رنگ چہرہ بہت خوبصورت، داڑھی گھنی، دونوں ہنسیوں آپس میں ملی تھیں، کشادہ پیشانی، فراخ چہرہ جس سے نورانیت عیاں بارعب اور پروقار شخصیت کے مالک، آنکھوں میں ہر وقت سرخ ڈورے نظر آتے تھے۔ ان کے چہرے پر ایک قدرتی رعب تھا۔ دل سے بہت وسیع بالکل نرم دل، مگر تعلیمی معاملے میں بہت سخت تھے۔ نہایت ہی منسار، خوش خلق اور اصول پسند تھے، انداز گفتگو مثالی تھا، مختصر لفظوں میں بڑی قیمتی اور اصول بات کر جاتے تھے ادھر ادھر کی فضول باتوں سے پرہیز کرتے زیادہ تر سنجیدہ رہتے۔ بہت خوش ہوتے تو مسکرا دیتے کبھی قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا گیا۔

تسمیہ خوانی تعلیم و تربیت: خانہ دانی روایت کے مطابق چار سال کی عمر میں رسم بسم اللہ خوانی ہوئی تا ظہرہ اردو فارسی حضرت کی والدہ محترمہ نے پڑھایا۔ جب آپ کی عمر شریف پانچ سال ہوئی تو آپ نے مشہور خلیفہ مولوی تاج الدین صاحب اور مولوی سید عباس صاحب رجعتی سے گلستاں بوستاں پڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ فارسی کی بہت سی کتابیں سکندر نامہ و رفعات بہار نجم وغیرہ ختم کیا۔ پھر وہاں سے مدرسہ کبیرہ سہرام میں داخلہ کرایا گیا اور وہیں عربی کتابیں پڑھیں۔ پھر وہاں سے جوپور کی شہرہ آفاق درسگاہ مدرسہ حنفیہ میں داخلہ کرایا گیا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب امام معقولات استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ہدایت اللہ درام پوری رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ رشید حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی جلالت کا ڈنکا پورے ملک میں بج رہا تھا۔ آپ نے جب جوپور آ کر مسند تدریس سنبھالی۔ تو جوپور کو شہرستان علم و فضل بنادیا پورے برصغیر سے تشنگان علوم کشاں کشاں چلے آتے اور علم کے گہر سے اپنے آپ کو بھرتے۔ علم کے بحرِ ذخار سے اپنے ظرف کے مطابق اپنا حصہ لیتے اور خوشی خوشی رخصت ہوتے مگر جب ۱۹۰۸ء میں جوپور آپ سے محروم ہو گیا تو شہرستان علم و حکمت اجڑ گیا۔ وہ دربار جہاں علم و ہنر کے دیوانے بستے تھے کھنڈر ہو گیا۔ جوپور میں کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کرتے رہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا محدث جوپوری سے اپنے درس کے دوران بار بار ذکر سنا کرتے تھے۔ آپ کا اشتیاق بڑھا اور اپنے استاذ مکرم سے بریلی شریف جا کر امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں مزید تعلیم حاصل کرنے کی اجازت چاہی۔ تو حضرت محدث جوپور نے بخوشی اجازت دیدی اور اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں ۱۳۳۱ھ میں آپ کو سپرد کیا گیا اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے فرمایا اپنی زندگی

کا اصول ہیرہ آپ کے مذکر رہا ہوں (مکتوب قلمی)

فاضل بریلوی کی تصنیفی مصروفیات اور افتاء کے شدید بار کی وجہ سے کچھ دنوں آپ کو کسی دوسری جگہ رہنا پڑا اور روز دارالافتاء رضویہ میں حاضر ہو کر مشق افتاء کرتے رہے۔

آپ کے ہم وطن ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبدالرشید عظیم آبادی بھی آپ کے ساتھ تھے۔

خوف: اعلیٰ حضرت نے کتب درسیہ سے فراغت کے بعد تدریسی وافتاء و تصنیف کی طرف توجہ فرمائی فاضل بریلوی چونکہ باقاعدہ کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں دیتے تھے۔ اور کوئی مدرسہ بھی نہیں تھا۔ اس کمی کو شدت سے آپ نے محسوس کیا۔ اور حجت الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خیال ظاہر فرمایا اور ان حضرات نے باہم مشورہ کر کے حضرت مولانا سید حکیم امیر اللہ صاحب بریلوی کو فاضل بریلوی سے اس موضوع پر گفتگو کیلئے آمادہ کیا۔ قیام مدرسہ کو آپ نے مشکل سے منظور کیا۔ حضرت مولانا حسن رضا بریلوی نے (تلمیذ داغ دہلوی) اس مدرسہ کا نام ”منظر اسلام“ رکھا۔ جس سے ۱۳۲۲ھ کا استخراج ہوتا ہے۔ منظر اسلام کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا بشیر احمد صاحب علی گڑھی (تلمیذ مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی) سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔ مگر صحیح بخاری شریف از اول تا آخر اپنے مرشد برحق امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔

دستار بندی: ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ مطابق ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ ستمبر ۱۹۰۸ء دو شنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ کو جلسہائے دستار فضیلت بمقام بی بی جی مسجد میں منعقد ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے نواب مرزا صاحب سابق مفتی دارالافتاء بریلی شریف اور حضرت مولانا سید احمد عالم قادری رجعتی کی دستار بندی اپنے دست حق پرست سے کی۔ اس سال یعنی ۱۹۰۸ء میں آٹھ طلباء فارغ التحصیل ہوئے جن کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا سید احمد عالم قادری رجعتی بہار

(۲) حضرت مولانا ظہیر الدین اعظم گڑھ یوپی

(۳) حضرت مولانا حفیظ احمد صاحب اعظم گڑھ یوپی

مخلصوں میں تھے انہوں نے فاضل بریلوی سے مانگ کی کہ مجھے کوئی اچھا مدرس چاہئے۔ پھر فاضل بریلوی نے آپ کو سہرام جانے کا حکم فرمایا چنانچہ بحکم بیرومرشد آپ سہرام مدرسہ کبیرہ تشریف لے آئے۔

آپ نے جدھر بھی رخ کیا۔ علم کے دریا بہا دیئے۔ ویرانوں کو آباد کیا۔ اور دشت و کہسار کو ریشم چمن بنا دیا۔

مدرسہ قادریہ محترمیہ جو ضلع گجرامام گنج تھانہ میں ہے۔ جہاں روہیلہ زمیندار پٹھانوں کی ملکیت ہے۔ جناب محترمی بی بی نے اڑھائی سو بیگمہ زرخیز زمین مدرسہ کے نام وقف کر دی تھی۔ مدرسہ خود کفیل ہے۔ کوئی چندہ نہیں ہوتا۔ وہاں ایک اچھے

عالم اور صدر مدرس کی ضرورت تھی۔ انہوں نے اپنے متولی قادر خاں کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا۔ کوئی اچھا صدر مدرس ہمیں دس۔ حضور اعلیٰ حضرت کی نظر ایک بار پھر استاذ العلماء سید

احمد عالم قادری برکاتی رضوی کی طرف گئی۔ اور مرکز اہل سنت سے حکم ہوا۔ سید صاحب آپ مدرسہ کبیرہ چھوڑ دیں اور قادریہ معتبرہ بسہ ام ٹور میں صدر المدرسین کی جگہ پر بحال ہو جائے۔ اور تاحات وہیں کے ہو جائے۔ مرشد برحق کا حکم

ملنے ہی استاذ العلماء مدرسہ کبیر یہ سہرام چھوڑ کر مدرسہ قادریہ محبتیہ بسرام پور ضلع گیا میں صدر المدرسین کی جگہ پر بہ انحراف

الدین بھاری رحمۃ اللہ علیہ پرنسپل مدرسہ شمس المہدیٰ پشتہ کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے تو ایک قاصد کی معرفت خط والد علیہ الرحمہ کے نام روانہ کیا کہ آج مدرسہ شمس المہدیٰ کا تشریف لے رہا ہوں اس لئے اس کا گنگ خانا سے اور تنخواہ بھی (راجھی) سے۔

آپنے اپنے ہم سبق دوست اور پیر بھائی کو معذرت کے ساتھ جواب دیا کہ میرے مرشد برحق نے حکم دیا ہے کہ تم وہیں

خطابیت: آپ کو جہاں بہت سے دوسرے کمالات حاصل تھے۔ وہیں فن خطابت میں اچھی مہارت اور کمال حاصل تھا۔

آپ کی حکایت میں رجب حایف و بی کا بیان اور سوس کا ہے بہارِ ناری کی تھا۔ قادیان الہی کی سی۔ اور جادو کی سی۔

جی آپ کی تقریر سے تو یقیناً ہوا جائے اور تقریر سے کے بعد اس کی رائے پر مجبور ہو جائے۔ حضرت ملک اسماعیل

بہاری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے ہم سبق دوست اور پیر بھائی بھی تھے آپ کی خطابت کے متعلق یوں رقمطراز ہیں

”مولانا بڑے شیریں گفتار ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ مضامین یا کوئی معمولی موضوع پر گفتگو ہو سب پر بڑی گفتگو کے ساتھ تقریر کرتے ہیں ان کی گفتگو میں مزاج بھی ہوتا ہے۔ ادب کا لطف بھی آتا ہے اور نئے نئے جملے محاورات ان کی گفتگو میں گلینہ بن کر چمکتے ہیں۔ علم خطابت میں ان کا درجہ ہند کے بڑے بڑے مقررین کے مقابلے میں مانا ہوا ہے۔“

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ نے چہلم شریف کے موقع پر فرمایا: ”کہ سید صاحب کی تقریر ایسی والہانہ اور پر کیف ہوتی تھی کہ مجمع تو مجمع ماحول اور فضا پر بخود ہی چھا جاتی تھی۔ جب مولانا کی شدت جذبات بھری آواز درود یوار سے ٹکراتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ درود یوار سے صلوٰۃ و سلام کی صدا میں آ رہی ہیں۔ غرض کہ آپ کی خطابت کی دھوم پورے ملک میں تھی۔ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کی جادو بیانی کا لوہا ماننے اور آپ کی پر مغز تقریر سننے کے مشتاق ہوتے تھے۔“

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائے وہ طوفان

تصنیف و تالیف: آپ جہاں ایک نامور خطیب اور قادر الکلام مقرر تھے۔ وہیں ایک محقق اور صاحب قلم بھی تھے آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں مختلف کتابوں پر مقدمات و حواشی تحریر کئے اور کئی کتابوں کے ترجمے اردو میں کئے۔ افسوس کوئی کتاب منظر عام پر نہ آ سکی کیونکہ والد گرامی کے جو بھی قلمی نسخے اور خانہ اہل خطوط و کثکول اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درجنوں خطوط مہر، سند و خلافت نامہ وغیرہ تھے ۱۹۶۲ء میں بسرام پور کے مکان میں نذر آتش ہو گئے۔ مکان میں دو بجے شب کو آگ لگی اور صبح تک نہ بجھ سکی صرف جو کپڑے پہنے تھے وہی بچے اور باقی سب نذر آتش ہو گئے۔ زمین کے کاغذات نقدی زیورات وغیرہ بھی جل کر خاک ہو گئے کاش وہ سب منطوطات صحیح حالت میں رہتے تو آج بہت کام آتے۔

قلامذہ: حضرت کے تلامذہ پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں مگر انسان کے ساتھ ساتھ جنات کے لڑکے بھی آپ سے پڑھتے تھے۔ یہ قصہ مشہور ہے کہ گرمی کے دنوں میں رات کو دیر سے کئے آنگن میں سیکڑوں لڑکے سوئے ہوئے تھے اور سب کی پلنگ الگ الگ تھی اور لائینن بچانے کی باری اس وقت ایک لڑکے محمد شبیر احمد کی تھی۔ شبیر احمد کا پلنگ درجنوں پلنگ کے بعد تھا لائینن ایک کونے میں ٹیبل پر جل رہی تھی کہا گیا کہ شبیر لائینن بچاؤ شبیر نے وہیں سے ہاتھ بڑھایا تقریباً پچیس

فٹ دور سے ہاتھ لمبا کر کے لائین کو بچھادیا سب لڑکوں میں یہ شور مچا رہے تھے کہ یہ جنات کا لڑکا ہے جب یہ خبر والد علیہ الرحمہ کو صبح کی نماز کے وقت ملی تو شبیر کو مدرسہ سے خارج کر دیا۔

جناب مسعود خاں رضوی سینئر ایڈوکیٹ گیا کورٹ جو حضرت کے شاگردوں میں ہیں رقمطراز ہیں کہ گیا کے ایک جناب نور الحسن عرف منو صاحب جنہیں حضرت کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے فرماتے ہیں کہ حضرت کا ایک جن شاگرد جن کا نام نصر اللہ تھا پتہ ٹھکانہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ کہاں کار بنے والا ہے جب نور الحسن صاحب اپنے ہم سبق جن سے اس کا پتہ و نشان دریافت کرتے تو حضرت استاذ مکرم نور الحسن صاحب کو منع فرماتے کہ آپ کو اسکی کیا ضرورت آپ اپنا کام کریں اور اس کو پڑھنے دیں۔

گواہات: آپکی بہت سی کرامتیں ہیں مگر یہاں صرف انہی کرامات کو لیا گیا ہے جو آپکے وصال کے بعد صادر ہوئیں (۱)
 آپ کے وصال کے بعد آپ کے جسد مبارک کو مکان سے مدرسہ کے آنگن میں لایا گیا۔ اور جب غسل دیا جا رہا تھا
 تو سفید رنگ کا بڑا کبوتر جو آج تک کسی نے اتنا بڑا کبوتر نہیں دیکھا آ کر غسل کے پانی سے اپنے پر بھگو کر اڑ جاتا تھا
 ۔ یہاں تک کہ پانی دو بالشت بھی پھیلنے نہ پایا تھا۔ (۲) جب جنازہ مبارک کو لوگ کاندھے پر لیکر قبرستان کی طرف
 رواں دواں تھے تو یک بیک کافی تعداد میں ایسے لوگ شامل ہو گئے جن کے لباس بہت ہی سفید تھے اور سب کے سب
 ایک ہی طرح کے سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھے۔ جن کو علاقائی لوگ شناخت نہیں کر پا رہے تھے۔ چہرہ پر کافی چمک
 دمک نورانیت تھی سب کے سب آ کر جنازہ کو کاندھا دینے لگے اور دفن کے بعد تمام لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے یہ سب کے
 سب اجنبی تھے یا خدا بہتر جانے کون لوگ تھے۔

(۳) والد علیہ الرحمہ کے وصال کے پانچ سال بعد بڑے بھائی سید نہال عالم مرحوم کی شادی کوٹھی صاحب سید نجم الہدیٰ صاحب مرحوم کی صاحبزادی سے طے پائی۔ شادی کی تیاری پورے زوروں پر تھی۔ صرف ایک ہفتہ رہ گیا تھا۔ بھائی جان سامان لانے شہر گیا گئے ہوئے تھے گھر میں ہم سب چھوٹے چھوٹے تھے۔ مرد کی صورت میں کوئی بھی نہیں تھا، گرمی کا موسم تھا چاندنی رات تھی ہم سبھوں کو لیکر والدہ مرحومہ آنگن میں سوئی ہوئی تھی۔ کہ اتر جانب سے جہاں مدرسہ کے جانور رہا کرتے تھے دیوار پر ایک چور چڑھ کر ہمارے مکان میں کودنا چاہتا تھا کہ والدہ مرحومہ نماز تہجد کیلئے وضو بنا رہی

تھیں۔ رات کے دو بج چکے تھے۔ دیکھا کہ کوئی چور مکان میں کودنا چاہ رہا ہے۔ ابھی کچھ سوچ ہی رہی تھیں کہ شور و غل کریں دیکھا کہ مکان کے صحن میں والد علیہ الرحمہ ٹہل رہے ہیں۔ جب والدہ مرحومہ نے والد مرحوم کو دیکھا تو سکون سے تہجد پڑھنے میں مشغول ہو گئیں ادھر چور چیخ مارتا ہوا دوسری جانب بھاگ گیا اور صبح بستی میں سب لوگوں سے کہنے لگا کہ ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی کہ ہم مولانا کے مکان پر چڑھ گئے تھے۔ کہ ایک بیک پیچھے سے مولانا نے آکر ڈنڈے سے مارنا شروع کر دیا ابھی تمام جسم میں بہت درد ہے۔ لوگوں نے کہا کہ بی بی صاحبہ سے جا کر معافی مانگ لو۔ آکر ہمارے دروازے کے باہر کھڑا ہو کر رو رو کر معافی مانگتے لگا۔ تو والدہ مرحومہ نے معاف فرما دیا اور اسی وقت سے درد بھی ختم ہو گیا۔

(۴) والد علیہ الرحمہ کے وصال کے ایک سال بعد بستی میں طاعون آ گیا۔ اور دوسرا محلہ ویران ہونے لگا۔ جہاں پر والد علیہ الرحمہ کا مزار ہے اس سے چند گز کی دوری پر یہ محلہ ہے۔ ایک عرصہ میں جو چوکیدار تھا اور حضرت کے پاس برابر آیا جایا کرتا تھا۔ اس کے گھر میں بہت زور کا طاعون پھیلا تو وہ مزار پر جا کر کہنے لگا جب تک آپ باحیات تھے اور میرے گھر میں کوئی بیماری ہوتی تھی آپ پانی پر دم کر کے دیدیتے تھے تو مریض کو شفا مل جاتی تھی آج ہمارا بیٹا جاں بلب ہے ہمارا پورا گھر طاعون کے مرض میں مبتلا ہے سرکار ہم سب کو آپ کے حوالے کر رہے ہیں یہ کہہ کر روتا ہوا اپنے گھر چلا آیا۔ اور ساتھ ہی مزار کی مٹی بھی ساتھ لایا۔ اور تمام مریضوں کے جسم پر مٹی بھگو کر رکھ دی اور تھوڑی تھوڑی کھلا دی۔ مٹی کھاتے کے ساتھ ہی تے اور دست دونوں بند ہوئے اور سب مریض خدا کے فضل و کرم سے تندرست ہو گئے۔ اسی رات مغرب کے وقت مزار سے باواز بلند اذان کی آواز آنے لگی اور لگاتار تین روز تک ایسی آواز لوگوں نے سنی۔ اور اس روز سے آج تک بسرام پورا اور اس کا پورا علاقہ اس دبا سے محفوظ ہو گیا۔

(۵) جناب لیاقت حسین صدیقی مرحوم کا ایک مقدمہ ایک غیر مسلم لالہ سے چل رہا تھا وہ بہت پریشان تھے ایک روز مزار پہ جا کر رو کر دعا کی اور التجا پیش کی کہ حضور میں آپ کا شاگرد ہوں اور ایک غیر مسلم مجھ کو پریشان کر رہا ہے ہم پر نظر کرم فرمائیں ہمارے پاس نہ تو رقم ہے نہ کوئی بیرونی کار۔ اگر آپ خصوصی توجہ کریں تو یہ مقدمہ میں جیت جاؤں یہ کہہ کر وہ واپس مکان آ کر سو گئے دیکھا کہ حضرت آ کر فرما رہے ہیں لیاقت تم گھبراؤ نہیں جب تم کو رٹ جاؤ تو فلاں دعا پڑھنا انشاء اللہ تعالیٰ مقدمہ کا فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا۔ لیاقت حسین مرحوم کا کہنا ہے کہ میری آنکھ کھلی اس وقت رات کے بارہ بج

رہے تھے اور کل صبح گیا کورٹ میں جانا تھا کیونکہ کل ہی کوٹ میں فیصلہ تھا۔ حضرت کے حکم کے مطابق دعا پڑھتا رہا مجھے کوئی امید نہیں تھی کہ میرے ہی حق میں ڈگری ہوگی۔ کیونکہ ہمارے پاس نہ پیسہ اور نہ کوئی اچھا وکیل صرف حضرت ہی کی جانب ایک امید تھی۔ جج صاحب آئے اور فیصلہ ہمارے حق میں دیدیا۔

(۶) ہمارا بھانجا سید شکیل احمد ۱۹۸۶ء میں سخت بیمار تھا۔ جو ندس ہو گیا تھا۔ تین ماہ سے ہسپتال پر پڑا ہوا تھا ایک روز حالت زیادہ خراب ہو گئی رات کا وقت تھا وہ بھی دیہات برسات کا موسم اس کے والدنا امید ہو گئے۔ بدن میں خون کی کمی تھی چلنا پھرنا بند تھا۔ اس کی والدہ مرحومہ کا کہنا ہے کہ میں نے گھر ہی سے ابا جان کے مزار مبارک کی جانب ہاتھ اٹھا کر کہا کہ ابا میرا ایک ہی لڑکا ہے جو جاں بلب ہے۔ عشاء کی اذان کے بعد کہا اور جب آدھی رات قریب ہوئی سب لوگ مایوس ہو گئے کئی شبانہ روز لگاتار جاگنے کی وجہ سے نیند آگئی۔ مریض کا کہنا ہے کہ جب رات کا سناٹا ہو گیا تو پورا مکان خوشبو سے معطر ہو گیا۔ اور ایک بزرگ باوقار چمکتا ہوا چہرہ تشریف لائے پہلے تو میں ڈر گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ڈرو مت تو میں سمجھ گیا کہ میرے نانا جان ہیں کیونکہ والدہ محترمہ سے نانا جان کی شکل و صورت سنی تھی وہ ہستی یہی ہے آکر پانی میں دم کیا اور مجھ کو پلا کر اٹھا کر بیٹھا دیا۔ اور کہا دو چار قدم چلو ہم نے کہا کہ ہم بیٹھ بھی نہیں سکتے تو چلیں کیسے؟ نانا جان نے ہمارا ہاتھ پکڑا اور چلا دیا جب ہم آنگن میں گھوم رہے تھے تو ہمارے والدین کی آنکھ کھلی تو انہوں نے کہا کہ تو اچھا ہو گیا تو میں نے سارا قصہ ان لوگوں کو سنا دیا۔ جو ابھی چند منٹ پہلے گزر اس وقت سے آج تک اس موزی مرض سے نجات ہے۔

(۷) بسرام پور جامع مسجد میں والد علیہ الرحمہ عشاء کی نماز پڑھ کر ایک بجے رات تک مشغول رہتے تھے۔ گرمی کا موسم تھا چاند کی چود ہوئیں تاریخ روشن شب تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ درخت کے پتے یک یک زور زور سے گرنے لگے۔ مسجد کے دائیں اور بائیں نیم اور یکائین کے قدیم درخت تھے ان دونوں درختوں کی پتیاں زور زور سے گرنے لگی تھیں۔ لوگ اپنے مکان کے باہر سوئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر کے گرجنے کی آواز آنے لگی۔ سب لوگ خوف سے مکان کے اندر بھاگ گئے۔ کچھ لوگوں نے چھپ کر دیکھا کہ ایک شیر جو حق شاہ کی ٹوٹری (حق شاہ علیہ الرحمہ سیکڑوں سال قبل بسرام پور کر بلا کے پہاڑ پر عبادت کرتے تھے۔ وہاں پر ان کا چلہ گاہ ابھی بھی موجود ہے۔ وہ لکڑی کی راکھ جو آپ جاڑے کے موسم میں تاپتے تھے۔ تروتازہ ہیں۔ دیکھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ کل کسی نے جلا کر راکھ بنایا ہے۔ یہ پہاڑ بسرام پور

آئینہ پڑے اور میں سمجھ گیا کہ یہ حضرت کی آخری تقریر ہے۔ کیونکہ حضرت کا اتنا روشن چمکتا ہوا چہرہ آج تک کسی نے نہ دیکھا تھا۔ آپ کا نورانی چہرہ اور اس منورہ چہرے کی تابانی کا کیا کہنا۔ آپ کا نورانی چہرہ دیکھتے ہی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون حاصل ہو جاتا اور اس پر مزید یہ کہ آپ کی زبان حق ترجمان سے شیریں لہجے میں نکلے ہوئے جملے سن کر ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔ اور ایسا لگتا کہ زندگی کی یہ حسین گھڑیاں مرتے دم تک ایمان کی حفاظت کریں گی۔ آپ کی زبان مبارک سے اپنے اسلاف کے خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے سننے کی جو سعادتیں حاصل ہوئیں۔ وہ تادم مرگ یاد رہیں گی۔ مغرب کے بعد میں حضرت کے ساتھ ہی عشاء تک مسجد میں رہا اور حضرت عظیمہ میں مشغول رہے بعد نماز عشاء حضرت نے صبح کی دعا جو بعد نماز فجر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت نے پڑھنا شروع کیا۔ دلائل الخیرات شریف و دیگر وظائف کو پڑھا۔ اور مجھے حکم دیا کہ حافظ صاحب رات کے دس بجے ہیں۔ برسات کا موسم ہے۔ اب جا کر آرام کریں۔ کل صبح آپ کو بہت سا کام کرنا ہے۔ میں نے حضرت کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور اجازت لیکر بابا ایوب خاں کے مکان پر آرام کرنے چلا گیا۔ جانے سے قبل مجھے اور جو لوگ وہاں پر تھے۔ حضرت نے کچھ وصیتیں کیں۔ میں نے جا کر کھانا کھایا اور کچھ دیر ہی آرام کیا تھا۔ کہ کہرام مچا کہ مولانا صاحب وصال کر گئے۔ کچھ سنبھلے میں نہیں آ رہا تھا کہ ابھی صرف دو گھنٹہ قبل حضرت کو مسجد میں وظائف پڑھتے چھوڑ کر آیا تھا اور یہ کیا ہوا۔

حضرت گیارہ بجے حسب دستور مسجد سے مکان تشریف لائے اور اپنی اہلیہ محترمہ (جو ایک ولیہ کاملہ تھیں، تہجد گزار دن رات عبارت و ریاضت میں وقت گزارتا تھا۔ نماز چاشت و اوائین اشراق پابندی کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں) سے کہا کہ کافی چھپر ہیں میں باقی وظائف پڑھ لیتا ہوں۔ آپ لکڑی جلا کر دھواں کر دیں تاکہ کچھ بھاگ جائیں تب کھانا کھائیں۔ والدہ علیہ الرحمہ نے لکڑی جلا کر دھواں کر دیا اور حضرت وظائف میں مشغول رہے۔ بعد وظائف نماز پڑھنے لگے۔ جب دو رکعت پڑھ چکے تو فرمایا دھواں بند کر دو ہمارے حلق میں دھواں چلا گیا۔ اس وجہ کر حلق کسکسا ہٹ محسوس کر رہا ہے والدہ محترمہ نے لکڑی پر پانی ڈال کر دھواں بجھا دیا۔ آپ نے پھر نماز کی نیت باندھ لی۔ جب سجدہ میں گئے تو کافی دیر ہو گئی اور باواز بلند جو سبھوں نے سنا۔ ایک بار سبحان ربی الاعلیٰ کی آواز آئی پھر خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد جب سجدہ سے والدہ محترمہ نے سر کو اٹھایا تو بے جان جسم مصلیٰ پر ڈھلک گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ وقت شب شنبہ گیارہ

آہنی و نرم دیواروں کو پھاڑ پھاڑ کر کہیں باہر نہ آجائیں۔ میں نے اپنی آنکھیں حضرت کے قدموں پر رکھ دیں اور قدموں کو چوم لیا۔ لیکن دل میں یہ امید لئے کہ کاش چہرے کا دیدار ہو جائے تو میری قسمت کی معراج ہو جائے گی۔ اسی تمنا میں تھا کہ حضرت کے خلف اکبر نے فرمایا کہ بھائی جان چہرے کا دیدار کر لیں۔ آپ نے چہرے سے چادر ہٹائی تھی بلکہ چاند کے چہرے سے بدلی ہٹائی تھی، چودہویں کا چاند اپنی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ جس چہرہ کو دو گھنٹہ قبل دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کی تھیں۔ اس چہرے کی شان نزالی ہے۔ آپ کا چہرہ آج صرف نور سے معمور نہیں بلکہ سراپا بقعہ نور بنا ہوا ہے۔

آنکھیں ان کی نور کی تابانی سے خیرہ تھیں۔ کثرت نور کا یہ عالم تھا کہ چہرے پر آنکھیں جم نہیں رہی تھیں، مگر پھر جی بھر کر دیکھ رہا تھا اس نورانیت سے فیضیاب ہو رہا تھا۔ ایک حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اپنی حیات میں جو دلکش دل نشیں اور حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر نمایاں ہوا کرتی تھی۔ اس سے کئی درجہ زیادہ دلکش دل نشیں اور حسین مسکراہٹ آپ کے ہونٹوں پر محسوس ہو رہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے نانا جان رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار کر رہے تھے۔ اور اس دیدار کی خوشی آپ کے ہونٹ اور چہرے پر عیاں ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر کیلئے تو ایسا لگا کہ حضرت رخصت نہیں ہوئے ہیں بلکہ چین و سکون کی نیند میں ہیں۔ اور مبارک خواب ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

عشق احمد میں جو دنیا سے گیا ہے اس کی
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
جہان لینے کو قضا بن کے دہن آئی ہے
تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نہ نور کا
ہر ایک ذرہ سے ہے آشکار کیا کہنا
تری بزرگی تری عزتیں وقار ترا

دارالعلوم منظر اسلام ایک مطالعہ

از قلم: محمد شمشاد حسین مفتی رضوی دارالافتاء چودہری سرانے بدایوں

لفظ: دارالعلوم، کے معنی میں، وسعت، معنویت، اور جامعیت پائی جاتی ہے۔ عربی میں اسی کو، جامعہ، اور انگریزی میں، یونیورسٹی، کا نام دیا جاتا ہے۔ منظر اسلام کا ایک جزو لا ینفک "دارالعلوم، ہی ہے جہاں کہیں منظر اسلام بولا لکھا جاتا ہے، روزمرہ کی بول چال ہے یا تحریری زبان و ادب۔ گورنمنٹ کے کاغذات ہوں یا اسکے اپنے ریکارڈس پہلے دارالعلوم لکھا جاتا ہے بعد میں منظر اسلام، منظر اسلام یقیناً دارالعلوم ہے۔ کیونکہ وہ گہوارہ علم و ادب ہے۔ چمن زار عشق و محبت ہے۔ یہاں زندگی کے آداب سکھائے جاتے ہیں۔ امور حیات بتائے جاتے ہیں۔ بینیں ذہن و دماغ میں انکھلائی کیفیت بیدار کی جاتی ہے۔ قوت فکر و نظر میں توانائی۔ اور زور استدلال کو نکتہ عروج دیا جاتا ہے۔ ملت کے فوہالوں میں ذمہ داری کا احساس۔ ان کے شعوری نظام میں درستی اور بہتری لائی جاتی ہے۔ اخلاق و آداب پر آب زر چڑھایا جاتا ہے۔ تہذیب و تمدن اور سماجی خصوصیات سے بچوں کو آشنا کیا جاتا ہے۔ سچ پوچھے یہی مدارس ہیں جہاں بچوں کی شخصیت تشکیل پاتی ہے۔ اور نشو و نما کے مراحل عبور کرتی ہے۔ فیروز بخشی اور سعادت مندی کا شعور عطا کیا جاتا ہے۔ ان کی تشکیل کی آبلہ پائی پر حنائندی کی جاتی ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام اپنے یوم تائیس سے کامیاب و کامران دکھائی دیتا ہے۔ اور شاہراہ ترقی پر تیز گام نظر آتا ہے۔ منظر اسلام نے ملک و ملت کی جو خدمت انجام دی ہے اس سے انکار نہیں۔ منظر اسلام نے علماء دیے دانشور دیے محقق مفکر دیے، ادیب و شاعر دیے، ماہر زبان و ادب دیے، مجدد و مفکر دیے، ملت کی ضرورتوں کو اس دارالعلوم نے پورا کیا۔ ملک کیلئے اس دارالعلوم نے اچھے شہری دیے، سماجی اور قومی یکجہتی کے وفادار دیے، ماہر معاشیات و اقتصادیات دیے قومی جذبہ کا صورت کس نے پھونکا؟ محبت، خلوص اور پیار کا راگ کس نے الاپا۔ دارالعلوم منظر اسلام کو تاریخی تناظر میں دیکھئے اور مطالعہ کیجئے۔ اسی ہندوستان میں بہت سے مدارس نے اپنے باغ و بہار کو نذر خزاں کر دیا، بانی کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ ان کی عظمت رفتہ قصہ پارینہ بن کر رو گئی بہت سے ایسے بھی مدارس ہیں جو کتب کی شکل میں زندہ ہیں۔ اور چراغ سحری کی مانند جھنک رہے ہیں۔ مگر یہ منظر اسلام ہے سرسبز و شاداب کھیتی کی طرح لہلہاتا

دکھائی دے رہا ہے۔ منظر اسلام خلوص و نیار اور جذبہ بے لوث کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد صرف علوم دینیہ کی اشاعت تھا۔ فیضانِ محبت کا عام کرنا تھا۔ ایک ایسی جماعت گروہ اور ٹیم تیار کرنا تھا جو مستقبل کی غونچو اروادی میں کامیابی کے ساتھ سفر کر سکے۔ جواں ہمتی اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کر سکے۔ کسی بھی ادارہ کی اہمیت کا اندازہ اس کے پس منظر کے حالات اور پیش منظر کے کوائف سے لگایا جاتا ہے آئیے اس کا مطالعہ کرتے ہیں تاکہ منظر اسلام کی اہمیت کا احساس ہمارے دلوں میں ہو سکے۔

قیام - اور اس کا پس منظر

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ پس منظر اور پیش منظر ہی ادارہ کے قیام کا سبب اور محرک ہوتا ہے۔ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے زوال کی ابتداء حضرت اورنگزیب کے انتقال کے بعد سے ہی ہو چکی تھی۔ مگر بہادر شاہ ظفر کے دور میں مغلیہ سلطنت مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔ ۱۷۵۷ء کا انقلاب بہت زیادہ روح فرسا۔ اور پرخطر انگریزوں کے خلاف بغاوت، شورش ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل چکی تھی۔ ہر طرف انگریزوں پر حملے ہو رہے تھے۔ شب خون مارے جا رہے تھے۔ اس انقلاب سے کیا ملا؟ ہندوستانیوں کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ ان کے مستحکم عزائم زمین دوز ہو گئے۔ آن واحد میں سارا زور مٹ کر رہ گیا۔ انقلاب میں ناکامی ہوئی۔ شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد انگریزوں نے انتقامی کارروائی شروع کی۔ خاص طور پر مسلمان ہی نشانے پر آئے۔ ظلم و ستم کے پہاڑ ہم پر ٹوٹے۔ توپ و تفنگ کا شکار مسلمان ہوئے ان مدارس کو برباد اور تباہ کر دیا گیا۔ جہاں سے انگریزوں کے خلاف جہاد کے فتوے جاری ہوئے تھے۔ علماء تختہ دار پر لٹکائے گئے۔ انگریزوں نے ناشتہ میں لڑکوں کا سر پیش کیا۔ بتائے کس کے ساتھ یہ حادثہ پیش ہوا۔ وہ ایک مسلمان ہی تو تھا۔ وہ بہادر شاہ ظفر ہی تو تھے۔ ہماری تہذیب، ہمارا تمدن، ہماری معاشرتی اور اقتصادی حالت کمزور کر دی گئی۔ ہزاروں بچے یتیم ہوئے۔ سیکڑوں عورتوں کے سہاگ لوٹ لئے گئے۔ ایسے نامساعد حالات کے سبب ہماری ملت، ہماری جماعت سرد مہری کا شکار ہوئی۔ قوم مسلم کے افراد تھکے ہوئے مسافروں کی مانند مفلوج ہو کر رہ گئے، ذرا سوچئے۔ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی زندگی کا کارواں لٹ چکا ہو۔ ماضی کی عظمت نذر خزاں ہو چکی ہو۔ اور پہلی تاریخ ہو گیا ہو۔ حسرت و یاس ناامیدی، اور انتشار ہی اس کا نصیب ہوگا۔ زبوں حالی شکستہ خاطری ہی اس کی قسمت ہوگی۔

سرسید کی تحریک اور ہماری مجبوری

ہماری زبانوں حالی اور شکستہ قلبی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ سرسید نے اپنی تحریک کی ابتداء کی۔ اس تحریک کے کیا اسباب ہو سکتے ہیں۔ اس کے کیا محرکات ہو سکتے ہیں۔ یہی نا۔ کہ سرسید نے اپنی تحریک کے ذریعہ مسلمانوں اور مجبور ہندوستانیوں کو انگریز کے قریب کیا۔ اسکی تہذیب اور تمدن کو ہماری رگوں میں پیوست کرنے کی کوشش کی۔ اس تحریک کا مقصد مسلمانوں میں حوصلہ پیدا کرنا یا انہیں دلاسا دینا نہیں۔ بلکہ انگریزوں کو خوش کرنا تھا۔ ان کی تہذیب کو پھیلا نا تھا۔ ان کے نظریات کو شائع کرنا تھا۔ مسلمانوں کی دینی مذہبی حمیت اور پختہ عزم و ارادہ کو خاک میں ملانا تھا۔ سرسید اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ کالجوں، اسکولوں میں طلبہ آئے، داخلہ لیا۔ اس کو کیا فائدہ ہوا؟ یہی نا۔ کہ عشق و ایمان رخصت ہوا۔ یقین کے اجالے غائب اعتقاد کی لودھم ہوئی۔ مندرجہ ذیل شعر سے ہماری تہذیب گرتی ہوئی دیوار کی مانند دکھائی پڑتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں زلزل
دنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز

سرسید تحریک کا رد عمل

سرسید تحریک کے خلاف آوازیں بلند ہوئیں۔ رد عمل شروع ہوا۔ سرسید پر فتوے لگے۔ انکی تحریک کی مخالفت شروع ہو گئی۔ کیوں نہ ہو۔ کہ سرسید تحریک کے سبب مسلمانوں میں جدت پیدا ہوئی۔ جدید تہذیب اپنانے کا جذبہ بیدار ہوا۔ فیشن اور انگریزی تہذیب کو وسعت ملی۔ مسلمانوں کے درمیان روح بلالی، عشق رومی، رخصت ہوا۔ صدیق جیسا عزم و حوصلہ، فاروق جیسی جرأت، اور حسین جیسا صبر و استقامت نہیں رہا۔ یہ کامیابی نہ صرف سرسید کی تھی۔ بلکہ انگریزوں کی بھی تھی۔ یہ روشنی نہ تھی۔ بلکہ قلب و جگر کی تاریکی تھی۔ یہ اجالہ نہ تھا۔ بلکہ قلب اور دماغ کیلئے اندھیرا تھا۔

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے

روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

سرسید نے جس تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ اس سے کیا ملا۔ الحاد، نفاق، ویرانی، تہذیب عریاں۔

ہم سمجھتے تھے کہ لائیگی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئیگا الحاد بھی ساتھ

ندوۃ العلماء کا قیام بھی اسی رد عمل کا نتیجہ تھا۔ بہت سارے علماء اس تحریک میں شامل تھے۔ اس کے بعض جلسوں میں سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی بھی شریک تھے۔ اس کے قیام کا یہی مقصد تھا کہ مسلمانوں میں پہلے جیسا ہی دینی شعور بیدار کیا جائے۔ ان میں حوصلہ، جرأت اور امید کی تابش پیدا کی جائے۔ مگر شبلی نعمانی نے قوم کو دھوکہ دیا۔ دانشوروں کے ساتھ فریب کیا۔ مشرقی تہذیب اور مغربی تہذیب میں تال میل شروع کر دیا۔ صلح کلیت کی طرف رغبت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ ملت اسلامیہ چوطرفہ مصیبتوں، آفتوں کا شکار۔ ہر طرف سے یوریشین ہو رہی تھیں۔

پہلی یورش: انگریزوں کی طرف سے تھی۔ ظلم و ستم توپ و تفنگ کا استعمال، حوصلوں کو پست کرنا مسلمانوں کو تختہ دار پر نہکانا بچوں کو یتیم کرنا عورتوں کا سہاگ لوٹانا کا شیوہ تھا۔ اپنے انتقام کی آگ میں مسلمانوں کو جھونکنا ان کا کارنامہ تھا۔ دوسری یورش: سرسید کی طرف سے تھی۔ جو مسلمانوں کو ترقی اور روشن خیالی کے نام پر انگریزوں کے قریب کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کے مابین ان کی تہذیب ان کے تمدن کو لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ انگریزی زبان کے توسط سے الحاد، کفر نفاق کی تعلیم عام کر رہے تھے۔

تیسری یورش: ندوۃ العلماء کے بانیوں، یہی خواہوں کی طرف سے تھی۔ جو مغربی و مشرقی تہذیبوں کا سنگم تیار کر کے مسلمانوں کو اس پر جمع کر رہے تھے۔ یہ صلح کلیت کا پیغام تھا۔

چوتھی یورش: اسماعیل دہلوی کے وفاداروں کی طرف سے تھی۔ جو مسلمانوں کے ایمان و ایقان اور عشق و محبت پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف تھی۔ مزارات اولیاء اور ان کے اعراس پر شرک کے فتوے چسپاں کئے جا رہے تھے۔ بزرگوں کی محبت ہمارے دلوں سے نکال پھینکنے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔

یہ چوطرفہ یورشیں کس پر ہو رہی تھیں۔ اسکے کون شکار ہو رہے تھے مسلمان، اور ملت اسلامیہ۔ ظاہر ہے کہ ضرورت تھی ایک ایسے شخص کی۔ جو ان یورشوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ اور ان کی حفاظت کرے، اور منظم طریقہ سے ان یورشوں کا مقابلہ کرے۔ قربان جائے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہمت و جرأت اور جانبازی پر۔ کہ انہوں نے کسی کا

(۳) سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر معرفت اشیاء سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت کرے۔
 (۴) ابتدائی سطح پر رسول اللہ ﷺ کا نقش دل پر بٹھادیا جائے اس کے ساتھ ساتھ آل و اصحاب اور اولیاء و صلحاء کے نقوش بھی قائم کر دیئے جائیں۔

(۵) جو کچھ پڑھا جائے، وہ حقائق پر مبنی ہو جھوٹی باتیں انسانی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔

(۶) اساتذہ کے دل میں اخلاص و محبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔

(۷) طلبہ میں خود شناسی اور خود داری کا جوہر پیدا کیا جائے کہ دست موال دراز نہ کریں۔

(۸) طلبہ میں تعلیم اور متعلقہ تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۹) تعلیمی اداروں کا ماحول پرسکون اور پروقار ہوتا کہ طالب علم کے دل میں وحشت اور انتشار فکر نہ ہو۔

مذکورہ تعلیمی نظریات بہت اہم ہیں۔ میں دعوت فکر دیتا ہوں۔ کہ ماہرین جدید تعلیم آئیں۔ اور ان تعلیمی نظریات کا مطالعہ کریں۔ ماہرین نے تعلیم و تربیت کے جو جدید نظریات آج پیش کئے ہیں۔ امام احمد رضا انہیں نظریات کو سو سال پہلے پیش کر چکے ہیں۔ اسکول، کالج، اور اعلیٰ تعلیمی درگاہوں میں آج جو خصوصیات و امتیازات نظر آتے ہیں۔ امام احمد رضا اس کو بہت پہلے پیش کر چکے ہیں۔ تعجب ہے جن میں جدید تعلیمی نظریات کی تمام خوبیاں، بنیادی عناصر مثلاً تعلیم کا محور، تعلیم کا بنیادی مقصد، ذہنی تربیت، سیرت کی تشکیل، کردار سازی، بچوں کی نفسیات خود شناسی، خود داری، خوشگوار ماحول، خدا شناسی وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ جوان کی مستقبل شناسی کا پتہ دیتی ہیں۔ اور ان کی قائدانہ صلاحیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

دارالعلوم منظر اسلام کا قیام

پس منظر کے حالات۔ کوائف کے تناظر۔ اور تعلیمی نظریات کے پیش نظر وقت کا اہم تقاضا ادارہ کا قیام تھا۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اسی تقاضہ کے تحت ۱۹۰۲ء مطابق ۱۳۲۲ھ میں ”دارالعلوم منظر اسلام“ کو قائم کیا۔ ادارہ کا قیام کسی سیاسی مصلحت یا حصول جاہ و منصب یا دولت بنور نے کیلئے نہ تھا۔ بلکہ اس کے قیام کا مقصد صرف مسلمانوں میں تعلیمی بیداری لانا۔ غفلت پسند ملت کو خوشگوار بنانا تھا۔ اسلام اور دین حق کی اشاعت اس کا نصب العین تھا۔ منظر اسلام کا قیام خلوص و اللہیت۔ پیار و محبت اور جذبہ بے لوث کے سبب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں انقلابات آئے مختلف

انداز سے زمانے نے کروٹ لی۔ گردشِ دوراں نے اپنے تیور دکھائے۔ طوفانِ بادِ و باراں آئے۔ مگر دارالعلوم منظرِ اسلام
ٹس سے مس نہ ہوا۔ آندھیوں کی زد پر پیچھا رخ جلتا رہا۔ طوفانوں نے اس فانوس کی حفاظت کی۔ اس ادارہ کا انتظام و
انصرام امام احمد رضا سال بھر تک اپنی جیب خاص سے کرتے رہے۔ سنِ ہجری کے مطابق اس ادارہ کے قیام کو سو سال
ہو چکے ہیں۔ اور عیسوی کے اعتبار سے ۲۰۰۴ء میں اس کے سو سال پورے ہوں گے۔ ۱۴۲۲ھ سے ۲۰۰۲ء تک کل مدت
تین سال ہوتی ہے اس تین سال کو جشنِ صد سالہ کے طور پر منانا بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اور حضرت علامہ سبحان
رضا خاں صاحب کا یہ فیصلہ نہ صرف قابلِ قدر ہے بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے۔ دارالعلوم منظرِ اسلام کو زندہ جاوید۔ اور بقائے
دوام عطا کرنے کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے۔ میں نہایت ہی ادب و احترام اور خلوص و وفا کے ساتھ عرض گزار ہوں۔ شاید
حضرت علامہ سبحان رضا خاں سبحانی میاں صاحب قبلہ کو پسند آجائے۔ جشنِ صد سالہ منانے کا یہ فیصلہ سراٹھکوں پر ہے۔
مگر اس کو اعلیٰ پیمانے پر منایا جائے۔ تو زہے نصیب۔ یہ جشنِ صد سالہ کم از کم چار مرحلوں میں منعقد کیا جائے۔

(۱) جشن صد سالہ کے ذیلی یا تمہیدی جلسے جلوس منعقد کرائے جائیں۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں ہو یا بیرون ملک۔
(۲) اہل قلم حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل کی جائے۔ جس کی ذمہ داری دارالعلوم کے تعلق سے تمام مضامین قلم بند کرنا ہو۔ بلکہ شعوری طور پر دارالعلوم منظر اسلام کی تاریخ لکھی جائے۔

(۳) دارالعلوم منظر اسلام کے جس قدر فضلاء ہیں۔ انہیں دعوت دی جائے اور انہیں اعزازی سند عطا کی جائے۔

(۴) پھر ایک شاندار جشن صد سالہ منعقد کیا جائے۔ جس میں ہندو بیرون ہند کے اکابر علماء مدعو کئے جائیں۔

دارالعلوم منظر اسلام اور مجلس منتظمہ

مجلس منظمہ ان افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو کسی ادارہ کو چلاتے ہیں۔ مجلس منظمہ فل پاور اور باختیار ہوتی ہے۔ ضروری ہے کہ یہ تمام افراد بانی کے تعلیمی نظریات سے متفق ہوں۔ اور مدارس کے مقاصد پر یقین رکھتے ہوں۔ انہیں مخلص اور بے لوث ہونا چاہئے۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ تمام افراد اہل علم کے قدرواں ہوں۔ ذاتی منفعت کے حصول اور جھوٹی شہرت سے دور و نفور ہوں۔ کیونکہ انکی شخصیت کی خصوصیات یا اثرات ادارہ پر مرتب ہوتے ہیں۔ مجلس منظمہ کے فرائض مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) رقوم کی فراہمی۔ ذاتی طور پر یا بطور چندہ

(۲) عمارت کی تعمیر

(۳) طلبہ و مدرسین کیلئے بنیادی سہولتوں کا انتظام

(۴) مدرسین کی تقرری

(۵) طلبہ کیلئے کتابوں کا انتظام

(۶) خور و نوش کا انتظام

(۷) تدوین انصاب میں معاونت کرنا

دارالعلوم منظر اسلام کی مجلس منتظمہ میں کیسے کیسے عظیم افراد رہے ہیں۔ اس پر غور فرمائیں۔

(۱) امام احمد رضا فاضل بریلوی

(۲) مولانا حسن رضا خاں بریلوی

(۳) حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ

(۴) حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں

(۵) حضرت مولانا ربیعان رضا خاں

یہ وہ حضرات تھے جو اپنے دور کے ماہ تاجاں تھے۔ شمس و قمر تھے۔ یہ ایسے آسمان علم تھے جس کی وسعت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ سب کے سب امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کے معتقد تھے۔ خلوص، پیار، خوشنودی رب کیلئے کام کرتے تھے۔ اشاعت دین ان کا بھی مقصد تھا۔ جس شجر علمی کی بناء امام احمد رضا فاضل بریلوی نے ڈالی تھی۔ ان حضرات نے اس کے تحفظ اور اسکی آبیاری میں کسی قسم کی کمی نہیں کی بلکہ اس شجر علمی کی ہر ضرورت پوری کی۔

یہی وجہ ہے کہ اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اپنی خوشبوؤں سے ملت اسلامیہ کے ہر فرد کی مشام جاں کو معطر کئے ہوئے ہیں۔ نبیرہ اعلیٰ حضرت علامہ سبحانی میاں صاحب قبلہ دارالعلوم منظر اسلام کے موجودہ ناظم اعلیٰ ہیں۔ ان کی قیادت بھی اپنے بزرگوں کی نیچ پر رواں دواں ہے۔ ان کی شخصیت میں وہ تمام خوبیاں اور کمالات پائے جاتے ہیں۔

جو ایک کامیاب ناظم کیلئے ضروری ہیں مثلاً تعلیمی نظریات سے اتفاق کرنا اس کے فروغ کیلئے خون جگر تک کی بازی لگانا۔ جدوجہد میں کوئی کسر نہ چھوڑنا۔ شب و روز محنت و لگن سے کام کرنا۔ علمی مشاغل میں دلچسپی لینا۔ اہل علم کی قدر کرنا۔ بہتر سے بہتر اساتذہ کا انتخاب کرنا۔ طلبہ کیلئے تعلیم و تربیت کا بہتر بندوبست اور ان کی بنیادی سہولتوں کا فراہم کرنا۔ وغیرہ۔ دارالعلوم منظر اسلام حضرت سبحانی میاں کی کوششوں سے منزل بہ منزل رواں دواں ہے۔ اور تیز گامی سے ارتقائی سفر کر رہا ہے۔ یہ سب فیض ہے امام احمد رضا فاضل بریلوی کا جوان کی شخصیت سے اہل رہا ہے۔ اور فی الحال جاری و ساری ہے۔ ہمیں امید ہے ان کی نظامت میں یہ ادارہ مزید ترقی کریگا۔ اور مستقبل کیلئے راہ حیات کا تعین بھی کریگا۔ خدائے دو جہاں انہیں سلامت رکھے۔

دارالعلوم منظر اسلام اور تعلیمی کارواں

دارالعلوم صرف جدید یا خوبصورت عمارت کا نام نہیں۔ منقش درود یوار کا نام نہیں۔ بلکہ مدرسہ کی ترقی، فلاح و بہبودی نظام تعلیم اور کاروان تعلیم پر منحصر ہے۔ جس قدر بہتر نظام ہوگا، جس قدر لائق اور قابل کاروان تعلیم ہوگا۔ اسی کے مطابق مدرسہ کامیاب قرار دیا جائیگا۔ دارالعلوم منظر اسلام میں موجود کاروان تعلیم نہ صرف باصلاحیت ہے۔ بلکہ اسمیں عظیم خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔ کاروان تعلیم میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

- (۱) حضرت علامہ مولانا نعیم اللہ خان صاحب بستوی
(۲) حضرت علامہ مولانا غلام محبتی صاحب اشرفی
(۳) حضرت علامہ مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب اعظمی
(۴) حضرت علامہ مولانا عبدالحق صاحب پورنوی
(۵) حضرت علامہ مولانا محمد صالح صاحب قبلہ
(۶) حضرت علامہ مولانا اعجاز انجم صاحب لطیفی
(۷) حضرت علامہ مولانا محمد ایوب صاحب
(۸) حضرت علامہ مولانا محمد انور علی صاحب بہراپٹکی

(۹) حضرت علامہ مولانا سید شاکر صاحب برکاتی (۱)

یہ بھی افراد علم و فن کے درخشندہ ستارے ہیں۔ جو منظر اسلام کے آسمان میں چمک رہے ہیں۔ اور اپنی چاندنی و ستبری کرنوں کو دونوں ہاتھوں سے لٹا رہے ہیں۔ اور زبان و بیان کے جمالیات سے فضاؤں کو خوشگوار بنا رہے ہیں۔ رنگ و روپ اور حسن و بانکہن میں منظر اسلام کو کشمیر کی وادی سے تعبیر کرنا مناسب ہوگا۔ یہ مدرسین و معلمین کامیاب اور تجربہ کار ہیں۔ معلم ہونے کی حیثیت سے انہیں بچوں، لڑکوں اور طالب علموں کی نفسیات پر کافی عبور حاصل ہے۔ نفسیات و ذہانت کے انفرادی اختلافات کے مابین ایک، ”مشرکہ انداز تفہیم“ کا اختیار کرنا کسی اچھے اور ماہر استاذ کا کام ہو سکتا ہے۔ یہ خوبی کا روان تعلیم کے ہر فرد میں پائی جاتی ہے۔ جوان کی کامیابی کی دلیل ہے۔ یہ اساتذہ مخلص اور دہندار ہیں۔ اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں چاق و چوبند ہیں۔ طلبہ سے محبت کہتے۔ یا اپنی بزرگانہ شفقت۔ کہ وہ درس و تدریس میں لعل و لعل سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ ”ہل من مزید“ کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اور شب و روز محنت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

صدر مدرس یامیر کاروان

حضرت علامہ نعیم اللہ خاں صاحب دارالعلوم منظر اسلام کے صدر مدرس ہیں۔ اور کاروان تعلیم کے امیران میں قائدانہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ تنظیمی معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی قیادت میں کاروان تعلیم برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ویسے صدر صاحب قبلہ تحیف الجیش ہلکے پھلکے اور سادگی پسند ہیں۔ مگر ان کی شخصیت میں بانکہن، جاذبیت، کشش اور شوخی پائی جاتی ہے۔ وہ گدڑی میں لعل ہیں۔ یا پھٹے کپڑوں میں ”عظیم الشان“ ہیں، انہیں بننے سنورنے کی ضرورت ہی کیا۔ جو جمال علم و فن رکھتے ہوں۔ میں نے انہیں بار بار دیکھا ہے۔ اور آزمایا بھی ہے۔ کہ وہ ایک اچھے اور کامیاب پرنسپل ہیں۔ ان کی کامیابی کی دلیل مندرجہ حیثیتوں سے اجاگر ہوئی۔

(۱) قابلیت سے۔ حضرت صدر صاحب قبلہ قابل ترین شخص ہیں۔ ہر علم اور ہر فن میں عبور رکھتے ہیں۔ خاص طور پر فلسفہ و منطق، فقہ اور اصول فقہ میں۔ آپ فلسفیانہ طرز کی تمام کتابوں کے پڑھانے میں درک رکھتے ہیں۔ خواہ کتاب کا تعلق کسی بھی فن سے ہو۔ اسی قابلیت کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم کے طالب علم آپ سے مافوق نظر آتے ہیں۔

(۲) تنظیمی معاملات سے۔ تنظیمی معاملات میں خاص عبور حاصل ہے۔ تمام اساتذہ کو خوش رکھنا۔ طلباء کے مابین ربط

وضبط لانا۔ ماتحت اساتذہ سے کام لینا۔ مشفقانہ انداز میں کلام کرنا۔ نرم روی اور خوش مزاجی سے ہر مشکل کام کو آسان کر لینا۔ یہ تمام خوبیاں آپ میں پائی جاتی ہیں۔

(۳) بحیثیت پرنسپل۔ ان کی پالیسی سرخی ہوتی ہے۔ کبھی ناظم اعلیٰ سے۔ کبھی اساتذہ سے۔ کبھی طلبہ سے۔ اور ہر رخ پر خوش اسلوبی کا مظاہرہ کرنا۔ ہر ایک کا کام نہیں بلکہ کامیاب اور اچھے پرنسپل ہی کر سکتے ہیں۔

(۴) صدر صاحب قبلہ اپنے منصب کے متعلقہ فرائض کی انجام دہی میں کافی حیثیت رکھتے ہیں۔ داخل وقار غ کا معاملہ جو۔ یا نظام الاوقات، سالانہ امتحان کی کارروائی ہو یا بورڈ کے متعلق امور۔ مرکز ترقیم کی ذمہ داری یا فراغت کے متعلق کاغذات۔ ہر نشیب و فراز میں آپ یکساں دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ کی شخصیت میں جو اہم پہلو ہے۔ وہ ان کی چھٹی حس ہے۔ جو کافی حد تک بیدار ہے۔ خوش طبعی، شگفتہ مزاجی، طنز کی تلخی، مزاج کی چاشنی یہ سب چھٹی حس کے نتائج ہیں۔ اسی کی بدولت وہ ہر نشیب و فراز، اور پر خار وادیوں میں بھی اپنے دامن کو تار تار ہونے سے بچا لیتے ہیں۔ یوں تو پرنسپل بننا آسان ہے۔ مگر اس کو خوش اسلوبی سے چلانا بہت مشکل ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کی پرنسپل تو بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ یہ صدر صاحب کا ہی جگر ہے کہ اس کو خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں۔ کیونکہ بریلی شریف، مرکز عقیدت بھی اور مرکز علم و فن بھی۔ دونوں میں تال میل برقرار رکھنا انہیں کا حصہ ہے۔

منظر اسلام شجر پروقار کی حیثیت سے

دارالعلوم منظر اسلام وہ شجر پروقار ہے جس کی شاخیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اسی کے پھل اور پھول ہیں جو ہندو بیرون ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر سال سیکڑوں کی تعداد میں یہاں سے علماء، فضلاء کی فراغت ہوتی ہے۔ حفاظ نکلتے ہیں۔ اور قراء سند قرأت حاصل کرتے ہیں۔ یہ وہ چشمہ حیاواں ہے۔ جس سے ذہن و فکر میں وسعت، علم و فن میں گہرائی اور شخصیت میں جاذبیت ہوتی ہے یہ وہ روشن مینارہ ہے جس سے علم کی روشنی، فکر کی روشنی سعادت مندی اور فیروز بخشی کی روشنی پھیلتی ہے۔ یہ وہ معدن گوہر ہے جہاں سے جوہر آبدار، اور درنایاب دستیاب ہوتے ہیں۔ جس سے نہ صرف حال روشن ہوتا ہے۔ بلکہ مستقبل کے تمام زاویوں پر اسکی ضیا پڑتی ہے۔ یہ وہ کشت زعفران ہے جس سے خوشبوئیں پھوٹ رہی ہیں۔ اور ہر ایک کی مشام جاں کو معطر کر رہی ہیں۔ انہی خوشبوؤں کا کرشمہ ہے کہ آپ جہاں بھی جائیں گے۔ بریلوی

حضرت ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری محمدی السنی الطفی القادری

استاذ شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ کراچی

حالات و کوائف :- حضرت علامہ ڈاکٹر الشیخ جلال الدین احمد توری المحمدی السنی الحنفی القادری ابن الشیخ محمد اسحاق (المرحوم) کا سلسلہ نسب کنبی واسطوی سے خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔

ولادت :- ڈاکٹر ثورنی ۱۹۵۶ء میں پیدا ہوئے۔

تعلیم: قرآن وحدیث وتفسیر کی ابتدائی تعلیم جلیل القدر معروف اساتذہ سے حاصل کی ان میں حضرت حافظ ملت جلالہ العظم علامہ الحاج المحمد عبدالعزیز مبارکپوری "شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ" مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی) حضرت علامہ سید حامد اشرف البیلانی کچھوچھوی المفتی محمد عبدالمتان مبارکپوری اور اپنے برادر اکبر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر القادری الرحمانی مدظلہ العالی، علامہ بدر الدین احمد القادری فیض الرسول ضلع بہتئی، علامہ تھمیں رضا خاں بریلوی ابن حضرت علامہ حسین رضا خاں بریلوی ابن حضرت حسن رضا خاں بریلوی، علامہ اختر رضا خاں الازہری ابن حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، علامہ احسان علی مظفر پوری مدرسہ منظر اسلام بریلی، علامہ غلام مجتبیٰ اشرفی پورنوی، حضرت علامہ مفتی افضل حسین مونگیری خلیفہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام بریلی اور کراچی میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری ابن حضرت علامہ اعظم مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت، حضرت علامہ المفتی نصر اللہ خاں الافغانی مدظلہ دارالعلوم امجدیہ کراچی علامہ محمد حسن حقانی ابن حضرت علامہ المفتی عبدالحفیظ علیہ الرحمہ مفتی آگرہ ابن علامہ عبدالجبار آٹو لوی البریلوی علامہ قاری محمد صالح الدین الصدیقی القادری الرضوی (علیہ الرحمہ) سے درس نظامی کی تکمیل کی اور ۱۹۷۷ء میں دورہ حدیث کیلئے پنجاب تشریف لے گئے۔ حضرت علامہ المفتی سید افضل حسین مونگیری حال شیخ الحدیث اور مفتی دارالعلوم القادریہ فیصل آباد اور مولانا مفتی معین الدین الشافعی (خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم ہند) سے حدیث وفقہ علم المنطق، علم الصرف والنحو اور دیگر علوم کی اسناد حاصل کیں اور پاکستان کے تقریر

۵۰ علماء و مشائخ کی موجودگی میں آپ کے سر پر علم حدیث وفقہ میں فراغت کی دستار فضیلت باندھی گئی۔

۱۷۱ء میں عربی زبان و ادب اور فقہ کی مزید تعلیم و تربیت کیلئے پاکستان میں سفیر عراق نبیرہ حضور سیدنا غوث الاعظم

دبگیر رضی اللہ عنہ کے خصوصی کرم سے مدرسۃ القادریہ بغداد شریف تشریف لے گئے۔ اور مدرسۃ القادریہ کے ممتاز مشائخ اور اساتذہ جن میں حضرت شیخ العلامة المفتی عبدالکریم المدرس بیارہ، صدر المدرسین المدرسۃ القادریہ الگیلانیۃ البغدادیہ العراقیہ اور حضرت علامہ شیخ عبداللہ صوفی القاضی الاول فی بصرہ حضرت شیخ علامہ کمال الدین الطائی، المدرس مدرسۃ القادریہ بغداد رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین جیسے باکمال صاحب علم و معرفت اساتذہ سے علم فقہ و علم تفسیر و علم حدیث و علم سلوک و اخلاق کی تعلیم حاصل کی۔ سیدنا یوسف البیلانی سجادہ نشین غوث الاعظم و دبگیر الشیخ عبدالقادر الگیلانی کی خصوصی توجہ سے اپنے مدرسۃ القادریہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد یونیورسٹی آف بغداد اور عراق کے کلیۃ الدواب والشرعیہ میں داخلہ لیا اور حضرت الشیخ علامہ ڈاکٹر عبدالکریم زبیدان، ڈاکٹر ابویقظان الجبوری، ڈاکٹر عبدالرحمن الحکی، ڈاکٹر حسن عبد الحمید ڈاکٹر قطان عبدالرحمن الدوری، ڈاکٹر نوری حموری التقیسی الشیخ ابراہیم فاضل السامرائی، ڈاکٹر ضیاء الکریم العمری وغیرہم جیسے جلیل القدر اساتذہ سے سبق اساتذہ علمی سے مشرف ہوئے اور یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔

بغداد یونیورسٹی سے فراغت کے بعد ۱۹۷۷ء میں سابق صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم کے خصوصی اجازت سے ازہری یونیورسٹی قاہرہ کلیۃ القانون فی الدراسات العليا (خفہ فقہ المنازی) میں داخلہ حاصل کیا اور وہاں کے ممتاز اساتذہ کرام بالخصوص ڈاکٹر عبدالحسن شاذلی حضرت الشیخ مفتی حسین محمد مخلوف مفتی دیار المصریہ ابو العربیۃ الاسبق، اور حضرت علامہ الشیخ انیس عبادہ، الشیخ الخیر اتی ڈاکٹر محمد عبدالعلیم محمود شیخ الازہر (رحمہم اللہ) سے متعدد علوم و فنون بالخصوص علم فقہ اور علم الفتویٰ میں کمال حاصل کیا۔ ۱۹۷۹ء میں جامعۃ الازہر سے ڈپلوما کرنے کے بعد رابطۃ العالم الاسلامی بمکۃ المکرمہ اور مندوۃ العالمیہ للشباب الاسلامی الریاض کی دعوت پر سعودی عرب روانہ ہوئے اور سعودی عرب کی اعلیٰ دینی درسگاہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ بالعقد العالی، الدعوة الاسلامیہ میں داخل ہو گئے اور وہاں کے اساتذہ کرام سے فن اصول دعوت، تبلیغ کی اعلیٰ تربیت حاصل کی، درسگاہ کے ممتاز اساتذہ میں ڈاکٹر عبداللہ زائد ڈاکٹر سعود بن بشر، ڈاکٹر محمود الطحان الدمشقی، ڈاکٹر عبد الفتاح ابو غندۃ الصلہی الدمشقی (علیہ الرحمہ) سے بھی اسباق پڑھے اور مندرجہ ذیل مشائخ عظام سے روحانی تربیت حاصل کی اور اجازت سے مشرف ہوئے۔

(۱) حضرت سیدنا یوسف عبداللہ الگیلانی، سجادہ نشین غوث الاعظم و دبگیر الشیخ محمد عبدالقادر الگیلانی البغدادی علیہ الرحمہ (۱۹۷۴ء)

- (۳) البیت الاسناد فی الحدیث جون جولائی ۱۹۸۳ء (عربی)
- (۴) مصنفات فی علوم الحدیث اپریل ۱۹۸۶ء ورلڈ اسلامک مشن کراچی
- (۵) الزواج بالکتابیات فی الشریعۃ الاسلامیہ اکتوبر دسمبر ۱۹۸۸ء
- (۶) الامام ابراہیم الحنفی کوئی واشر فی الحدیث اکتوبر دسمبر ۱۹۸۹ء ورلڈ اسلامک مشن کراچی
- (۷) السنۃ النبویہ حیثیتھا و تطبیقھا جنوری فروری ۱۹۹۰ء
- (۸) امام ابو حنیفہ اور علم حدیث پر ایک تحقیقی و تنقیدی نظر نمبر دسمبر جنوری ۱۹۹۵ء ماہنامہ الاشرف کراچی
- (۹) علم فتاویٰ اور کتب فتاویٰ فروری، مارچ ۱۹۹۸ء دارالمصنفین اعظم گڑھ انڈیا مجلہ معارف
- (۱۰) قاضیوں کیلئے دستوری لائحہ عمل ۱۹۹۸ء سیرت طیبہ سہ ماہی رسالہ کراچی
- (۱۱) نقد حنفی کے ارتقاء میں فاضل بریلوی کا کردار ۱۹۹۹ء مجلہ معارف رضا ازاد اور تحقیقات امام احمد رضا کراچی
- (۱۲) عبداللہ ابن مبارک واثرہ فی الحدیث نومبر ۱۹۹۹ء مجلہ المعارف اسلامیہ کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی
- (۱۳) حکومتی ادارے اور فرائض، مجلہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۰۰ء
- (۱۴) شاہ ولی اللہ دہلوی کا فقہی نظریہ مجلہ سیرت طیبہ کراچی دسمبر جنوری ۲۰۰۰ء
- (۱۵) الدعوة الاسلامیہ فی ”فیجی“ اکتوبر ۱۹۹۸ء الدعوة العربیہ کراتچی
- (۱۶) تراجم من علماء الہند
- (الف) العلامة محمد عبدالعلیم الصدیقی حیات و آثارہ
- (ب) العلامة الحدیث سورتی حیات مجلہ الدعوة العربیہ ۱۹۹۰ء
- (ج) فضیلۃ الشیخ العلامة ضیاء الدین المدنی۔ حیات و آثارہ (د) العلامة سعید احمد اکظمی مجلہ الدعوة العالمیہ کراتچی ۱۹۹۰ء
- مطبوعہ ورلڈ اسلامک مشن ٹرسٹ پاکستان**
- (۱۷) القادیانیہ غیر مسلمہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء (ترجمہ و تحقیق)
- (۱۸) الامام ابن دین القسید، حیات و آثارہ مجلہ البعث الاسلامی لکھنؤ

(۱۹) المسلمون في جزر و البحر الكاريبي - مجلة البلاغ الكاثوليك ۲۲ مارچ ۱۹۸۵ء

(۲۰) ختمی مرتبت کا نظریہ عدل مجلہ سیرت طیبہ (اردو) جولائی ۱۹۹۱ء

(۴۱) الخطوط الرئيسية للاقتصاد الاسلامي ناشر ادارة تحقيقات امام احمد رضا كراچي

علاوہ ازیں عربی اور اردو زبان میں سیاسی، غیر سیاسی مذہبی اور ادبی مقالات اور مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

علمی ایوارڈز و نمائندگی

(۱) میموریل ریسرچ گولڈ میڈل آف جعفر برادرز ۱۹۹۰ء (بتوسط)

(۲) امام احمد رضا ریسرچ ایوارڈ ۱۹۹۰ء (منجانب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی)

(۳) رکن کمیٹی آف گورنرز بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کراچی (نمائندہ جامعہ کراچی)

(۴) علمی تحقیقی (اردو بیچر) ایوارڈ ۱۹۷۷ء ریڈیو بغداد عراق

قومی اور انٹرنیشنل کانفرنس میں شرکت

(۱) انٹرنیشنل علماء کا فرنس بغداد ۱۹۹۰ء (جامعہ کراچی کے نمائندے کی حیثیت سے شرکت کی اور عراق میں موجودہ

مقامات مقدسہ پر تحقیقی مقالہ پیش کیا جو ہفت روزہ میگزین کراچی میں شائع ہوا۔

(۲) علماء اور مشائخ کا تفرنس اسلام آباد ۱۹۸۸ء (۳) عالمی مساجد کا تفرنس رابطہ العالم اسلامی ۱۹۷۸ء

(۴) انٹرنیشنل دعوت کانفرنس وزارت اوقاف کویت ۱۹۷۹ء

(۵) قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد ۱۹۸۸ء (۶) صوفیاء کانفرنس قاہرہ مصر ۱۹۷۸ء

(۷) عالمی سہرت کا انفرنس ”جامعہ اسلامیہ بھاولپور ۲۰۰۰ء (۱۳ فروری)

مراجعہ :-

(۱) سہ ماہی جرنل ”الاحناف“ کراچی ۱۹۹۹ء

(۲) انٹرنیور و زنامہ نوائے وقت کراچی ۱۹۹۰ء، (۳) برادر شریعہ علوم اسلامیہ صحافیہ صوفیاء کا کنفرنس ۱۹۹۴ء

(۳) ہفت روزہ ”احوال“ کراچی ۱۹۸۵ء (۵) روزنامہ ”جسارت“ کراچی ۱۹۷۹ء

اظہار حقیقت

صاحب تجار و حضرت علامہ الحاج الشافعی محمد میحان رضا خان بھٹانی میاں صاحب قیہ

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

نحن عباد محمد صلى عليه وسلم

وہ رب کریم عزوجل جس نے اپنے حبیب علیہ التحیۃ والثناء کو ہمتن کرم بنایا۔ اسی رؤف و رحیم کی بارگاہ بیکس پناہ میں سجدہ شکر ادا کرتے ہیں اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور جینے عقیدت ختم کرتے ہیں۔ اور اس کے جملہ محبوب اولیائے کرام بالخصوص اپنے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے جملہ مشائخ عظام علیہم الرحمۃ المتعمم کے فیضان کا سہارا لیتے ہوئے اعتراف و اقرار کرتے ہیں کہ گذشتہ سال عرس رضوی ونوری و ربیعی کے موقع مسعود پر مرکز اہل سنت دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے جشن صد سالہ کو جو کامیابی و کامرانی ملی وہ ہماری امید سے کہیں زائد تھی ہم اور ہماری امید کی کیا بساط بس ہم تو یہ دیکھ رہے تھے کہ صرف ہمارے دست ناتوان ہیں کارفرما کوئی اور ہی ہے۔ قربان اپنے آبائے کرام علیہم الرضوان کی دستگیری پر درنہ ”من آثم کم من داغم“ عرس پاک میں میگزینوں مشائخ عظام اور علمائے کرام اور لاکھوں لاکھ کی تعداد میں ملک و بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے عاشقان اعلیٰ حضرت اپنے مرکز علم و ادب منظر اسلام کا جشن صد سالہ اپنی پیشانی کی کھلی آنکھوں سے ملاحظہ

فصل کی آخری سرحدوں تک پہنچ گیا۔ باذوق طالبان علوم ہومیوپاتی علمی ترقی کیلئے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی طرف رواں دواں ہو گئے۔ آپ کے دورِ اہتمام کے منظرِ اسلام کا منظرِ علامہ زماں مولانا شاہ سراج الدین صاحب نقشبندی رامپوری قدس سرہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

”ان میں سے تمام ہندوستان میں اس وقت جو بدیدہ و شوکت و جاہ و حشمت اور اقبال و ہمت و قوت و سرعت ظاہری و معنوی علمی و عملی حق تعالیٰ نے جناب حامی دین متین وارث برحق حضرت خاتم النبیین ﷺ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقاء کو جس قدر عطا فرمایا ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور ان کی سعی بلیغ مقبول فی الدین اور آپ کی تصانیف مبارکہ رو مطلقین سے مدلل اور میرمن ہیں اور بے شبہ مصداق ہیں مضمون حدیث ہذا کے۔ ان اللہ جند کل بدعة کید بها الاسلام و لیا من اولیائہ یذب عن دینہ بے شک ہر بدعت و بد مذہبی جس سے اسلام پر داؤ کیا جائے اس کے مقابل اللہ کا لشکر اس کے اولیاء میں کوئی ولی ہوتا ہے جو اس کے دین کا دفع کرتا ہے۔ حضرت مولانا کے فیضان کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند ارجمند صاحب ہمت بلند جامع انحاء سعادت ماحی بدعت، حامل لوائے شریعت قرۃ العین العلماء مولوی حامد رضا خان صاحب طول عمرہ و زید قدرہ نے ایک مدرسہ خاص اہل سنت کے بنام منظر اسلام بنیاد ڈالی جس کی صرف بریل والوں کے لئے نہیں بلکہ تمام اہل سنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی اس کے وجوہ اور خوبیاں روداد مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملاحظہ سے مفصل ہوگی“

ان ایام میں جلیل القدر معلمین اور طلباء کا ملین سے منظر اسلام کا منظر کتنا دلکش تھا اور تعلیم کتنی ٹھوس تھی مولانا نقشبندی علیہ الرحمہ طلبہ کا امتحان لینے کے بعد یہ تاثر سپرد تحریر کرتے ہیں۔

تقریب امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب الطلب فقیر راقم الحروف وہاں حاضر ہوا اور احوال مدرسہ و مدرسین اور مبلغ علوم طلبہ اور طرز تعلیم سے واقف ہوا ہر قسم کے طلبہ مبتدی و متوسط و ممتدی کے متعدد جلسہ امتحان میں شریک اور علوم دینیہ ضروریہ معقول و منقول خصوصاً علم تفسیر و حدیث و فقہ و سیر و اصول و غیر ہائیں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمد للہ کہ بہرکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلبہ علوم دین کو مستعد اور اس بشارت سے مبشر پایا۔ لایزال اللہ یغرس فی هذا الدین غر سالیستعملہم فی طاعته ہمیشہ اللہ تعالیٰ اس دین میں کچھ پودے لگاتا

مناظر اسلام حضرت مولانا امام الدین قادری رضوی قدس سرہ

(کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ)

از: ڈاکٹر جلال الدین قادری کراچی

ناصر سنت، ماحی بدعت حضرت مولانا ابوالیاس امام الدین قادری رضوی ابن حضرت مولانا عبدالرحمن قدس سرہما کوٹلی لوہار ان ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ جلیل القدر اساتذہ سے علوم دینیہ کی تحصیل کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے دست مبارکہ پر بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ بریلی جا کر علم فقہ و فتویٰ میں کمال حاصل کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ کے دونوں بڑے بھائی مولانا علامہ ابو عبد القادر محمد عبد اللہ کوٹلی اور فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلی قدس سرہما بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلیفہ و مجاز تھے۔

(ماہنامہ الرضا بریلی، شماره ۳، ۵، مارچ، ربیع الآخر و جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ)

آپ نے تمام عمر فرق باطلہ کے خلاف تقریری و تحریری طور پر جہاد کیا۔ آپ پنجاب کے بہترین شاعر تھے۔ آپ علمی مسائل، آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ اور عبارات فقہ بڑی عمدگی سے نظم کے قالب میں ڈھال دیتے تھے۔ آپ نے تصانیف جلیلہ کا ذخیرہ یادگار چھوڑا، لیکن آپ کے اعزاء و اقرباء نے اس کی حفاظت و اشاعت کی طرف توجہ نہیں دی۔ چند تصانیف کے نام یہ ہیں:-

۱: انصرۃ الحق المعروف بہ شیخ نعمانیہ برگر دین وبائیہ (ردوبائیہ) "تقلید، علم غیب، حیلہ، استقاط، کشفی لکھنا، اور احتیاط الظہر وغیرہ مسائل پر سیر حاصل بحث، پشانی اشعار میں صفحات ۸۲-۸۱- مطبوعہ مفید عام پریس، سیالکوٹ، سن تالیف ۱۳۲۸ھ)

۲: احتیاط الظہر (اس میں یہ ثابت کیا ہے کہ نصاریٰ کی حکومت میں احتیاط الظہر پڑھنی چاہئے، مخالفین کے اعتراضات کے مسکت جوابات اس کے آخر میں امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی سند خلافت و اجازت درج ہے - ۳: ہدایۃ الشیعہ اردو - (دو حصے)

۳۰: الذکر الممور فی بیان المولود المسعود (مطبوعہ کل صفحات ۵۸ نظم پنجابی) نعت یا ک کے چند اشعار ملاحظہ ہوں :-

سب تھیں نبی محمدؐوں رب و تاشانِ اجیرا۔ علمِ غیب سکھلا یا اسنول دورِ کیتا سب نبیرا

نام محمد دراب، اپنے نال دے نال رکھا یا۔ نزد اللہ دے استھیں ودھکے ہوا پسند نہ آیا

کراں پسند جو نبیاں و جوں و سماں غیب استمائیں۔ و ح کلام اللہ دے دیکھو کیسا ہے رب سائیں

استحقاق خاص نتیجہ ظاہر عقلوں والے جان۔ غیبی علم نبی نوں سبھی ہر دم شکر کماؤں

۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ / ۲ اگست (۱۹۶۱ء) کو حضرت مولانا ابوالکاسم امام الدین قدس سرہ العزیز کا وصال ہوا۔

دارالعلوم منظر اسلام

نحمده و نصلي على رسوله الكريم

از قلم : سید محمد حسین نوری آفریقی

یہ اس دور کی بات ہے جبکہ پیر کامل مرشد برحق سیدنا الحاج محمد مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات ظاہری کا زمانہ تھا۔ میں اس وقت پاکستان کے مدرسہ الخفیفہ سنیہ میں زیر تعلیم تھا۔ اس وقت مجھ کو بریلی شریف کے بارے میں کوئی خاص معلومات نہ تھیں۔ لیکن انہیں ایام تعلیم میں مجھ کو معلوم ہوا کہ بریلی شریف میں ایک مدرسہ ہے جو منظر اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ جس کے بانی مجددانہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ شیخ الاسلام والاسلمین امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جس مدرسہ کا پڑھا ہوا اپنے وقت کا امام ہوا کرتا ہے جس ادارہ کا فارغ التحصیل اپنے وقت کا عظیم مفکر بہترین دانشور محقق، مدقق عالم و فاضل ہوا کرتا ہے۔

یہ معلومات پاکستان کے ان مدارس سے حاصل ہوئیں جو احیائے دین متین میں اپنی حیثیت کے اعتبار سے ہمہ تن کوششوں کے ساتھ مصروف تھے پھر نامعلوم طریقے سے میرے ذہن و دماغ میں ایک ہیجان برپا ہوا کہ میں حصول علم کیلئے گلشن علم کے کس ریاض میں داخل ہوں میری ذہنی کشمکش بڑھتے بڑھتے ایک فیصلے کی صورت میں تبدیل ہو گئی پھر اچانک ایک انقلاب آیا۔ اور میں مرکزی ریاض علم منظر اسلام میں داخل ہونے کے شرف سے مشرف ہو گیا۔ یہ ۱۹۸۰ء کا پیریڈ تھا۔ مرکز اہل سنت سے منسلک ہونے کے بعد جب میں درگاہ میں علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنے لگا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب میں کسی مکتب میں طفل مکتب کی حیثیت سے رہی منزل تھا اور اب میں علوم و فنون کے مرکز میں علوم مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی تعلیم سے بہرہ ور رہ رہا ہوں اور ایک ایسے جامع علم و فضل و فکر و فن کے بحر ناپید کنار سے سیرابی حاصل کر رہا ہوں کہ جس کے چند قطرے تشنگان علوم و فنون کی تخیل و علمی کو بجھانے کیلئے اکسیر ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس کی خاص وجہ یہ ہے جو میرے سمجھ میں آئی کہ یہاں کے اساتذہ کا طرز تعلیم اور نیچ درجہ بالکل اپنے ان مرکزی اسلاف کی

روشن پر اور انہیں کے نقش قدم پر ہے۔ جنہوں نے درس گاہ علم فن منظر اسلام کی نشست گاہ میں بیٹھ کر کے مرکزی کردار ادا کیا۔ جن مرکزی اسلاف نے علم فن، فکر و نظر کا ایک ایسا بحر رواں پیدا کیا۔ کہ جس کی نہریں ملت اسلامیہ عرب و عجم کے مرجھائے ہوئے علمی باغ کی سرسبز و شادابی کیلئے کافی و دافی ہے۔ جن مرکزی اسلاف نے علوم مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء ہی نہیں بلکہ علوم عصر حاضر کے ذریعہ بھی عشق رسالت کا سبق اور ناموس رسالت کی حفاظت کا درس دیا۔ وہ مرکزی اسلاف جنہوں نے منظر اسلام کی ٹوٹی ہوئی چٹائی پر بیٹھ کر کے لعل و گہر در عدن، مشک نقتن پیدا کئے جو باطل کی تاریکیوں میں آفتاب نیم روز بن کر کے چمکے۔ بالخصوص ان درہائے نایاب اور لعلہائے شب چراغ کو ہرگز ہرگز فراموش نہیں کر سکتا جو علم و فکر کی راجدھانی جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بحیثیت طالب علم صدر الشریعہ علامہ امجد علی، علامہ عبد العزیز، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری کے نام سے داخل ہو کر کے دین مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم اور اپنے مرکزی اسلاف کے مقصد اصلی یعنی ناموس رسالت ﷺ سے مذاق کرنے والے کی دریدہ دہشتی کے جوابات کے حصول کے بعد جب محدثانہ، محققانہ، مفکرانہ، مدققانہ انداز کے ساتھ جب میدان فکر و فن میں شیر زباں بن کر کے نکلے تو جہاں انہوں نے علم و فضل، فکر و نظر کے موتی بچھا دیے وہیں پر اپنے مرکزی اسلاف کی طرز روش پر چلتے ہوئے ناموس رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے کھلوڑ کرنے والوں یعنی دیوبندیت او وہابیت کے ناپاک چہروں پر زور دار طمانچے رسید کرتے رہے۔ اور یہ ثابت کرتے رہے۔

ملک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار

اعداء سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

تو پھر ہوا کیا کہ دنیا نے ان کو صدر الشریعہ کے لقب سے یاد کیا۔ تو کسی کو حافظ ملت جیسے ارفع و اعلیٰ الفاظ سے یاد کیا۔ اور کسی کو ملک العلماء جیسے منصب پر فائز کیا۔ کمال جب نہیں ہے کہ انسان خود کو اپنے وقت کا امام اور فقیہ اعظم کہے۔ بلکہ کمال تو اس وقت ہے کہ دنیا اس انسان کے اس کارہائے نمایاں سے جو زندگی کیلئے مشعل راہ ہوں متاثر ہو کر خود پکاراٹھے کہ یہ انسان اپنے وقت کا امام اعظم ہے۔ یہ انسان اپنے وقت کا فقیہ اعظم ہے۔ یہ انسان اپنے وقت کا محدث اعظم ہے۔ وہ انسان اس شعر کا مصداق بن جائے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وری پیدا

پھر بھگہ اللہ! فقیر حقیر سراپا نصیر بھی علی حسب الروایات السابقتہ اسی اقلیم علم میں جہان علوم و دینیہ حقہ کی تعلیم سے سرفراز ہوا اور علوم منطق و فلسفہ، معانی و بیان پر نظر ڈالی وہیں پر اپنے اسلاف کے طرز طریق اور نقش قدم پر گامزن ہو کر کے بد عقیدوں اور بد مذہبوں یعنی دشمنان دین اور شاتمہ رسول کے گستاخانہ عقائد و نظریات و فکریات کا منہ توڑ جواب دیتا رہا۔

اور آج بھی افریقہ اور امریکہ کی سر زمین پر ان کے باطل عقائد کا ناپاک عزائم اور استہزاء ناموس رسالت ﷺ کی سرکوبی کی حتی الامکان کوشش کر رہا ہے۔

لائق تحسین و صد افتخار ہیں میرے وہ اساتذہ جنہوں نے ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۸ء کی دہائی تک سات سال انتھک کوششوں، محنتوں، مشقتوں کے ساتھ میری تعلیم و تربیت حسن معاشرت، تہذیب و تمدن نظام زندگی کا رہائے دینی و دنیاوی کے سنوارنے میں ایک مستقل کردار ادا کیا۔

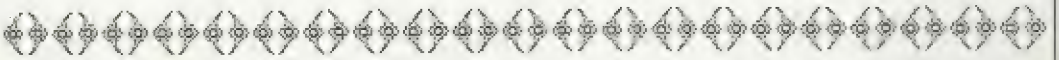
بالخصوص وہ رہبر وہ ریاض علوم جنہوں نے گلستان علم کے گل سے اس گل کی نسبت کو جوڑ کر کے جوئے بوستاں کو اعزاز عطا کر کے اس کا سرفخر سے بلند کر دیا اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اس شعر کا مصداق کر دیا ہے

بگفتا من گل ناچیز بودم
لیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

وہ پیکر اسلاف مرکزی و مگدستہ باغ علمی و یاسمین گلشن منظری مثلاً قاطع کفر و بدعت حامل اسرار شریعت سید الحاج محمد عارف صاحب قبلہ زیدت عنایتہ شیخ الحدیث مرکز اہل سنت۔ جامع معقولات و منقولات، ماہر علوم شریعت و واقف رموز طریقت حضرت العلامة مولانا نعیم اللہ خاں صدر المدرسین مرکز اہل سنت طولی اللہ عمرہ، شہزادہ صدر الشریعہ صاحب علوم عقلیہ و نقلیہ حضرت علامہ مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الفقہ الحنفی مرکز اہل سنت، حضرت

السلام مفتی محمد صالح صاحب قبلہ دام ظلہ مدرس مرکز اہل سنت۔ یہ وہ اساتذہ ہیں جنہوں نے بہت ہی خصوصی نظر عتیق کے ساتھ میری طرف توجہ فرمائی اور مجھے بے بضاعت کو کامل و مکمل ہی نہیں بلکہ اکمل بنانے کیلئے ہر لحظہ ہر ساعت کوشش و امتحان کرتے رہے اور ناباقل فراموش کارنامہ میرے اخص الخواص استاذ مکرم جناب قبلہ صدر المدرسین کا تو یہ ہے کہ انہیں کا یہ احسان عظیم ہے کہ آج فقیر سید محمد حسین افریقی افریقہ ہی نہیں بلکہ امریکہ جیسے صیہونی ملک کی دھرتی پر بھی حق و صداقت کا علم مسلک اعلیٰ حضرت کے روپ میں لہرا رہا ہے۔ یوں تو میرے تمام اساتذہ درہائے نایاب، لعلہائے شب زندہ چراغ ہے لیکن حضرت کا مقام ان سب میں بلند و بالا ہے یہیں پر بس نہیں بلکہ مجھ سید زادے پر خانوادۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرم بالائے کرم تو یہ ہے کہ جہاں انہوں نے مجھ کو رشتہ بیعت سے منسلک کیا وہیں پر رشتہ دامادی سے بھی منسلک کر کے میری قسمت میں چار چاند لگا دیئے۔

سلام ہوان روحانی تاجداروں پر جنہوں نے ناقصوں کو کامل بنایا، اور کاملوں کی رہنمائی فرمائی۔ اور خراج عقیدت ہو اس مرکز اہل سنت پر جس نے نظر کو فکر اور فکر کو شعور اور شعور کو آگہی بخشی اور آگہی کو نکتہ کمال تک پہنچایا جس نے گرتوں کو اٹھایا اور اٹھتوں کو سنبھالا اور راہ حق کے مسافر کیلئے مینارۂ نور بنایا۔ اخیر میں رب کریم کی بارگاہ عظیم میں یہی دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب لیب، صاحب قاب و قوسین سید کو نبین ﷺ کے صدقہ و طفیل میرے مادر علمی مرکز اہل سنت ریاض علمی کو قیامت تک سرسبز و شاداب رکھے اور سنبل و لالہ و نسترن کھلیں جن کی مہک سے اسلامیان کائنات معطر ہو جائیں۔ آمین ثم آمین بجاء حبیبک سید الامین ﷺ۔



دور ملک مکرر منظر اسلام بریلی شریف

از: ڈاکٹر نظیر انصاری کھیری

اللہ اللہ منظر اسلام کی کیا شان ہے
اس کی مطبوعات سے روشن مرا ایمان ہے
منظر اسلام مرکز سنیت کی جان ہے
منظر اسلام کی اپنی الگ پہچان ہے
سر جھکاتے ہیں جہاں اہل ادب اہل قلم
مکتب دیں اعلیٰ حضرت ہی کا اک فیضان ہے
حضرت ربیعان کی کوشش سے مہکا پھول یہ
یادگار اعلیٰ حضرت کی یہی پہچان ہے
جل گئے لاکھوں دیئے ہر گھر میں علم و فضل کے
ہر مسلمان منظر اسلام پر قربان ہے
سراٹھا کر کوئی کیسے آئے تیرے سامنے
تو تو ختم المرسلین کے لاڈلے کی شان ہے
منظر اسلام نے رستہ دکھا یا غلہ کا
منظر اسلام کا ہم پر بڑا احسان ہے
مومنو! کرتے رہو اس سے محبت عمر بھر
درس گاہ دین ہے اور سنیت کی شان ہے
منظر اسلام کی تو سبج و عظمت کیلئے
اے نظریہ مال و زر کیا جان بھی قربان ہے

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

جس نے باطل طاقتوں کے منہ کو کالا کر دیا
نجدیت کے فتنوں کو بھی جس نے پسپا کر دیا
جس نے دین پاک کا ہر سوا جالا کر دیا
مل سنت کا جہاں میں بول بالا کر دیا

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

حافظ و قاری، معلم جس نے بخشے ہیں تمام
کتنے ہی ہمو مفسر جس نے بخشے ہیں مدام
اور محدث دیتے ہیں ایمان و دیں کا سب کو جام
ساری دنیا میں دیا کرتے ہیں وہ دیں کا پیام

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

جس کی خدمت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں
جس کی عظمت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں
جس کی رفعت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں
علم و حکمت کا ہے شہرہ ہر طرف ہر ملک میں

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے

پرچم دین نبی لہر ادا جس نے قمر
پرچم دین متیں چمکادیا جس نے قمر
پرچم ایمان و حق مہکادیا جس نے قمر
پرچم اسلام کو اونچا کیا جس نے قمر

کہتے ہیں خوش ہو کے سب اہل سنن یہ بار بار..... منظر اسلام ہے وہ منظر اسلام ہے
از: شمشاد احمد نظامی قلم گوئیاری

درس سب کو دے رہا ہے حق کا یہ پیغام ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے
صبح صادق کیا حسیں ہے عنبریں کیا شام ہے
روضہ اقدس ہے ان کا اعلیٰ حضرت نام ہے
میں تو در پہ آگیا ہوں آگیا ہوں در پہ میں
دیکھ لے ساقی مرے ہاتھوں میں خالی جام ہے
جانتا ہوں عشق کو کیا عشق کا ہے راستہ
تیرے دیوانے کو تیرے آستان سے کام ہے
آپ کی چشم کرم سے ہی ہے میری زندگی
زندگی سے ورنہ رشتہ تو برائے نام ہے
عشق سے مجبور ہو کر جھک کے چادر چوم لی
چند لوگوں نے لگایا شرک کا الزام ہے
لاج رکھیں گے تری توان کا دامن تھام لے
حوصلہ رکھ تو پہنچ جا فاصلہ دو گام ہے
دل بہت گھبرا رہا تھا گردش ایام سے
میں یہاں آیا ہوں جب سے چین ہے آرام ہے
رہنما ہیں اعلیٰ حضرت دنگیر بیکساں
رات دن جاری قلم ان کا ہی فیض عام ہے

تفنگ

”یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے“

از: (مفتی) محمد محبوب عالم ضیائی رحمہ اللہ رضوی قادری دارالعلوم فیض اکبری لونوی شریف

حائمی اسلام و سنت منظر اسلام ہے
 قاطع کفر و ضلالت منظر اسلام ہے
 نیت کی جاہ و حشمت منظر اسلام ہے
 آبروئے اہل سنت منظر اسلام ہے
 جس جگہ سے پھوٹ کر دریاۓ علم و فن بہے
 یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے
 حافظ ملت ہوں یا شاہ نعیم الدین ہوں
 مرکز اہل بصیرت منظر اسلام ہے
 کیوں نہ ہو اہل جہاں کو ناز اس کی شان پر
 اعلیٰ حضرت کی کرامت منظر اسلام ہے
 کوئی مانے یا نہ مانے ہے مسلم بالیقین
 یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے
 اے ضیاء کو ملا جو کچھ ملا اس سے ملا
 ہاں ضیاء اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

منظر اسلام پریلی شریف

از: تاراں فیضی گیاری

م ☆ مدح کرتے ہیں غلام مصطفیٰ سرکار کی ☆ رکھتے ہیں دل میں تمنا حشر میں دیدار کی
ن ☆ نام نامی سے دو عالم میں تجلی کا ظہور ☆ ہیں نقیب مومنوں فردوس اور حور و تصور
ظ ☆ ظلم ہے ان کے تعلق سے اہانت کا گماں ☆ نام لیتے ہیں نبی کا سب زمیں و آسمان
د ☆ راستہ بس ایک ہے رب تک پہنچنے کیلئے ☆ مصطفیٰ کی یاد میں رکھئے سرسبز گاہیں دیئے
ا ☆ احترام مصطفیٰ کا دل میں ہو روشن چراغ ☆ اور شگفتہ چار یاران نبی کا بھی ہو باغ
س ☆ سر جھکا ہو غوث اور خواجہ کی چوکٹ پر اگر ☆ ذہن و دل میں ہو امانہ کی بھی الفت سر بسر
ل ☆ لالہ و گل کی طرح سینے میں ہو یاد رضا ☆ جذبہ دل سے ہو ہم آہنگ فریاد رضا
و ☆ اک طرف ہوں جیتہ الاسلام کی سرشاریاں ☆ یعنی دین حق کی خاطر عشق کی گلکاریاں
م ☆ مفتی اعظم سے الفت و مروتی جانب رہے ☆ مزہبت صدر الشریعہ کا بھی دل طالب رہے
ب ☆ باغ ابراہیم جیلانی میاں کا ذوق ہے ☆ ”منظر اسلام“ تو ریحان رضا کا شوق ہے
د ☆ رہبر راہ طریقت نیر حسن سلوک ☆ جاوہ ”بزم اُصد اور نازش راہ تبوک
ی ☆ یوں ہیں سبحانی میاں عشاق کے نور نگاہ ☆ انتظام جشن پہ ہونٹوں سے لگی واہ واہ
ل ☆ لاکھیں سے اے نگاہ شوق دیئے کیلئے ☆ پھول کی مالا میں ہم تیار لینے کیلئے
ی ☆ یامنی اس خانوادے کے چمن کے سارے پھول ☆ ہے حقیقت دل سے سب کے سب ہیں مداح رسول
ش ☆ شاہراہ عشق ہے بزم رضا کی واسطے ☆ مصطفیٰ کی یاد ہے یاد خدا کی واسطے
د ☆ درو بروئے ”منظر اسلام“ ہے حب رسول ☆ خود پہ ہونا زاس جو بچائے اسے طیبہ کی دھول
ی ☆ یار رسول اللہ کا نعرہ نگار زیست ہے ☆ یاد اہل بیت میں آنسو بہا رہا زیست ہے
ف ☆ فخر ہے کہ جشن صد سالہ ہے تیرا جامعہ ☆ علم ہے نازاں کہ تو ہے اس کا ذریعہ جامعہ

نظم

از----- محمد عیسیٰ نیز رضوی قادری الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج پو، پی

منظر اسلام تو ہے پا سبان سنیت

منظر اسلام تو ہے ترجمان سنیت

مسلک احمد رضا کا بول بالا تجھ سے ہے ☆ مرکز علم و ادب کا نام بالا تجھ سے ہے
فکر و فن کا چار سو ہے جو اجالا تجھ سے ہے ☆ علم کے اس شہر کا روشن منارا تجھ سے ہے

منظر اسلام تو ہے نگہبان سنیت

منظر اسلام تو ہے شمعِ دان سنیت

گلشن احمد رضا کا اک شگفتہ پھول ہے ☆ جس کی خوشبو ہے ہر اک جانب یہ ایسا پھول ہے
نور و نکبت میں ہے ڈوبا جس کا ہر اک پھول ہے ☆ عند لیبان چمن کے واسطے یہ پھول ہے

منظر اسلام تو ہے گلستان سنیت

منظر اسلام تو ہے بوستان سنیت

خشت اول جس نے رکھی مرد حق آگاہ ہے ☆ کر دیا معیار او نچا مرد حق آگاہ ہے
جس نے خوں سے اپنے سینچا مرد حق آگاہ ہے ☆ چار سو ہے جس کا شہر امر حق آگاہ ہے

منظر اسلام تو ہے آستان سنیت

منظر اسلام تو ہے اک نشان سنیت

جہل کی تاریکیوں میں اک بجلی ہے انجمن ☆ مثل انجم ہے درخشاں اس کی ہر بزم سخن
زندگی کے ساز کو جس نے کیا ہے نغزِ زن ☆ محفل علم و ادب کو جس نے بخشا با کمین

منقبت شریف

از: مولانا عبید الرحمن خان قادری انارواہ

اہل سنت کی عنایت منظر اسلام ہے	اہل سنت کی امانت منظر اسلام ہے	حجتہ الاسلام اور مفتی اعظم کے طفیل	مرکز رشد و ہدایت منظر اسلام ہے	شاہ جیلانی میاں کی دانش و بینش سے آج	آفتاب علم و حکمت منظر اسلام ہے	غوث و خواجہ شاہ برکت کی دعاؤں کے طفیل	قاسم فیضان و برکت منظر اسلام ہے	خانقاہ رضویہ ہو یا رضا مسجد کاکام	کاوش ریحان ملت منظر اسلام ہے	دور حاضر میں غروج و ارتقا ء کے بام پر	یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے	۱۳۲۲ سے لیکر ۱۳۶۲ تک	ترجمان اہل سنت منظر اسلام ہے	زیب دزینت نور و نکبت دیکھئے رضوی محل	شاہ سبحانی کی خدمت منظر اسلام ہے
--------------------------------	--------------------------------	------------------------------------	--------------------------------	--------------------------------------	--------------------------------	---------------------------------------	---------------------------------	-----------------------------------	------------------------------	---------------------------------------	---------------------------------	----------------------	------------------------------	--------------------------------------	----------------------------------

مرکز اہل سنن ہے بالیقین اس دور میں
شاہ اختر کی حمایت منظر اسلام ہے
پیارے سبحانی میاں کی خدمت تعمیر نو
دیکھئے خود آکے حضرت منظر اسلام ہے
مختصر مدت میں ساری دنیا کو دکھلادیا
ہر طرف ہے جس کی شہرت منظر اسلام ہے
خانقاہیں درس گاہیں ہندوپاکستان میں
جس کی ہیں مرہون منت منظر اسلام ہے
جشن صد سالہ مبارک ہو تمہیں اے سنیو!
رحمت عالم کی رحمت منظر اسلام ہے
عبد قادری کو تجھ سے اعزاز ی سند
میرے مرشد کی کرامت منظر اسلام ہے

یہ شارح علم شریعت ہے ☆ یہ عارف رمز حقیقت ہے
یہ حامی علم سنت ہے ☆ یہ مافی شرک و بدعت ہے
پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

حق لا الہ الا اللہ، حق لا موجود الا اللہ، حق لا مشہود الا اللہ
حق لا مقصود الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ
یہ دل میں بسایا جاتا ہے ☆ تعلیم یہاں دی جاتی ہے
پاکیزہ شہر بریلی کا یہ مولد اعلیٰ حضرت ہے

ضروری اعلان

تعمیر رضا مسجد، خانقاہ عالیہ رضویہ، مدرسہ منظر اسلام اور ماہنامہ اعلیٰ حضرت سے متعلق رقوم اگر
آپ بھیجنا چاہیں تو کسی کے ہاتھ میں نہ دیکر بنام ”مدرسہ منظر اسلام“ ”ماہنامہ اعلیٰ حضرت“ اور
خانقاہ و رضا مسجد کی رقم بنام ”سبحان رضا خاں“ ہی ڈرافٹ بنوا کر بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں
۔ تاکہ رقم صحیح مصارف میں آ سکے۔ غیر ذمہ دار افراد کے ہاتھوں میں دینے سے خرد برد ہو جاتی ہے۔

خط و کتابت و ترسیل زر کا پیہ

حضرت مولانا محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران، بریلی شریف

منقبت

درشان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از قلم: نقیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا علی احمد صاحب سیوانی ناظم اعلیٰ (مجوزہ) ملک العلماء عربی کالج سیوان بہار

ذاکر خلاق نور و نار ہیں احمد رضا
 حمدخوان عظمت غفار ہیں احمد رضا
 کیوں نہ ان کی مدحتوں سے ترکوں اپنی زباں
 واصف شان شہ ابراہم ہیں احمد رضا
 پاسانی ان کے در کی کیوں نہ میں ہر دم کروں
 پاسان عظمت سرکار ہیں احمد رضا
 کیوں نہ میں ان کو سدا حسان کاٹنی کہوں
 نعت گوئے احمد مختار ہیں احمد رضا
 اہل دانش کا مشام جاں معطر کیوں نہ ہو
 عقل و دانش کے گل گزار ہیں احمد رضا
 فضل رب کرم خدا فیضان آقا کے طفیل
 ناشر دین شہ ابراہم ہیں احمد رضا
 کیوں نہ میں دربار کا ہر دم گدا بن کر رہوں
 اہل سنت کے سد اغوار ہیں احمد رضا
 حق و باطل خیر و شر کی جنگ کے میدان میں
 دشمنوں سے ہر دم پیکار ہیں احمد رضا
 سن کے جس کا نام باطل کا لرز جاتا ہے دل
 فاتح خیبر کی وہ تلوار ہیں احمد رضا
 عظمت شان مجدد تم گھٹا سکتے نہیں
 علم نبوی کے بلند مینار ہیں احمد رضا

خدمت دین و شریعت کی بدولت دوستو!
 جنت الفردوس کے حقدار ہیں احمد رضا
 مومنوں کے دل کی دنیا میں ہے برپا روشنی
 جلوہ شمع ابدار ہیں احمد رضا
 دشمنوں کے سارے منصوبے بکھر کر رہ گئے
 عزم محکم کی قوی دیوار ہیں احمد رضا
 عاشقان مصطفیٰ کی گردنوں کے واسطے
 جنتی پھولوں کے دلکش ہار ہیں احمد رضا
 ہم ڈریں کیوں کر تلاطم خیز طوفانوں سے آج
 کشتی اسلام کی پتھار ہیں احمد رضا
 اہل سنت کے دلوں کی مسند ذیشان پر
 باخدا ہر وقت جلوہ بار ہیں احمد رضا
 پی کے عشق مصطفیٰ کی بادۂ رنگیں کا جام
 بخود و برست اور سرشار ہیں احمد رضا
 قصر باطل خرمن کفر و ضلالت کے لئے
 بالیقین ہر آن شعلہ بار ہیں احمد رضا
 کیوں مبر روشن منزلیں ہوں رہ روان دین کی
 چرخ دینی کا مہر جلوہ بار ہیں احمد رضا
 بادۂ عرفان حق کے میکدے کا دوستو!
 درحقیقت ساقی دلدار ہیں احمد رضا
 آدمیت کو شرف حاصل ہے ان کی ذات سے
 آدمیت کا صحیح معیار ہیں احمد رضا
 کیوں نہ ہو صدیقیت کا آئینہ ان کا وجود
 عاشق چاہا ز یار غار ہیں احمد رضا

تاقیامت مرتد نور و ضیائیں ہر گھڑی
ابر رحمت بن کے جلوہ بار ہیں احمد رضا
کیوں نہ چھائے ہر طرف گلزار برکاتی میں نور
صاحب البرکات کے شہ کار ہیں احمد رضا
کہتے ہیں سارے مشائخ دین داور کے علی
دشمن دیں سے سدا بیزار ہیں احمد رضا
عاشقان سرور کون و مکان کے اے علی
غنجیائے دل پہ شبنم بار ہیں احمد رضا
کیوں نہ اُن کے در کا کتبہ کے میں ہر دم رہوں
اہل غم کے اے علی غمخوار ہیں احمد رضا

خدا فیض عام بیشک منظر اسلام ہے

از قلم: نقیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا علی احمد صاحب سیوانی

حق کا اک پیغام بیشک منظر اسلام ہے
جامعہ کا نام بیشک منظر اسلام ہے
ہدایا ن علم دین مصطفیٰ کے واسطے
درس گاہ عام بیشک منظر اسلام ہے
دین داور کی حفاظت جس میں ہوتی ہے سدا
اس قلعہ کا نام بیشک منظر اسلام ہے
ہم غریبوں، یتیموں و مجبور لوگوں کیلئے
ارتقا کا نام بیشک منظر اسلام ہے
اعلیٰ حضرت جاں نثار سرور کونین کی
کاوشوں کا نام بیشک منظر اسلام ہے
تاقیامت اہل حق کے واسطے اے دوستو!
حق کا اک انعام بیشک منظر اسلام ہے

ہر گھڑی پیتے ہیں میکش بادۂ عرفاں کا جام
 ساقی ' گلفام بیشک منظر اسلام ہے
 جس چمن میں علم کے لاکھوں گلشن ہیں گلاب
 اس چمن کا نام بیشک منظر اسلام ہے
 کیوں نہ مٹ جائیں جہاں سے جہل کی تاریکیاں
 نیر اسلام بیشک منظر اسلام ہے
 شامان سرور کون و مکان کے واسطے
 حیدری عصام بیشک منظر اسلام ہے
 مسلک احمد رضا خاں کی اشاعت کیلئے
 محو صبح و شام بیشک منظر اسلام ہے
 میکشان بادۂ عرفان حق کے واسطے
 غلد فیض نام بیشک منظر اسلام ہے
 رضوی و نوری ویرکاتی مریدوں کیلئے
 برکتوں کا جام بیشک منظر اسلام ہے
 غلد کا منظر نظر آتا جہاں ہے ہر گھڑی
 منظر اسلام بیشک منظر اسلام ہے
 ہم کہاں جائیں بتاؤ میر گلشن کیلئے
 گلشن اسلام بیشک منظر اسلام ہے
 کیوں نہ اسکی قدر دل سے ہر گھڑی ہر دم کروں
 عظمت اسلام بیشک منظر اسلام ہے
 حضرت سبحان رضا کی دور حاضر میں علی
 محفوں کا نام بیشک منظر اسلام ہے
 دشمنان دین حق کو کاٹ کھائے گا علیؑ
 دین کا ضرغام بیشک منظر اسلام ہے

معرفت ہیں عشق ہیں عرفان ہیں
تیرے میخانہ وجام احمد رضا
منہ پہ گستاخ رسول اللہ کے
سینے قلم تیرا لگام احمد رضا
خود کو ناموس نبی پر ترجیح دیا
یوں ہوا۔ ذی احترام احمد رضا
گو بجتے ہیں ہر گھڑی آفاق میں
تیرے نعمات و سلام احمد رضا
نظم پڑھئے، نثر پڑھئے اے تکلیل
ہیں شہنشاہ کلام احمد رضا

مولانا رضاء المصطفیٰ نوری

مولانا نصیر الدین اویسی

بخدمت حضرة العلام قبلہ مولانا صاحبزادہ سبحان رضا خاں صاحب سبحانی زید مجدہ
السلام علیکم ورحمۃ المولیٰ وبرکاتہ۔ مزاج بعافیت !
صد سالہ جشن بریلی شریف کے عظیم کام پر قلبی مبارکباد قبول فرمائیں۔ کوشش
بسیار کے باوجود انڈین ایمپھسی سے ہمیں ویزا نہ مل سکا۔ بہر حال۔ ع
وبی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔
حسب الحکم مختصر ناچیز کا سوانحی مضمون حاضر ہے۔ ادغیہ صالحہ میں یاد رکھیں۔ جملہ برادران و
احباب کو سلام۔ والسلام

محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری ۱۹/ اسلام آباد گوجرانوالہ پاکستان

ایک نامور محقق، مصنف، مدرس، خطیب مولانا علامہ محمد رضاء المصطفیٰ نوری ظریف القادری ڈائریکٹر پاک سنی اکیڈمی
و خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ بریلی شریف و مفتی مرکزی دارالعلوم سراج العلوم گوجرانوالہ۔
ولادت: آپ ضلع گوجرانوالہ کے مشہور گاؤں چہ سندھواں میں ایک زمیندار کے گھرانے میں چوہدری نذیر احمد کے گھر
پیدا ہوئے۔

تعلیم: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے اسکول میں حاصل کی دریں اثناء آپ نے اپنے گاؤں کے دینی مدرسہ
جامعہ محمدیہ تعلیم القرآن میں مولانا قاری محمد عارف صاحب سے مختصر عرصہ میں ناظرہ قرآن مجید پڑھا شفیق استاذ گرامی

نے گلستاں سنیت کی اس شگفتہ نوکلی کی ہونہاری کو دیکھا تو قرآن مجید کے پہلے پارہ کا ترجمہ اور صحت لفظی و مخارج حروف کی ادائیگی کی مشق بھی شروع کرادی۔

گوجرانوالہ احمد: موصوف ابھی اپنے گاؤں میں زیر تعلیم ہی تھے کہ ان کے حقیقی ماموں مولانا غلام محمد صاحب پر یکوئی نے اہل خانہ کی اجازت سے انہیں گوجرانوالہ کی اولین معیاری درس گاہ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم میں داخلہ کرادیا۔ اس وقت اس جامعہ میں میدان تدریس میں شہسوار شخصیات فقیہ العصر شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب علیہ الرحمہ شیخ الفقہ، علامہ محمد عبداللطیف صاحب قادری، استاذ العلماء مولانا غلام نبی صاحب، استاذ العلماء مفتی حاکم علی صاحب رضوی، مجاہد کشمیر مولانا ہدایت اللہ صاحب مرحوم قرآن تدریس سرانجام دیر ہے تھے۔

آپ نے درس نظامی کے نصاب کے مطابق موقوف علیہ تک جامعہ میں تعلیم حاصل کی۔

فراغت: موصوف کو تقریباً ۱۸ سالہ عمر میں موقوف علیہ تک تعلیم کی تحصیل کے بعد جامعہ کے پروگرام کے مطابق سالانہ جلسہ دستار فضیلت منعقدہ ۱۷-۱۸ شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۴-۲۵ اگست کے ۱۹ کو جامعہ کے مہتمم اعلیٰ مجاہد ملت، منہاس قوم، پیر طریقت علامہ مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان اور دیگر نامور علماء و مشائخ کی موجودگی میں آپ کو دستار فضیلت و سند فراغت سے سرفراز فرمایا گیا۔

آغا زبد ریس: شوال المکرم ۱۳۹۸ھ کو آپ کے جامعہ کے متمم صاحب نے اسی جامعہ میں بطور مدرس تقرر فرمادی۔ جہاں آپ نے درس نظامی کے نصاب کی تدریس کا یاقاعدہ سلسلہ شروع فرمادیا۔

بریلی شریف میں حاضری: تقریباً تین برس تدریسی تجربے کے بعد آپ کے علمی ذوق نے ایک بار پھر تحصیل علم کیلئے انگلڈ ایس اے لی۔ چنانچہ بڑی تگ و دو کے بعد پاسپورٹ اور ویزا کے ذریعہ آپ نے بریلی شریف حاضری کیلئے رخصت سفر باندھا۔ چنانچہ بریلی شریف حاضر ہو کر جامعہ منظر اسلام میں دورۂ حدیث شریف میں داخل ہو گئے۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ تحسین رضا صاحب زید خجندہ، استاذ العلماء علامہ بلال احمد صاحب، جامع معقولات و منقولات علامہ محمد نعیم اللہ خاں صاحب سے علمی فیض حاصل کیا۔ اس دوران جامعہ منظر اسلام میں چونکہ پاکستانی طالب علم فقط آپ ہی تھے۔ علامہ ریحان رضا علیہ الرحمہ اور مولانا صاحبزادہ توصیف رضا صاحب آپ سے خوب شفقت اور محبت سے پیش آئے۔

- جتنا عرصہ آپ منظر اسلام میں رہے آپ کا کھانا کا شانہ محض مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے آتا۔ اور کبھی کبھار علامہ رحمائی میاں صاحب علیہ الرحمہ بھی آپ کو گھر بلا کر دعوت شیراز سے نوازتے۔

واپسی: دربار اعلیٰ حضرت کی حاضری اور جامعہ مظہر اسلام میں علمی فیض حاصل کرنے کے بعد آپ پاکستان واپس آ گئے اور حسب سابق پہلی جگہ تدریس کا کام شروع فرمادیا۔ اس جامعہ میں کچھ عرصہ پڑھانے کے بعد فیصل آباد میں جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں دورہ حدیث میں داخل ہو گئے جہاں آپ نے شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رضوی سے دورہ حدیث شریف پڑھا۔ جامعہ رضویہ سے دستار فضیلت و سند فراغت کے بعد گوجرانوالہ شہر کی مشہور مسجد جامعہ الرضا میں منتقل ہو گئے۔ جہاں آپ امامت و خطابت کے علاوہ مسجد کے ساتھ جامعہ رضا منڈل اسکول میں صدر مدرس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ایک سال وہاں کام کرنے کے بعد پھر پہلے ہی جامعہ میں بطور مدرس منتقل ہو گئے۔ جہاں آپ تدریس کے علاوہ تقریباً نو برس ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے نائب ایڈیٹر ہونے کی خدمات بھی سر انجام دی۔

مزید ذوق علمی: تدریسی زندگی کے دوران آپ دورہ تفسیر القرآن پڑھنے کیلئے بہاولپور علامہ العصر مولانا فیض احمد اویسی صاحب کے دارالعلوم میں حاضر ہوئے۔ مگر اس سال وہاں دورہ نہ شروع ہونے کی وجہ سے واپس آ کر شیخ القرآن علامہ عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمہ کے جامعہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد غلام رسول صاحب رضوی، علامہ محمد صدیق صاحب سالک اور جانشین شیخ القرآن مفتی محمد عبدالشکور صاحب سے مکمل دورہ تفسیر القرآن پڑھ کر سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔ علم فرائض کی مشہور کتاب ”سراجی“ مولوی محمد ہاشم آف ڈیرہ اسماعیل خاں سے پڑھی۔

خیالی، امور عامہ، اقلیدس اور خلاصۃ الحساب علامہ حمید اللہ پشاوری سے پڑھے۔ شرح عقائد کا مکمل اور امور عامہ کے بعض حصوں کا دور شیخ الفقہ علامہ محمد عبد المطفی صاحب قادری سے کیا۔ بی، اے کے امتحان کیلئے گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ حاضر ہوئے جبکہ تنظیم المدارس کا امتحان لاہور بورڈ سے پاس کیا۔ جو کہ ایم اے اسلامیات و ایم، اے عربی کے مساوی ہے۔ علم طب کی تحصیل کیلئے گوجرانوالہ کے بہنہ مشق ایک حکیم صاحب کے پاس جاتے رہے۔

آغاز خطابت: ویسے تو موصوف نے تقریر کا سلسلہ اس وقت ہی شروع کر دیا تھا جب آپ درس نظامی کی ابتدائی تصانیف

روانی کو دیکھتا ہے تو حیران ہو جاتا ہے مصنفین کی جماعت میں دیکھتا ہے تو آپ ممتاز حیثیت کے مصنف دکھائی دیتے ہیں۔
الغرض اللہ کریم نے آپ کے دامن کو بہت سی خوبیوں سے بھر دیا ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔
آپ کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں۔

تصانیف: (۱) الصلوٰۃ معراج المؤمنین عربی مطبوعہ (۲) شمع ہدایت مطبوعہ بارہنجم (۳) شمع سنت مطبوعہ (۴) شمع عقیدت مطبوعہ (۵) شمع اعتکاف مطبوعہ (۶) شمع نصیحت مطبوعہ (۷) شمع رسالت مطبوعہ (۸) شمع نبوت غیر مطبوعہ (۹) فتاویٰ قادریہ غیر مطبوعہ (۱۰) صلوٰۃ النبی ﷺ غیر مطبوعہ (۱۱) رسالہ نور (۱۲) مقالات رضا زیر طبع (۱۳) والدین محبوب خدا مطبوعہ (۱۴) قرآن مجید کا سلیس اردو میں ترجمہ نور الایمان مطبوعہ (۱۵) سنی تقویۃ الایمان مطبوعہ (۱۶) عربی زبان کا آسان قاعدہ (۱۷) حیات و نزول مسیح علیہ السلام اور ظہور امام مہدی (۱۸) نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کا جواز (۱۹) علوم القرآن غیر مطبوعہ (۲۰) لغات القرآن (۲۱) تحفظ اوراق مقدسہ بڑے سائز کے خوبصورت تبلیغی اشتہارات۔ اسلام میں والدین کے حقوق کا بیان۔

(۲) دیوبندی، وہابی علماء کی کتب میں مسلک اہل سنت کا بیان۔

(۳) شیعہ کتب میں مسلک اہل سنت کا بیان (۴) اعلیٰ حضرت کی شخصیت کا بیان (۵) حضرت امام اعظم کی عظمت کا بیان (۶) زندگی، موت خفی نماز جنازہ اور دعا کا بیان (۷) والدین مصطفیٰ ﷺ کے ایمان کا بیان (۸) ننگے سر نماز پڑھنے کے نقصان کا بیان (۹) امام ربانی مجدد الف ثانی کی شان کا بیان۔

عرصہ تدريس وتلاذہ: موصوف تقریباً عرصہ ۲۴ سال سے میدان تدريس میں علوم اسلامیہ کے تشنگان کی علمی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔ اگرچہ آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد ہے جو دنیا کے مختلف حصوں میں مصروف تبلیغ و خدمت دین ہیں۔ تاہم آپ کے چند تلامذہ مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولانا صاحبزادہ سید اصغر علی شاہ صاحب ناظم امور تبلیغ پاکستان سنی فورس

(۲) مولانا صاحبزادہ محمد نصیر احمد ایسی جنرل سکریٹری جمعیت علماء پاکستان ضلع گوجرانوالہ

(۳) محقق و مناظر اہل سنت مولانا علامہ محمد عباس صاحب رضوی صدر پاک سنی اکیڈمی گوجرانوالہ

(۴) فاضل نوجوان مولانا صاحب احمد محمد و ابو صاحب رضوی مدرس جامعہ سراج العلوم و امیر انوار رضا گوجرانوالہ

(۵) مولانا علامہ باغ علی صاحب رضوی مہتمم جامعہ شیخ الحدیث فیصل آباد

(۶) خطیب شہیر مولانا محمد شریف صاحب صدیقی رضوی مہتمم جامعہ اکبریہ گوجرانوالہ

(۷) مفکر ملت مولانا فیاض محمد صفدر رشتہ صاحب ایم اے ایم ایڈ گورنمنٹ کالج

(۸) مولانا برویس محمد عظیم فاروقی ایم اے اسلامیات ایم اے انجمنش ایم اے اکنائٹس

(۹) مولانا حافظ محمد قیاض الحسن صاحب صدیقی مہتمم جامعہ نور الاسلامیہ متعلقہ مدارس سنگھ

(۱۰) مولانا القاضی فضل نظام علی صاحب منہاسر گکوخر اہل

(۱۱) خطبہ مطہرہ مولانا ابوالفتح محمد اشرفی رضا صاحب دہلوی مدظلہ العالی

دارے: موصوف درجن سے زائد تعلیمی اداروں کے سربراہ ہیں جن میں حفظ و ناظرہ کے علاوہ علوم شرقیہ و غریبہ کے شعبہ جات داخل ہیں۔

مکتبہ قادریہ: آپ نے نشر و اشاعت کے ذریعے خدمتِ دین و تبلیغِ مذہبِ اہل سنت کیلئے چند ماہ کی برس سے مکتبہ قادریہ کے نام ایک کتب خانہ بھی قائم فرمایا ہوا ہے جس کے ذریعے بھی ماشاء اللہ مسلک کی خدمت اور اشاعت کا خوب کام ہو رہا ہے۔

بیعت و خلافت: موصوف شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ سے بیعت، مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور علامہ محمد سبحان رضا خاں صاحب سیاحی میاں کے خلیفہ نماز ہیں۔

بے ضرورت شرعیہ اپنے لئے سوال کرنا حرام ہے اور

مسکین و حاجت مند مسلمانوں کیلئے مانگنا حلال ہے

(حدیث شریف)

درجہ نگار (بہار) سے مولوی محمد یلین صاحب نے اسی مسئلہ پر ایک مبسوط اور استفتاء کر کے جواب طلب کیا جس کے جواب میں امام المقرآت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ نے ”الجام الصادق عن مشن الضاد“ نامی رسالہ تحریر فرمایا۔ مسئلہ ”ض“ کی تحقیق و تدقیق اس انداز میں بیان فرمائی ہے۔ کہ اس فن اور خصوصاً اس مسئلہ کے محقق اور اسکا لکھنے یہ رسالہ درنایاب اور گوہر آبدار کی حیثیت رکھتا ہے۔

رہا سوال یہ کہ ”ض“ مشابہ ”ظ“ ہے یا ”ذ“ تو اس کے متعلق امام القراءات امام احمد رضا قدس سرہ رقم طراز ہیں۔

”ض“ و ”ظ“ کا مشبہ الصوت ہونا یقینی ہے یہاں تک تمیز و شمار مگر نہ یہ ”ظ“ جو عامہ عوام نکالتے ہیں نہ یہ ”ذ“ معظم ہے۔ ”ظ“ جب اپنے مخرج سے صحیح طور پر برعایت استعلاء اطباق لسان ادا کی جائے گی تو ضرور مشابہ الصوت بہ ”ض“ ہوگی یہاں تک کہ استطالہ واقع ہو ”ض“ ہو جائے۔ ”ذواد“ نہ مستحسن نہ مستجن بلکہ محض غلط اسی طرح ”ذواد“ اور صحیح ”ظواد“ بھی نہیں۔ فقہائے کرام سب کا ایک ہی حکم دیتے ہیں کہ بحالت فساد معنی نماز قاسد جیسے ”مغلوب“ ”مغلوب“ اور بحالت صحت معنی صحیح جیسے ”طالین“ ”والین“ ”کمالی الغنیہ“ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۰۲)

تجوید و قرأت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں۔ تجوید نص قطعی قرآن و اخبار متواتر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و اجماع نام صحابہ و تابعین و مسائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستدام حق و واجب و علم دین شرع الہی ہے۔

قال الله تعالى ورتل القرآن ترتيلا اے مطلقاً ناحق بتانا کلمہ کفر ہے والعیاذ باللہ
ہاں جو اپنی ناواقفی سے کسی خاص قاعدے پر انکار کرے وہ اس کا جہل ہے اے آگاہ و متنبہ کرنا چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۱۱۹)

بلاشبہ اتنی تجوید جس سے فصیح حروف ہو اور غلط خوانی سے بچے فرض میں ہے۔

بزاز یہ وغیرہ میں ہے "الْحَمْدُ حَرَامٌ بِإِخْلَافٍ (الحمن حرام ہے بلا خلاف) جو اسے (تجوید کو) بدعت کہتا ہے جاہل اسے سمجھا جائے گا۔ اور اگر دانت کہتا ہے تو اس کا یہ کہنا کفر ہے کیونکہ فرض کو بدعت کہتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۳۲-۱۳۳)

حروف کو تجوید کے ساتھ پڑھنا اور اس کے ہر امر کا لحاظ رکھنا علماء، قراء، حفاظ ہی کیلئے ضروری نہیں بلکہ عامۃ المسلمین کیلئے بھی واجب و ضروری ہے تاکہ قرآن مقدس نزول و مامور کے مطابق صحیح طریقے سے پڑھا اور پڑھایا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومکد الفاظ و قتل القرآن ترتیل نیز رتلہ ترتیل سے قرآن مقدس ترتیل کیساتھ پڑھنے کو واجب فرما رہا ہے رتل فعل امر ہے و د امر جو تاکید کے ساتھ استعمال کیا جائے تو وہ واجب کیلئے ہوتا ہے۔ ترتیل مفعول مطلق تاکید کیلئے یعنی ضروری ہے کہ قرآن مقدس ترتیل ہی کے ساتھ پڑھا جائے۔ مامور بہ پہ عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے ترتیل کا معنی سمجھا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا ترتیل کیا ہے تو آپ نے فرمایا الترتیل صحتجوید الحروف و معرفۃ الوقوف ترتیل حروف کو تجوید کی رعایت اور وقوف کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرنے کا نام ہے۔ اور تجوید نام ہے۔ حروف کو اسکے مخارج اور صفات کے ساتھ ادا کرنے کا بایں سبب حکم الہی کی بجا آوری کیلئے تجوید و قرأت کیساتھ قرآن پڑھنا واجب اور ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے تجوید و قرأت کی اہمیت و افادیت اور اسکے حصول پر زور دیا ہے جیسا کہ آپ کے ملفوظات سے ظاہر ہے آپ کے فرمودات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ تجوید کا سیکھنا تمام مسلمان مرد اور عورت پر فرض یکساں واجب ہے۔ فی زمانہ تجوید و قرأت کا نہ سیکھنا اور اس سے غافل ہونا کوئی عذر نہیں ہے۔ اس لئے بہت سے ماہرین فن تجوید و قرأت ہر جگہ موجود ہیں اور تعلیم و تعلم کیلئے بہت سی کتابیں وجود میں آچکی ہیں جس سے بسہولت حروف کی ادائیگی و درنگی سیکھ سکیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کے تجوید و قرأت کی خدمات اور آپ کے اس مشن کو بین العوام پھیلا نا ضروری ہی نہیں بلکہ واجب فی العمل ہے۔ اور فن تجوید و قرأت کے تعلق سے تحقیقات و تدقیقات کو عام کیا جائے۔ کیونکہ فن تجوید و قرأت افضل العلوم و اہم العلوم میں سے ہے بغیر اس کے لغت و عبادت ناقص اور ادھوری ہے اس لئے کہ

کافانوس وقتدلیل ہے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام ایک ایسا بہتہ ہوا چشمہ ہے جس سے علوم و معارف اور فیوض برکات بہہ بہہ کر عالم اسلام کو سیراب کر رہے ہیں۔ یہی وہ جامعہ ہے جہاں ایک آدمی اگر فقہ میں کمال حاصل کرتا ہے تو فقیہ کی حیثیت سے شہرت پاتا ہے تفسیر میں کمال حاصل کرتا ہے تو مفسر کی حیثیت سے شہرت پاتا ہے حدیث میں کمال حاصل کرتا ہے تو محدث کی حیثیت سے شہرت پاتا ہے یہی وہ جامعہ رضویہ منظر اسلام ہے جہاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے عشق رسول ﷺ کے بہکتے ہوئے گلاب لگائے مدحت رسول کے گلہ سے سجائے جہاں سے ناموس رسالت پر مرثیے کا درس دیا جاتا ہے۔

مجدد اعظم عاشق رسول امام الالقیاء سیدنا علی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی ذات گرامی وہ ذات ہے جس نے دینِ متین کی حفاظت اور مسلکِ سنیت کی اشاعت کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا جب دینِ متین کے نام پر بے دینی پھیلانی جا رہی تھی جب کلمہ اور نماز کے نام پر اسلام کی بیخ کنی کی جا رہی تھی مسلمانانِ عالم کو محبت رسول ﷺ اور تعظیم اولیاء کی بناء پر بیک جنبشِ مشرک اور بے دین ٹھہرایا جا رہا تھا عمل کے کھوکھلے نعروں کی گونج میں عشق و وفا کی منزلیں دور سے دور تر ہوتی جا رہی تھیں ایسی توحید اور خدا کی حاکمیت کا وہ تصور پیش کیا جا رہا تھا جس کی قبولیت کی پاداش میں عظمتِ مصطفیٰ مجروح اور احترامِ نبوت کے جذبات گھائل ہو جائیں جب انگریز کی امداد سے نجدی عقائد کی جزبہ مضبوط کی جا رہی تھی تو یہ علی حضرت قدس سرہ کی ہی ذات تھی جس نے محمدی کچھار کا شیر بہر بن کر قلعہ نجد و وہابیت کی بنیاد کو کچل دیا اپنی نوکِ قلم کی تیغِ براں سے منافقوں کے چہرے پر بڑی ہوئی نام نہاد اسلامی نقاب الٹ کر مسلمانانِ عالم کو ان کی مکروہ شکلیں دکھادی تھیں یہ علی حضرت ہی کی ذات تھی جس نے پوری دنیا میں تحریر و تقریر سے جہاد کیا جس کی تقریر تو پُر اور بندوق سے زیادہ موثر تھی جس کی تقریریں کے وہابی و نجدی و ملحد کا دل دہل جاتا تھا جس کی تقریر تلوار سے زیادہ دھار رکھتی تھی جس نے اپنی تقریری طاق سے شرک کا دامن تار تار کر ڈالا۔ جس نے بدعت کو خاک میں ملا ڈالا یہ علی حضرت ہی تو تھے جنہوں نے نام نہاد مولویوں کے عقائد باطلہ کو علماءِ حرمین کے سامنے پیش کیا اور اس دور کے تمام علمائے حق نے متفقہ طور پر فتویٰ صادر فرمایا کہ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر یہ گستاخانِ رسول ایسے کافر ہیں کہ جو ان کے کفر میں اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ علی حضرت امام احمد رضا نے ان کا مقابلہ کرنے کیلئے بریلی کی سرزمین پر علماء

بانی منظر اسلام اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اور ان کا

ترجمہ قرآن کنز الایمان

از قلم: (مفتی) محمد فاروق قادری نوری، دارالافتاء منظر اسلام رضا نگر سوداگران بریلی شریف

اس مقالہ میں اس امر کی کوشش ہوگی کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ترجمہ قرآن کے محاسن اور اردو ادب نیز مقام الوہیت و عظمت بارگاہ رسالت کے جلوے نظر آئیں گے اور اس بات کا دیا ننداری سے بھی جائزہ لیا جائے گا کہ دوسرے اردو تراجم کنز الایمان کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ ترجمہ کا حق کن ترجموں میں نظر آتا ہے اور کون سے ترجمے اس سے محروم ہیں۔ تائید الہی کس ترجمے کے ساتھ ہے اور کون سے ترجمے اس تائید سے تہی دامن نظر آتے ہیں مروجہ بعض وہ ترجمے اگر دیکھے جائیں تو منکرین اسلام کو ایسے ایسے اعتراضات کا موقع فراہم ہو رہا ہے کہ الامان والحفیظ۔ لیکن اس کے بالقابل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا ترجمہ کنز الایمان و شمتان اسلام کے ہر اعتراض سے پاک و صاف ہے۔۔۔۔۔ اتنی تمہید کے بعد اب آئیے دوسرے ترجموں کے مقابلے میں سیدنا علی حضرت امام احمد رضا کے ایمان افروز ترجمہ قرآن کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ روح ایمانی کہاں نظر آتی ہے سورہ بقرہ شریف کی آیت ہے رب کائنات جل و علا ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذین کفروا اسواء علیہم انذرتهم ام لم تنذرهم لایؤمنون،

اس آیت کریمہ کا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے یوں کیا ہے۔

”بیشک جو کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لادیں گے“

اور مولانا محمود الحسن صاحب کا ترجمہ یہ ہے۔

بیشک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے ان کو ڈرائیے یا نہ ڈرائیے وہ ایمان نہ لادیں گے۔

مولانا فتح محمد جالندھری نے ترجمہ یوں کیا ہے۔

اگلے پاؤں پھر جاتا ہے۔

سبحان اللہ اس ایمان افروز ترجمہ پر دشمنان اسلام کو کسی قسم کے اعتراض کا موقع نہیں صرف ایک لفظ (دیکھیں) نے ترجمہ کو اس اعتراض سے پاک فرما دیا اور قرآن کی مراد نیز ترجمہ کا مقصد بھی برقرار ہے اسی کو کہتے ہیں تائید بانی جس سے ان دیوبندی مترجمین کے قلوب واذا بان محروم ہیں۔

اسی طرح اس آیت کریمہ کا ترجمہ دیکھیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وقال الذین کفروا لیس لهم لنخر جنکم من ارضنا ولننخو دن فی ملتنا

دیوبندی امت کے حکیم معنوی مولانا اشرف علی تھانوی اور بندی دیوبندی صاحبان کے شیخ الہند مولانا محمود الحسن وغیرہ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کر نیوالوں سے اس مقام پر بھی خطائے عظیم صادر ہوئی ہے کہ اس (تعود دن) کو عادہ فعل تام کا مضارع سمجھ کر فعل تام کا ترجمہ کر گئے جس سے رسولوں پر کفر کی تہمت لگ گئی حالانکہ یہ پاک ہستیاں کفر سے اجماعاً منزہ ہوتی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو تھانوی صاحب کا ترجمہ یہ ہے کہ

اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آؤ۔

قارئین کرام اس پھر آؤ سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ رسول پہلے کفار کے مذہب پر تھے اور ان کا مذہب کفر تھا۔

العیاذ باللہ تفسیر میں ترجمہ ناپاک و پراگندہ خیال۔ اور دیوبندی شیخ الہند کا ترجمہ یہ ہے

اور کہا کافروں نے اپنے رسولوں کو کہ ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں

قارئین کرام اس (لوٹ آؤ) سے بھی تو یہی مفہوم ہوتا ہے کہ رسول پہلے ان کے دین میں تھے اور ان کا دین کفری تھا

تو رسول پہلے کفری دین میں تھے معاذ اللہ خاکش بدہن حضور امام الخو افادہ فرماتے ہیں ان دیوبندی مترجمین کو علوم سے

دور کا واسطہ نہیں اور یہ لوگ رسولوں کو اپنے جیسا بشر سمجھتے تھے جیسا کہ کافروں کا بھی یہی عقیدہ تھا ایمان افروز صحیح و تائیدی

ترجمہ وہ ہے جو مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ التقویٰ نے فرمایا ہے اور وہ

یہ ہے۔

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو جاؤ سبحان

اللہ اسے کہتے ہیں علوم عقلیہ و نقلیہ پر دسترس کہ علم کے نور نے تاریکیوں کے سارے دروازے بند کر دیے اور دشمنان اسلام کے ناپاک ہاتھوں میں اعتراض کا کوئی ہتھیار نہیں اسی لئے مسلم الثبوت علمائے کرام نے بالاتفاق فرمایا کہ مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا ترجمہ قرآن (کنز الایمان) تائید ربانی سے فیضیاب ہے یہ وہ کنز الایمان ہے کہ واقعی ایمان کا خزانہ ہی ہے آج تک اردو تراجم میں ایسا عشق آفریں اور ایمان افروز ترجمہ نہیں ہوا ہے اگر وقت میں گنجائش اور ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے مقالات و مضامین کا خیال نہ ہوتا تو میں آپ کو کنز الایمان کی خوبیاں مزید بتاتا اور یہ دکھاتا کہ عربی الفاظ کا ترجمہ دیگر است اور ترجمہ قرآن شی دیگر است۔

صدیقی صدیق فرمایا سیدنا محدث اعظم کچھ چھوی علیہ الرحمہ نے۔

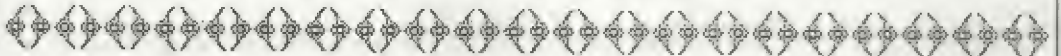
”سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبان و قلم کو اللہ رب العزت نے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا زبان و قلم ذرہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن کر دیا تھا“ (ملخصاً)

بہر حال میں نے دیوبندی اردو مترجمین کے ترجمہ قرآن سے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے ترجمہ قرآن (کنز الایمان) کا چند آیتوں کا موازنہ کرایا ہے انصاف پسند قارئین ملاحظہ کریں گے کہ واقعی تائید ربانی کنز الایمان ہی کے ساتھ ہے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ والرضوان نے (کنز الایمان) عطا فرما کر مسلمانوں کی روح ایمان کو تابندگی و تازگی بخشی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا میں (کنز الایمان) کی اشاعت جس کثرت سے ہوئی اور ہو رہی ہے دوسرے ترجمے اس کثرت سے ہمیشہ محروم رہے اور رہیں گے۔

اعلیٰ حضرت کا فیضان زندہ باد

ترجمہ قرآن کنز الایمان پائندہ باد



کے ظاہری اختلافات کا تطابق و توافق نہایت ہی آسان طرز سے فرما رہے تھے۔ جس سے فقہی دلائل و براہین میں بے مثال و بے نظیر نظر آئے۔ چوتھی طرف ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے فقہی و غیر فقہی سوالات کا جوابات دے رہے تھے۔ گویا کہ اعلیٰ حضرت چوکھی لڑائی میں مصروف جہاد تھے۔ ہر محاذ پر کامیابی و کامرانی میں رواں دواں تھے۔ آپ اپنے علم و عمل اور تقریروں اور تحریروں سے فرق باطلہ کا مقابلہ کرتے ہوئے پرچم عظمت اسلام بلند کر رہے تھے۔ اور یکہ و تنہا اپنی علمی شان و شوکت سے طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔

ایسے حالات میں کسی مدرسہ کے قیام کی طرف ذہن مبذول نہیں ہوا۔ مگر آپ کے متوسلین اور احباب و مخلصین حضرات اس کمی کو پورا کرنے کیلئے ہر طرف بے چین نظر آ رہے تھے۔ اور اس ضرورت کو بھی محسوس کر رہے تھے۔ تحریری و تقریری خدمات کے ساتھ علم شریعت و طریقت کو معاشرے میں عام کرنے کیلئے ایسے افراد پیدا کئے جائیں جن کے ذریعہ علمی ترقیاں ہوں اور ان افراد کو دینی فکر و آگہی سے آراستہ کر دیا جائے۔ جو ہر محاذ پر تحریر و تقریر کے ذریعہ پھیلی ہوئی بدعتیہ کا قلع قمع کر دیں۔ اسلامی علوم و فنون کا ایک ایسا مرکز قائم کیا جائے جو مسلم نوجوانوں کو ایک اچھا مسلمان اور معاشرہ کا بامعتمد بھی بنا سکے۔ جہاں علوم عقلیہ و نقلیہ کے علاوہ طالب علم فکری اخلاق اور روحانی تربیت بھی ملتی رہے۔

لیکن آپ کی مصروفیات کے پیش نظر کسی کو عرض مدعا کی ہمت نہ ہوئی۔ بالآخر اعلیٰ حضرت کے مزاج شناسی احباب کے سید امیر احمد صاحب کو اس اہم کام کیلئے واسطہ بنایا۔ سید صاحب قبلہ اکثر و بیشتر دیگر احباب کیساتھ حاضر خدمت رہتے۔ ایک دن موقع غنیمت پا کر اعلیٰ حضرت سے ایک مدرسہ کے قیام کا تذکرہ کر دیا۔ بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر آپ نے اہل سنت و جماعت کی بقاء کیلئے مدرسہ قائم نہ کیا اور وہابیوں، دیوبندیوں، بے دینی اور بد عقیدوں وغیرہم کی تعداد میں یوں ہی اضافہ ہوتا رہا تو بروز قیامت آپ کے آقا و مولیٰ حضور پر نور شافع یوم النشور کی بارگاہ عالیہ میں شکایت کروں گا۔ سید زادہ کی زبان سے اتنا سنا تھا کہ امام احمد رضا خاں لکڑہ بر اندام ہو گئے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک سید کی آرزو آپ پوری نہ کریں یہ نہیں ہو سکتا جب کہ سید زادے کے حکم پر سنگلاخ و ریگزار میں چلنے کیلئے تیار نظر آتے تھے۔ اشکبار آنکھوں کی حالت میں سید صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا سید صاحب آپ کا حکم سرائے آنکھوں پر ہے۔ مدرسہ ضرور قائم کیا جائے گا۔

آپ کے تخلصین احباب کو مدرسہ کے قیام کے متعلق علم ہو جانے کے بعد یحییٰ خوشی حاصل ہوئی اس کے بعد مسلمانان اہل سنت کے

صفت جماعت بھاگنے ہی میں یا میدان مناظرہ میں نہ آنے ہی میں اپنی خیریت سمجھتی تھی۔ حق و صداقت اور فکر و فن کے ایسے ایسے نادروں یا نایاب مناظر پیش فرمائے جنہوں نے آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور بخشا۔ دانش و تدبیر اور فکر و نظر کے ایسے ایسے چراغ روشن فرمائے جن کی ضیاء پاشی کے جلوے میں آج بھی اہل حق کا قافلہ ہمدردِ تعالیٰ بلا خوف و خطر ہزاراں شان و شوکت کیساتھ صراطِ مستقیم پر گامزن رہ کر دوسروں کو دعوتِ حسن و اعتمادِ عمل دے رہا ہے۔ حق ہے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا

وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

انگریزوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے دیوبندی مولویوں کی نئی نسل اپنے بزرگوں کے علم و فضل کا خطبہ پڑھتے نہیں تھکتی۔ حالانکہ ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ کے مطابق اکابرین دیوبند کی علمی تہی دامن عالم آشکارا ہو چکی ہے۔ جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے حقیقی تحقیقی بانی حضرت مولانا سید عابد حسین علیہ الرحمہ سے چالاک نوکر قاسم نانوتوی نے دارالعلوم چھین لیا۔ اور غصب کرنے کے بعد خود بانی دارالعلوم بن بیٹھا۔ کہ آج قاسمی کہلانے والے حقیقت میں غاصبی کہلانے کے مستحق ہیں۔ اسی قاسم نانوتوی کی علمی حیثیت ملاحظہ کی جائے۔ محمد قاسم نے کتابیں کچھ بہت نہیں پڑھی تھیں۔ بلکہ پڑھنے کے زمانہ میں بھی بہت شوق و مشقت سے نہیں پڑھا تھا۔ (قصص الاکابر۔ سوانح قاسمی) جب امتحان کے دن قریب ہوئے تو (مولوی قاسم) نانوتوی صاحب امتحان میں شریک نہ ہوئے اور مدرسہ چھوڑ دیا۔ (سوانح قاسمی) دارالعلوم دیوبند میں مولانا محمد قاسم نے درس نہ دیا (سوانح قاسمی) سوانح قاسمی میں قاسم نانوتوی نے خود اعتراف کیا کہ وہ غلط مسئلے بتادیا کرتے تھے۔ پھر کسی سے پوچھ پاچھ کر کے لوگوں کے گھر جا کر بتاتے کہ اس وقت ہم نے مسئلہ غلط بتایا تھا۔ کسی نے ہمیں مسئلہ بتایا اور وہ اس طرح ہے ”سوانح قاسمی“ ارواح ثلاثہ اور قصص الاکابر وغیرہ میں ہے کہ قاسم نانوتوی مطبع احمد میں مزدوری کرنے لگے۔ رشید احمد گنگوہی کی ازدواجی ضرورت پوری کرنے والے اسی مزدور کو آج دیوبندیوں نے بریس اور زبان کے بوتے پر کہاں پہنچا دیا۔ (معاذ اللہ)

(۱) علماء و بوبند خداوند قدوس اور حضور سید عالم ﷺ کو گالیاں دیکر اسلام سے خارج ہیں۔

(۲) علمائے دہلیوں کے کفری عقائد کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز باطل ہے۔

(۳) علمائے دیوبند کے کفری عقائد کی وجہ سے ان کا ذبیحہ مردار و حرام ہے

آپ اپنی طرف سے اگر کچھ شرائط رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا آپ کو اختیار ہے۔ فقط

حامد القادری

حائقا و قادری تھتیاں شریف مظفر پور

۳۳ شوال المکرم ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۰۰ء

دو نفر الخط

بسم الله الرحمن الرحيم

مولانا حامد القادری سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد ماہوا لکھنؤ ن تحریر ہے کہ آپ کو میری جانب سے رپورٹ واضح طور پر نہیں ملی، میں نے علاقے کے سارے مسلمانوں کیسے مانے یہ اعلان کیا تھا کہ میں مسلمان ہوں اور سب کے سامنے کلمہ پڑھا اور توبہ واستغفار بھی کیا اور پوچھا تھا کہ اب میرے مسلمان ہونے میں دیر ہے؟ اور مسلمان ہونے کیلئے اب مجھ کو کیا کرنا ہوگا۔؟ باقی رہا کہ بعض اشخاص وافرادی کی تحریریں جو قابل گرفت ہیں۔ تو اس کی سزا و جزا اللہ کے پاس ہے اور اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد کیجئے۔ اگر وہ نہ بھرے تو ان کی قبر کے اوپر لاٹھی مارے مگر ان کی تحریر کا ہم سب سے بدلہ کیوں لیتے ہیں۔ میں اس کیلئے تیار ہوں کہ علاقہ کے سبھی علماء، بند کمرے میں مجھ سے گفتگو کر لیں۔ اور سب مل جل کر رہیں اور ایک ساتھ نماز پڑھیں۔ یہ تھا میرے اعلان کا خلاصہ۔

آپ نے گفتگو کیلئے ابا بکر پور چوک مسجد کا انتخاب کیا ہے مگر ابا بکر پور اور چک اولیاء مساجد کے کل متولیوں کا اعلان ہے کہ مسجدوں میں کسی قسم کی سیاسی گفتگو اور نزاعی مسائل پر بحث کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ اس لئے آپ کے مشورہ کو قبول کرنے سے معذور ہوں۔ سرورست میں ایک کتاب بھیج رہا ہوں آپ انصاف سے پڑھیں گے۔ تو آپ کو تشفی ہو جائیگی۔ اور

مولوی عبدالشکور ابا بکر پوری کا جواب طور سے، مولوی یعقوب صاحب جامع العلوم مظفر پور کا مناظرہ برما مظفر پور سے، ابا بکر پور اور اماموری کے (دیوبندی) مدرسین کا سرزمین چھوڑا ہی (ویشالی) سے اور (خود آپ) مولانا شمس الحق صاحب چکولیاوی کا چوک مسجد (ابا بکر پور سے انکار و فرار اور ہر مقام پر سنی علماء اجتماع واستقلال اول کے زہق الباطل اور آخر کے جاء الحق کا ناقابل تردید ثبوت بن چکا ہے۔

آپ مبوا (ویشالی) گاندھی میدان میں یا یکساں والی (ویشالی) مسجد میں حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے کیلئے آجائیے۔ اور کم از کم ایک ماہ کی مدت مقرر کیجئے ساری انتظامی تیاریاں کر لی جائیں۔ اور اگر تحریری طور پر مجھ سے استفادہ واستفاضہ منظور ہے تو آپ کتابیں بھیجتے رہئے۔ اور میں ان کا مطالعہ کر کے آپ کو ان کا مفہوم سمجھاتا رہوں۔ شاید خداوند قدوس آپ کو اور آپ کی پوری رعایا کو قبول حق کی توفیق بخشے۔ وما ذلک علی اللہ العزیز۔

خیر اندیش۔

حامد القادری غفرلہ

خانقاہ قادری تھتیاں شریف مظفر پور

۵ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۲ مارچ ۲۰۰۰ء

نوٹ: ماہ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ تک اس کا جواب نہیں مل سکا۔

مذکورہ بالا خطوط کے مطالعہ سے اس امر کے ماننے میں قطعاً کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے کہ علمائے سوء ہمیشہ سے ہی علم سے کورے اور جہالت و سفاہت میں پورے اترتے رہے ہیں۔ اسلئے میں علمائے دیوبند سے بعد خلوص گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی تنہائی اور خلوت میں میرے امام حضور سیدنا احمد رضا فاضل بریلوی لازالت شمس افضا لھم بازغہ کی عظیم کتابوں کا مطالعہ کر کے اپنا ایمان و عقیدہ درست کر لیں۔ اور بر ملا اعلان کر دیں کہ اب تک ہم غلط ملاؤں سے وفاداری و ہمدردی کر کے اپنا دین و ایمان برباد کئے ہوئے تھے۔ اور اب اشر علی تھا نوئی، رشید

حاصل کیا جائے۔ علم سے مراد دینی کتابیں تصنیف کرنا اچھے اچھے شاگردوں کو چھوڑنا جس سے علمی فیضان جاری رہے۔ اس حدیث پاک پر عمل کرتے ہوئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے دینی فیضان جاری رکھنے کیلئے ایک ہزار سے زائد دینی اسلامی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن کے ذریعے مذہب حق پھیلتا رہے گا۔ اور اللہ کے بندوں کو دینی و دنیوی و اخروی فائدہ پہنچتا رہے گا۔ سرکار اعلیٰ حضرت نے مخلوق خدا اور دین مصطفویٰ کی خدمت کیلئے بریلی شریف کی پاک سرزمین پر ۳۲۳ھ میں ایک عظیم ادارہ قائم فرمایا جس سے ہزاروں تشنگان علوم نبویہ نے اپنی اپنی علمی پیاس بجھائی، بجھا رہے ہیں، اور انشاء اللہ صبح قیامت تک بجھاتے رہیں گے۔ سوم: نیک اولاد جو والدین کیلئے دعائے خیر کرے نیک اولاد کا ثواب بھی جاری رہے گا۔ یعنی صالح اولاد کی نیکیوں اور اعمال خیر کا ثواب بھی والدین کو پہنچتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے دوا ایسی نیک اولاد کو عطا کی جس جن میں سے ایک کو حجۃ الاسلام اور دوسرے کو مفتی اعظم ہند کے نام سے قوم جانتی اور پہچانتی ہے۔

ملكي الملوك

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے تلامذہ نہ صرف علم و عمل کے پیکر تھے بلکہ ان کے اندرون کا سچا درد بھی تھا اور صلاحیت دینی بھی تھی۔ اکتساب فیض کرنیوالوں میں سب سے پہلا نام ملک العلماء علامہ ظفر الدین قادری بہاری کا ہے۔ جنہوں نے اس وقت کے عظیم اور نامور اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا لیکن ان حضرات سے مکمل سیرابی نہیں ہوئی تو بارگاہ اعلیٰ حضرت میں آکر مکمل سیرابی حاصل کی۔

۱۳۲۲ھ میں جب جامعہ منظر اسلام قائم ہوا تو سب سے پہلے آپ اور آپ کے رفیق وطن مولانا عبدالرشید عظیم آبادی کا نام سرفہرست آتا ہے۔ کہ جامعہ منظر اسلام کا افتتاح انہیں دو طالب علموں سے حدیث پاک کی آخری اور سب سے بڑی کتاب بخاری شریف سے ہوا۔

ملک العلماء نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے صحیح بخاری شریف، شرح چشتی، علم توقیت، جفر، تفسیر وغیرہ فنون حاصل کئے اور تصوف کی کتابوں میں عوارف المعارف اور رسالہ قمیہ کا بھی درس لیا اور شعبان ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

فرقانیہ میں آپ کے تمام اساتذہ و ہابیت اور دیوبندیت کے خیال کے تھے اور سب کے سب مولوی اشرف علی تھانوی کے مرید تھے۔ انہیں لوگوں نے آپ کو دہابیت اور دیوبندیت کے ابتدائی مسائل سکھائے اور شرک و بدعت کہنے تک مائل کر دیا۔ مگر چونکہ اللہ عز و جل کو کچھ اور ہی منظور تھا ایک دن آپ نے والدہ محترمہ کے پاس ایک کتاب بنام تمہید ایمان ”مصنفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھی“ اور آپ نے اس کتاب کا نظر عمیق سے مطالعہ کیا۔ تو اسی وقت دل کی دنیا بدل گئی۔ آپ نے فوراً خیالات دیوبندیت سے توبہ کی۔ والد ماجد جو کہ پہلے ہی سے کافی پریشان رہتے تھے۔ کہ میرا لڑکا دوسرے خیال کا ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کے والد ماجد کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اب جب شیریشہ اہل سنت دوسرے دن مدرسہ فرقانیہ پہنچے تو ایک طالب علم کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مناظر کی حیثیت سے پہنچے اور کافی دیر تک اپنے اساتذہ سے بحث و مباحثہ کیا اور آخر کار وہ لوگ لا جواب ہو گئے۔

۱۳۳۶ھ میں شیریشہ اہل سنت بریلی شریف حاضر ہوئے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے قائم کردہ جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لیا۔ اور باضابطہ طور پر تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ نے تمام مروجہ علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر کے میدان مناظرہ میں دل و جان سے حصہ لیا۔ اور اعلیٰ حضرت کے فیضان و کرم سے میدان مناظرہ میں شیریشہ اہل سنت بن کر چکے۔ آپ جس مناظرہ میں بھی جاتے تو کامیابی و کامرانی کا جھنڈا بلند کر کے ہی اطمینان کا سانس لیتے۔

آخر کار ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔ اور اسی سال ماہ شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ میں دارالعلوم منظر اسلام کے امتحان میں آپ اعلیٰ نمبر سے کامیاب ہوئے اور سالانہ جلسہ دستار بندی میں بی بی جی مسجد کے وسیع و عریض صحن میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔

حضرت حجۃ الاسلام، صدر الشریعہ، صدر الافاضل نے آپ کے دستار باندھی اور سند تکمیل درس نظامی عطا کی۔ اسی وقت حضور حجۃ الاسلام نے اپنا جبہ مبارکہ اتار کر آپ کو پہنا دیا اور خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ کے ممتاز ترین اساتذہ: صدر الشریعہ، صدر الافاضل، مولانا رحمہ اللہ، مولانا نور الحسن رامپوری، مولانا ظہور الحسن رامپوری، جس کے اساتذہ کرام اپنے زمانے کے عظیم مفکر، محدث، مدبر، مقرر، مناظر ہوں تو ان کا شاگرد کیوں کر زمانے کا شیریشہ اہل سنت نہ ہو گا۔

بہر حال فراغت کے بعد آپ نے اپنے مادر علمی جامعہ منظر اسلام میں تدریس کا فریضہ بھی انجام دیا۔ تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے گمران میں سے چند جو قابل ذکر ہیں۔

(۱) سید العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ قاری الحاج مفتی سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی مارہروی

(۲) نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ حجۃ الاسلام مفسر اعظم ہند علامہ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں بریلوی

(۳) حضرت علامہ مولانا حافظ قاری سید شاہ حسن میاں قادری برکاتی مارہروی

حضور حافظ ملت

استاذ العلماء جلالتہ العلم حضور حافظ ملت علامہ الحاج الشاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی چمنستان رضا کے پھولوں میں سے ایک روشن اور مہکتے پھول کا نام ہے۔ حافظ ملت ضلع مراد آباد کے قصبہ بھوچپور میں ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ معینیہ اجمیر شریف پہنچے اس وقت جامعہ معینیہ میں فقیہ اعظم صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت) استاذ تھے۔ حافظ ملت نے وہاں پر تقریباً نو سال تعلیم حاصل کی۔

۱۳۵۱ھ/۱۹۳۰ء میں جب صدر الشریعہ علیہ الرحمہ جامعہ معینیہ اجمیر شریف سے مستغنی ہو کر دارالعلوم منظر اسلام تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ آپ کے تلمیذ رشید حافظ ملت بھی آئے۔ اور منظر اسلام میں ہی صدر الشریعہ کے علاوہ دیگر اساتذہ سے علم حدیث، تفسیر، فقہ، علم کلام وغیرہ حاصل کیا۔ اور علماء کرام و مشائخ عظام کے دست اقدس سے منظر اسلام کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں ۱۳۵۱ھ میں آپ کی دستار بندی ہوئی اور سند تکمیل درس نظامی سے آپ کو سرفراز کیا گیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد محکم مربی اور معلم اخلاق مبارکپور اعظم گڑھ تشریف لائے اور آپ نے بقیہ ان علم منظر اسلام سارے عالم کو منور کیا۔ حافظ ملت کی ہی مساعی جلیلہ کا ثمرہ ہے کہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور جیسا تعلیمی و تربیتی ادارہ وجود میں آیا۔ حافظ ملت کے اساتذہ میں مرفہرست صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا نام ہے۔ آپ کے تلامذہ کا شمار ضبط تحریر سے باہر

ہو کر جملہ علوم و فنون حاصل کئے۔ اور ۱۹۵۹ء میں آپ کی دستار فضیلت ہوئی اور سند فراغت عطا کی گئی۔

چونکہ آپ پڑھنے میں کافی ذہین تھے اور ہر جماعت میں امتیازی پوزیشن حاصل کرتے تھے۔ اس لئے حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ نے آپ کو بعد فراغت معین المدرسین کی حیثیت سے رکھ لیا۔ اور پھر ایک سال بعد ۱۹۶۰ء میں مولانا نعیم الدین صاحب گورکھپوری کی جگہ پر مستقل طور پر آپ کی تقرری ہوئی۔ اور آپ نے درس و تدریس کے میدان میں وہ کمال حاصل کیا کہ ۱۹۶۹ء میں بحر العلوم مفتی سید افضل حسین صاحب مونگیری جو کہ اس وقت منظر اسلام کے صدر مدرس تھے۔ ان کے پاکستان چلے جانے پر ان کی جگہ آپ عہدہ صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور ۱۹۷۵ء تک آپ نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے نصاب تعلیم و نظریہ تعلیم کے مطابق منصب صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ پھر اس کے بعد دارالعلوم دیوان شاہ بھونڈی تشریف لے گئے۔ ۲۲ سال تک وہاں پر آپ نے صدر المدرسین کا فریضہ انجام دیا۔

لیکن نبیرہ اعلیٰ حضرت، شہزادہ ریحان ملت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مدظلہ العالی سجاد و نشین خانقاہ عالیہ رضویہ و مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف نے ۱۹۹۹ء میں دوبارہ منظر اسلام کے منصب شیخ الحدیث کیلئے بلایا۔ اور الحمد للہ! ابھی تک منصب شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔

منظر اسلام میں آپ کے اساتذہ:

مفسر اعظم ہند علامہ محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمہ

بحر العلوم مفتی سید افضل حسین مونگیری

شیخ الحدیث علامہ مولانا احسان علی مظفر پوری

علامہ مفتی جہانگیر احمد خاں اعظمی علیہم الرحمہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد دس ہزار سے بھی زائد ہے مگر ان میں سے چند حضرات قابل ذکر ہیں انکے اسماء مستدرجہ ذیل ہیں۔

فقیہ اعظم، تاج الاسلام، حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری

صاحب سجادہ علامہ حضرت الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

حضرت ریحان ملت اور جامعہ منظر اسلام

از: اسیر محبی ریحان رضا مدھو، بنی رکن سرکار محبی اکیڈمی ممبئی

گردش لیل و نہار سے افق انسانیت پر کچھ ایسی عبقری شخصیت اور یگانہ روزگار شخصیت جلوہ گر ہوئی ہیں جن کے علمی و فکری اور عملی کارنامے تاریخ انسانیت کیلئے رہنما اصول اور آنے والی نسلوں کیلئے قابل فخر اور لائق تقلید ہوتے ہیں۔

سید پھر رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب کی طرح تابندہ رہتی ہے اور فقہیت و دیانت، شرافت و حق گوئی بے باکی و بالغ نظری، فکری اصابت و محققانہ صلاحیت حق پرستی و حق گوئی، حق نوازی و حق آگاہی جیسی تمام خصوصیات بھی ایک ہی پیکر میں سمو دیتا ہے۔ ایسی ہی ہستی میں شہسوار میدان علم و فضل، بحر ذخار معقولات و منقولات، کشور فقہ و حدیث کے نیر درخشاں، نابذ روزگار یگانہ بصر، نبیرہ اعلیٰ حضرت علامہ الحاج محمد رحمان رضا خاں المعروف رحمانی میاں ہیں۔ جنہوں نے علمی و عملی فیضان سے اپنے عہد میں مسلک اہل سنت کی ترویج و اشاعت کا جو کام انجام دیا یہ انہیں کا حق و حصہ تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸ رذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء کو شہر بریلی شریف کے محلہ خواجہ قطب میں ہوئی۔
 ”ماہِ شہِ رضا“ سے آپ کی تاریخ ولادت ۱۳۵۲ھ نکلتی ہے۔

چدا مہجر حضور حجۃ الاسلام محمد حامد رضا قدس سرہ نے آپ کا نام ”محمد“ رکھا اور عربی نام ”ریحان رضا“ تجویز فرمایا۔ حضور ریحان ملت نے متخلص ریحان خود منتخب فرمایا۔

حضور ریحان ملت قدس سرہ رب قدیر کے بے پایاں فضل و اکرام اور محبوبانِ خدا کے نوازشات پر تجدیثِ نعمت کا اظہار اور جد امجد کی نگاہِ کرامت کا اعتراف یوں فرماتے ہیں۔

نام یہ جس نے دیا اس کو خبر تھی شاید

ان کاریجھاں کبھی دنیا میں مہکتا ہوگا

برصغیر میں عموماً اور دنیا کے سنیت میں خصوصاً ”جامعہ منظر اسلام“ ایک مقدس فیض رساں ادارہ ہے کیوں کہ جن عظیم ہستیوں نے اس ادارہ کا قیام عمل میں لایا تھا۔ ان کا مقصد یہی تھا کہ ”منظر“ اعلیٰ علمی و ادبی افادہ خدمات میں مرکزی

حیثیت کا حامل ہو۔ میں بغیر کسی مبالغہ کے دعویٰ کے ساتھ یہ تحریر کر رہا ہوں کہ ”منظر“ سے یہ سارے مناظر آں دم سے اس دم تک جاری ہیں۔ اور قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ جاری رہیں گے اور بلا کسی اختلاف کے یہ اہل سنت کا مرکز تسلیم شدہ ہے اس لئے کہ یہاں آج بھی ان مقدس ہستیوں کا روحانی فیض جاری ہے جن کے علمی نقوش تا قیام قیامت دھندلائے نہیں جاسکتے۔ اس جامعہ منظر اسلام میں علمی فیض حاصل کرنے والی تمام ہستیاں ہیں جن کے نام نامی اہل سنت و جماعت میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ چنانچہ حضور ریحان ملت قدس سرہ نے بھی اسی باغ علم و حکمت میں تعلیم حاصل کی۔ جد امجد حضور حبیبہ الاسلام نانا محترم مفتی اعظم ہند والد مکرم مفسر اعظم ہند علیہم الرحمہ سے اکتساب فیض کرنے کے بعد دیگر اکابر اہل سنت سے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھیں۔ اور جامعہ منظر اسلام کے سالانہ جلسہ کے موقع پر علمائے کرام کی مقدس جماعت کی موجودگی میں دستار و سند فضیلت سے نوازے گئے۔

رضا حامدی ونوری کے گلشن کا حسین ریحان جب علم و حکمت کی کتابوں کو پڑھنے کے بعد اسم بامسمیٰ ہو کر مہکا تو اپنی علمی خوشبو کو مرکز اہل سنت جامعہ منظر اسلام ہی سے فضاء عالم میں پھیلانے کیلئے تقریباً ۱۹۵۳ء کی ابتداء یا انتہا میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہو گئے۔ اس وقت حضور ریحان ملت کی عمر شریف کا تذکرہ علامہ شبہم کمالی پوکھریوی فرماتے ہیں کہ ۱۹ سال یا اس سے کم تھی۔ (اعلیٰ حضرت اگست ۱۹۹۸ء)

جب ریحان ملت مسند تدریس پر فائز ہوئے اس وقت وہاں بڑے بڑے جید علماء علم و فضل کے گہر لٹا رہے تھے انہیں چند حضور ریحان ملت کے اساتذہ گرام بھی تھے۔ علماء کے اس حسین سنگم میں حضور ریحان ملت کے اضافے نے جامعہ منظر اسلام کی علمی خدمات کیلئے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ آپ نے انتہائی کامیابی اور ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں طلباء کے دل و دماغ پر اپنی قابلیت و لیاقت اور شفقت کا نقش جمیل ثبت فرمادیا۔ دورانِ درس علوم و عرفان کے بیش بہا نکات عام فہم اور حسین پیرایہ میں پیش فرماتے اور ہر فن کی کتابوں کا درس طلباء کو دیتے اور پڑھانے کا انداز و خیال یہ ہوتا کہ جامعہ منظر اسلام سے فارغ ہونے والے ہر میدان میں اپنی مثال آپ ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ یہ خیال ملحوظ رکھتے کہ کون طالب علم کس انداز بیان اور زبان میں پڑھانے سے اس کی علمی تنگی سیراب ہو سکتی ہے تو اس کو اسی زبان میں پڑھاتے مثال کے طور پر علامہ شبہم کمالی صاحب پوکھریوی کے اس مقالہ سے ملخصاً

تحریر کر رہا ہوں جس کو علامہ نے عالمی ریحان ملت یسینار کے موقع پر قلم بند فرمایا تھا۔

”دورہ حدیث میں سری لنکا کے مولانا بدر الدین صاحب اور حضرت مولانا مخدوم صاحب ایسے خوش نصیب تلامذہ میں سے ہیں جنہیں حضور ریحان ملت نے بخاری شریف کی توضیح و تشریح عربی زبان میں پڑھائی اور دونوں حضرات حضور ریحان ملت کے علمی فیضان کا یوں اعتراف کرتے ہیں۔ ”حضور ریحان ملت سے جو فیض علمی و روحانی ہم کو ملا وہ کہیں نہیں ملا“ (اعلیٰ حضرت اگست ۱۹۹۸ء)

اس بات کا اعتراف تو ضرور ہے کہ دین و سنت کا یہ ریحان فضائے عالم میں ہر طرف مہک مہک کر اہل ایمان کے مشام جاں کو معطر کیا۔ صرف شہر بریلی ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں گلشن رضا کے ریحان نے اپنے علم و فضل اور تبلیغ و اصلاح کی بدولت جو شہرت حاصل کی اس سعادت اور شہرت و عظمت کیلئے اپنی ذات کی کوئی خصوصیت نہیں سمجھتے بلکہ اس کو مجدد و اعظم امام احمد رضا اور جد امجد مولانا حامد رضا قدس سرہم کی نوازش قرار دیتے اور جامعہ منظر اسلام جو انہیں دونوں شخصیتوں کے علمی فیضان کا مظہر ہے اس کی آغوش تعلیم و تربیت کا احسان ثابت کرتے ہیں جس کا اظہار اس شعر میں خود حضور ریحان ملت تحریر فرماتے ہیں۔

یہ ریحان دین و سنت کے مہکتے ہیں جدھر دیکھو

نوازش ہے رضا کی اور احساں ان کے منظر کا

تحدیثِ نعمت کے طور پر حضور ریحان ملت نے مختلف موقعوں پر کئی شعر ارشاد فرمائے ہیں اور یہ بات بالکل حق ہے کہ خانوادہ اعلیٰ حضرت میں ریحان ملت جیسا کوئی پھول نہ کھلا جس نے گلستان رضا کی خوشبو ہر میدان میں اپنی ذات سے پھیلائی ہو۔ یہ صرف ریحان ملت کی خصوصیت تھی۔ میں مندرجہ ذیل میں ان ساری خصوصیات کو قلم بند کر رہا ہوں جو حضور ریحان ملت میں موجود تھی۔

(۱) مسند اعلیٰ حضرت سجادہ نشین

(۲) جامعہ منظر اسلام کا مہتمم

(۳) بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ کامدرس

منظر اسلام وقت کی

اہم ضرورت

از قلم: محمد شرافت حسین رضوی شعبہ تربیت افتاء الجامعة الرضویہ پٹنہ

۱۴ جون ۸۵۶ء کا زمانہ ایک طرف تانناک و پر بہار ہے تو دوسری طرف پر آشوب و تاریک بھی، اس لئے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں بھانت بھانت کے فرقہ ہائے باطلہ کا ظہور ہوا۔ وہابیت، دیوبندیت، شیعیت، اور قادیانیت وغیرہ اسی زمانے کی پیداوار ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے طور پر بھی سیدھے سادھے، سادہ دل مسلمانوں کو گمراہی و شیطنت کے جال میں پھنسا کر ان کے خرمن ایمان و عقیدہ کو لوٹا۔ اور پورے ماحول کو کفر و الحاد کی مسموم ہوا سے مکدر کر دیا۔ گویا ۱۴۰ سال قبل نبی اکرم عالم ماکان و مایکون علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا تھا آج اس کی تصدیق ہو رہی تھی، حدیث صحیح میں ہے کہ ایک بار حضور رحمت عالم ﷺ کا دریائے کرم جوش پر تھا سرکار نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے لئے یمن اور شام میں برکت دے، یہ سن کر نجد کے ایک باشندے نے عرض کی اور ہمارے نجد میں یا رسول اللہ ﷺ حضور نے دوبارہ یمن اور شام کے حق میں دعائے برکت فرمائی، نجد کے اس باشندے نے پھر اپنی درخواست پیش کی تو حضور نے پھر یمن اور شام کیلئے دعا فرمائی، دوسری یا تیسری بار نجد کیلئے درخواست دعا فرمایا ”هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان“ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کے ساتھی نکلیں گے (بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۵۱)

ہر طرف خوب پھیلایا، انگریز جیسی چالاک و مکار قوم، جنہیں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق اور جمعیت و اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے کی فکر بہت پہلے سے لاحق تھی، وہ ہندوستان کے مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق دیکھ کر ششدر و حیران تھی کہ کیسے اس قوم میں تفریق ڈالی جائے۔ یہاں تک کہ اس عیار قوم کے ظلمت کدہ عقل میں ایک نہایت زہریلی فکر طلوع ہوئی، اور اس نے اپنی دولت کا دہانہ نام نہاد ملاؤں کے سامنے کھول دیا، عقل کے فریب خوردہ مادیت کے جھانے میں آکر اپنے سر نیاز کو انگریزوں کی چوکھٹ پر خم کر دئے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کا قلم تحفظ ناموس رسالت اور داستان عشق و وفا رقم کرنے کے بجائے تنقیص رسالت و تخریب ایمان و عقیدہ کیلئے چلنے لگا۔

دہلی جو کشور علم و فن، محدث و کنز، علم و عرفان کی مرکزی جگہ تھی جہاں سے محقق علی الاطلاق علامہ عبدالحق محدث دہلوی، اور محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی جیسی عظیم ترین شخصیتیں جلوہ افروز ہوئیں۔

لیکن اسی گھرانے میں مولوی اسماعیل دہلوی بھی پیدا ہوا، جس نے ”ولی کے گھر میں شیطان“ کا عملی نمونہ پیش کر دیا۔ اس لئے کہ اس نے سب سے پہلے ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب ”کتاب التوحید“ کا اردو ترجمہ کیا۔ تنقیص رسالت پر مشتمل یہ کتاب جیسے ہی مارکیٹ میں آئی خوش عقیدہ مسلمانوں کے اندر غم و غصہ اور بے چینی و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ اور اس پر ہر چار جانب سے چوکھی حملے ہونے لگے، غرضیکہ اس طرح کی گندی جسارت اور ناپاک کوششوں کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا۔ چنانچہ رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد امیٹھوی، قاری طیب علی، محمود الحسن اور نذیر احمد وغیرہم نے بھی کتابیں لکھیں اور لوگوں کو دام فریب و تزویر میں پھانس کر اپنی الحادی و بے دینی کا خوب پرچار کیا۔ لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح ہر دور میں فرعون و یزید سرا بھارتے رہے ہیں۔ اسی طرح ہر عہد میں اس کی سرکوبی کیلئے موسیٰ و حسین بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ لہذا جس وقت نجد و گنگوہ سے اٹھنے والے ان عیار بھٹیروں نے حملے کی ناپاک جسارت کی اس وقت باطل کے سروں کی کھیتیاں بونے ان کی بے ادب زبانیں قلم کرنے، مرغزار عشق و ایمان کی حنا بندی کرنے اور تحفظ ناموس رسالت کرنے کی خاطر خون جگر کی آخری سرخیاں پیش کرنے کیلئے آبروئے اہل سنت، قاصح بدعت، قاطع کفر و ضلالت، امام علم و فن، محقق علی التحقیق مفتی الامام مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت حافظ و قاری الشاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ خاکدان گیتی پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے مصنف شہود پر آتے ہی دیوبندیت سر پیٹنے

لگی۔ قادیانیت و شیعیت کی جان ہی نکل گئی، نیچریت و رافضیت دم بخود رہ گئی۔ کلک رضا چلتا گیا۔ فرقہ ہائے باطلہ کی گندی زبانیں کشتی چلی گئیں۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ میں عشق و ایمان کا ایسا سماں قائم ہوا کہ ”کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے“ کا حسین منظر نظر آنے لگا۔ غرض کہ انہوں نے زبان و قلم دونوں طرح سے باطلوں کا بھرپور جواب دیا۔ لیکن ان سب کے باوجود آپ کی مجددانہ شان، مومنانہ بصیرت اور دور رس نگاہوں نے پیش آنند خطرات کو محسوس کر لیا کہ قوم و ملت کو ایمان و عقیدے کے اعتبار سے تعلیم کے ذریعہ جس قدر نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، اتنا کسی دوسری طرف سے نہیں۔ انہیں خطرات کے پیش نظر آپ نے مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کی بنیاد ڈالی۔ اس کی بنیاد پڑتے ہی پیاسے کو چشمہ اور چشمہ کو بہاؤ کا راستہ مل گیا۔ گنبد خضرا سے حسین پھواریں پڑیں۔ اور مارہرہ سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں پھیلیں دونوں نے مل کر ماحول کو سہانا کر دیا گیا۔ پھر ایسے خوش گوار ماحول میں اعلیٰ حضرت نے ایسا راگ چھیڑا جو ہوا کے دوش پر لہراتا ہوا جہاں جہاں پہنچا سب کو مست و بے خود کر دیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے تشنگان علوم نبویہ اور عشاق کا قافلہ بریلی کی سرزمین پر اتر پڑا۔ دنیا نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت نے علم و فضل کا ایسا چشمہ جاری کیا کہ جہاں سے پوری دنیا کے لوگ سیراب ہوئے۔

اور آج بھی اس روحانیت و معرفت کے سینٹر سے یہ پیغام نشر ہو رہا ہے کہ مسلمانو! اپنے ایمان و عقیدے کی حفاظت چاہتے ہو تو بریلی شریف آؤ۔ یہی وہ مدرسہ ہے جہاں سے علماء، مفتیان کرام، مناظرین، مفسرین، محدثین، واعظین وغیرہم کی ایسی ٹیم تیار ہو کر نکل رہی ہے جو آج ہر اسلام مخالف عناصر کا بھرپور جواب دے رہی ہے۔ آج اس کے فارغ التحصیل ملک و بیرون ملک ہر میدان میں اپنی نمایاں خدمات اور حسن کارکردگی کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ غرض کہ منظر اسلام کا اولین مقصد رنگ و نسل کا امتیاز کئے بغیر دینی تعلیم کو فروغ دینا اسے عام کرنا۔

فرزند ان اسلام کو دینی علوم و فنون اور زندگی کے آداب اور محاسن سے آراستہ و آگاہ کرنا ہے۔ اس عظیم درس گاہ سے ایسے افراد پیدا ہوئے جو فرقہ باطلہ کی شکست و ریخت و رد و ابطال کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ بحث و مناظرہ کے ذریعہ دین حنیف کی حفاظت و صانت کا کام انجام دیتے رہے۔ اس طرح مدرسہ منظر اسلام اور اس کے فارغین

رواد سال دوئم پر دین قدیم انداز کے اعداد و رقم کی وضاحت جسکی نوٹ اسٹیٹ کو پی من وین شائع کیا جا رہا ہے انکل

ردو ہندسہ	عربی رقم	رقومات		ردو ہندسہ	عربی رقم	رقومات		ردو ہندسہ	عربی رقم
		اردو	عربی رقم			اردو	عربی رقم		
۱	ع	۱۱	۱۱	۱	ع	۱	ع	۱	ع
۲	ع	۱۲	۱۲	۲	ع	۲	ع	۲	ع
۳	ع	۱۳	۱۳	۳	ع	۳	ع	۳	ع
۴	ع	۱۴	۱۴	۴	ع	۴	ع	۴	ع
۵	ع	۱۵	۱۵	۵	ع	۵	ع	۵	ع
۶	ع	۱۶	۱۶	۶	ع	۶	ع	۶	ع
۷	ع	۱۷	۱۷	۷	ع	۷	ع	۷	ع
۸	ع	۱۸	۱۸	۸	ع	۸	ع	۸	ع
۹	ع	۱۹	۱۹	۹	ع	۹	ع	۹	ع
۱۰	ع	۲۰	۲۰	۱۰	ع	۱۰	ع	۱۰	ع
۲۰۰۰	ع			۲۰۰۰	ع			۲۰۰۰	ع
۳۰۰۰	ع			۳۰۰۰	ع			۳۰۰۰	ع
۴۰۰۰	ع			۴۰۰۰	ع			۴۰۰۰	ع
۵۰۰۰	ع			۵۰۰۰	ع			۵۰۰۰	ع
۶۰۰۰	ع			۶۰۰۰	ع			۶۰۰۰	ع
۷۰۰۰	ع			۷۰۰۰	ع			۷۰۰۰	ع
۸۰۰۰	ع			۸۰۰۰	ع			۸۰۰۰	ع
۹۰۰۰	ع			۹۰۰۰	ع			۹۰۰۰	ع
۱۰۰۰۰	ع			۱۰۰۰۰	ع			۱۰۰۰۰	ع
۱۱	ع			۱۱	ع			۱۱	ع
۱۲	ع			۱۲	ع			۱۲	ع
۱۳	ع			۱۳	ع			۱۳	ع
۱۴	ع			۱۴	ع			۱۴	ع
۱۵	ع			۱۵	ع			۱۵	ع
۱۶	ع			۱۶	ع			۱۶	ع
۱۷	ع			۱۷	ع			۱۷	ع
۱۸	ع			۱۸	ع			۱۸	ع
۱۹	ع			۱۹	ع			۱۹	ع
۲۰	ع			۲۰	ع			۲۰	ع
۲۱	ع			۲۱	ع			۲۱	ع
۲۲	ع			۲۲	ع			۲۲	ع
۲۳	ع			۲۳	ع			۲۳	ع
۲۴	ع			۲۴	ع			۲۴	ع
۲۵	ع			۲۵	ع			۲۵	ع
۲۶	ع			۲۶	ع			۲۶	ع
۲۷	ع			۲۷	ع			۲۷	ع
۲۸	ع			۲۸	ع			۲۸	ع
۲۹	ع			۲۹	ع			۲۹	ع
۳۰	ع			۳۰	ع			۳۰	ع
۳۱	ع			۳۱	ع			۳۱	ع
۳۲	ع			۳۲	ع			۳۲	ع
۳۳	ع			۳۳	ع			۳۳	ع
۳۴	ع			۳۴	ع			۳۴	ع
۳۵	ع			۳۵	ع			۳۵	ع
۳۶	ع			۳۶	ع			۳۶	ع
۳۷	ع			۳۷	ع			۳۷	ع
۳۸	ع			۳۸	ع			۳۸	ع
۳۹	ع			۳۹	ع			۳۹	ع
۴۰	ع			۴۰	ع			۴۰	ع
۴۱	ع			۴۱	ع			۴۱	ع
۴۲	ع			۴۲	ع			۴۲	ع
۴۳	ع			۴۳	ع			۴۳	ع
۴۴	ع			۴۴	ع			۴۴	ع
۴۵	ع			۴۵	ع			۴۵	ع
۴۶	ع			۴۶	ع			۴۶	ع
۴۷	ع			۴۷	ع			۴۷	ع
۴۸	ع			۴۸	ع			۴۸	ع
۴۹	ع			۴۹	ع			۴۹	ع
۵۰	ع			۵۰	ع			۵۰	ع
۵۱	ع			۵۱	ع			۵۱	ع
۵۲	ع			۵۲	ع			۵۲	ع
۵۳	ع			۵۳	ع			۵۳	ع
۵۴	ع			۵۴	ع			۵۴	ع
۵۵	ع			۵۵	ع			۵۵	ع
۵۶	ع			۵۶	ع			۵۶	ع
۵۷	ع			۵۷	ع			۵۷	ع
۵۸	ع			۵۸	ع			۵۸	ع
۵۹	ع			۵۹	ع			۵۹	ع
۶۰	ع			۶۰	ع			۶۰	ع
۶۱	ع			۶۱	ع			۶۱	ع
۶۲	ع			۶۲	ع			۶۲	ع
۶۳	ع			۶۳	ع			۶۳	ع
۶۴	ع			۶۴	ع			۶۴	ع
۶۵	ع			۶۵	ع			۶۵	ع
۶۶	ع			۶۶	ع			۶۶	ع
۶۷	ع			۶۷	ع			۶۷	ع
۶۸	ع			۶۸	ع			۶۸	ع
۶۹	ع			۶۹	ع			۶۹	ع
۷۰	ع			۷۰	ع			۷۰	ع
۷۱	ع			۷۱	ع			۷۱	ع
۷۲	ع			۷۲	ع			۷۲	ع
۷۳	ع			۷۳	ع			۷۳	ع
۷۴	ع			۷۴	ع			۷۴	ع
۷۵	ع			۷۵	ع			۷۵	ع
۷۶	ع			۷۶	ع			۷۶	ع
۷۷	ع			۷۷	ع			۷۷	ع
۷۸	ع			۷۸	ع			۷۸	ع
۷۹	ع			۷۹	ع			۷۹	ع
۸۰	ع			۸۰	ع			۸۰	ع
۸۱	ع			۸۱	ع			۸۱	ع
۸۲	ع			۸۲	ع			۸۲	ع
۸۳	ع			۸۳	ع			۸۳	ع
۸۴	ع			۸۴	ع			۸۴	ع
۸۵	ع			۸۵	ع			۸۵	ع
۸۶	ع			۸۶	ع			۸۶	ع
۸۷	ع			۸۷	ع			۸۷	ع
۸۸	ع			۸۸	ع			۸۸	ع
۸۹	ع			۸۹	ع			۸۹	ع
۹۰	ع			۹۰	ع			۹۰	ع
۹۱	ع			۹۱	ع			۹۱	ع
۹۲	ع			۹۲	ع			۹۲	ع
۹۳	ع			۹۳	ع			۹۳	ع
۹۴	ع			۹۴	ع			۹۴	ع
۹۵	ع			۹۵	ع			۹۵	ع
۹۶	ع			۹۶	ع			۹۶	ع
۹۷	ع			۹۷	ع			۹۷	ع
۹۸	ع			۹۸	ع			۹۸	ع
۹۹	ع			۹۹	ع			۹۹	ع
۱۰۰	ع			۱۰۰	ع			۱۰۰	ع

صفحہ پر مال حفظ فرمائیں

شیخ طریقت حضرت مولانا اختر م سبحان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ رضانگر

السلام علیکم ورحمة الله

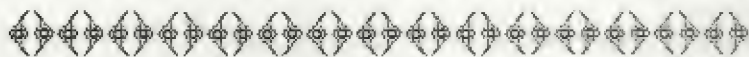
حضرت میں محمد مظہر حسن ابن جمیل محلہ ناگران بدایوں شریف کا ساکن ہوں آپ نے فرمایا تھا کہ اپنی سند اور کچھ مضمون دارالعلوم کے بارے میں لکھ کر بھیج دینا۔ میں کئی سال سے فالج اور لقوہ کا شکار ہوں اس مسلسل علالت کے بعد اب کچھ سکون ہے۔ اس سال عرس نوری میں حاضری کے موقع پر میں نے حضور آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آپ نے عبد انعم عزیزی سے فرمایا کہ مظہر حسن کا نام اشتہار میں دیدیں پھر سند اور جو بھی لکھ سکیں ضرور بھیج دیں۔ لہذا بسبب کمزوری طبع کچھ سطور حاضر ہیں۔ میں نے ۱۹۶۲ء میں دورہ حدیث کے سال دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اس وقت حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں مفسر اعظم ہند مہتمم تھے۔ جیسے ہی میں حضرت کی خدمت عالیجاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے انتہائی خوش مزاجی سے میرا داخلہ لیا۔ دورہ حدیث میں بخاری شریف، مسلم شریف تفسیر بیضاوی و سنن اربعہ پڑھیں۔ بخاری شریف حضرت مولانا احسان علی صاحب اور مسلم مولانا عبدالنواب صاحب مصری سے اور تفسیر بیضاوی حضرت مولانا جہانگیر صاحب سے پڑھیں اور دیگر کتب بھی۔ منطق میں کوئی کتاب نہ تھی۔ اس لئے مفتی افضل حسین صاحب سے کوئی کتاب نہ پڑھ سکا اور نہ ہی کوئی خاص رابطہ رہا۔ حضرت مفسر اعظم ہند سے کچھ معلومات دینی اور ضروری مسائل پر اظہار رائے کا خیال پیدا ہوا۔ لہذا شرف ملاقات سے حضرت نے نوازا اور انتہائی شفقت کے ساتھ فرمایا کہ ایک گھنٹہ کیلئے بعد دوپہر آ جایا کرو۔ پس میرے دل کی کلی کھل گئی اور میں حاضر خدمت ہونے لگا۔ پہلی ہی بار میں اس قدر شفقت اور غایت درجہ کرم فرمایا کہ میرے پاس الفاظ نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت علماء بدایوں کی کتاب سیف الجبار اور دوسری دینی کتب زیر طبع ہیں۔ تم یہیں خورد و نوش کیا کرو اور میرے بی کا شانہ پر قیام کرو لہذا انا چیز سے جو بھی خدمت دین اور کتابوں میں جو بھی جدوجہد ہو سکتی تھی مصروف عمل رہا۔ حضرت بہت خوش رہتے۔ پہلے گاہے گاہے میری کتابیں سنتے اور مجھے نکتوں سے نوازتے ایک بار صرف یہ کہنے پر کہ دارالعلوم میں صرف ایک پنکھا ہے باقی کمرے والے طلباء ہوا سے محروم ہیں۔ حضرت نے پنکھا اتروا لیا اور ایک ہفتہ بعد ہر درگاہ کے کمرے میں پنکھے فٹ ہو گئے۔ حضرت نے پر خلوص

پر کام بڑی خوبیوں سے انجام پذیر ہوا۔

اعلیٰ حضرت کا منظر اسلام نمبر آپ کی اور آپ کے معاون اراکین مجلس ادارت کی پر خلوص محنتوں اور صحیفانہ صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ اس خوبصورت اور وقیع اجراء کیلئے مجلس ادارت کے تمام اراکین خصوصاً حضرت مولانا قاری عبدالرحمن خان قادری، حضرت مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطفی صاحب، ڈاکٹر عبدالنعم عزیزی صاحب، حضرت مولانا علی احمد سیوانی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب حفظہم اللہ تعالیٰ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپ کی ذاتی دلچسپی کے سبب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نہ صرف تعلیمی نظریات بلکہ منظر اسلام کی صد سالہ تاریخ ایک دستاویز کی صورت میں محفوظ ہو گئی۔ ہمیں یہ جان کر مسرت بھی ہوئی اور حیرت بھی کہ ابھی ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے اسی طرح تین اور مجلدات منظر اسلام کے حوالے سے یکے بعد دیگرے ۲۰۰۴ء تک شائع ہوتے رہیں گے۔ (عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر) بلاشبہ یہ سب آپ کی ذاتی تحریک کا نتیجہ ہے کہ جہاں منظر اسلام پر کچھ لکھنے کیلئے اہل نگارش کو روایتی مواد بھی میسر نہیں ہو رہا تھا۔ وہاں اس قدر مضامین و مقالات جمع ہو گئے کہ چار صحیح مجلدات تیار ہو گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے علم و عمل اور عمر شریف میں برکت عطا فرمائے۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدارين۔

اس خط کی تقریب محض ہدیہ امتنان و تشکر اور تبریک پیش کرنا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی نشست میں خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کے خادم اور علوم اسلامی کے امین دارالعلوم منظر اسلام کے محبین اور مخلصین کی حیثیت سے چند تجاویز و معارفات پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ انشاء اللہ الرحمن۔ فقیر آپ کے صاحبزادگان اور برادران خصوصاً حضرت احسن رضا خاں صاحب، حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب اور حضرت مولانا تسلیم رضا خاں صاحب اور منظر اسلام کے اساتذہ کرام خصوصاً حضرت مولانا نعیم اللہ خاں صاحب پرنسپل منظر اسلام، حضرت مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب، حضرت مولانا علی احمد سیوانی صاحب کا بھی شکر گزار ہے کہ انہوں نے ہماری خصوصی دیکھ بھال کی۔ والسلام

آپ کا خادم علماء۔ سید وجاہت رسول قادری



جامعہ رضویہ منظر اسلام

کے

ان فاضلین کا اجمالی تعارف جنہوں نے اپنی اسناد مع تعارف ادارے کو ارسال فرمائیں۔ اورہ معذرت کے ساتھ قلت صفحات کی بناء پر مختصر اندر قارئین کر رہا ہے۔

(۱) مولوی اورئیس نوری ولد الحاج محمد اسماعیل ساکن کماں ٹولہ اسلام پورہ ایہ سینتامڑھی ضلع مظفر پور

تاریخ پیدائش ۱۳۳۸ھ

فراغت ۱۳۶۳ھ ۱۹۵۳ء

بیعت۔ دوران طالب علمی سیدی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

مشغلہ۔ درس و تدریس اور حکمت و طبابت

(۲) مولوی محمد شمس الحق ولد محمد عیسیٰ ساکن باڑا پوسٹ لبوریا، مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش ۱۲/۱۲/۱۹۳۸ء

فراغت: ۱۳۶۸ھ ۱۹۵۸ء

(۳) مولوی محبوب رضا خاں ولد مولوی عظیم الدین ساکن مکن پورہ، دربھنگہ بہار

تاریخ پیدائش: ۱۳۵۹ھ بمقام پوکھریہ ضلع سینتامڑھی بہار میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی شیخ العلام حضرت علامہ

مفتی محمد عظیم الدین صاحب فاضل بہاری نے حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے دعا کیں کرائی اس

محفل میں سیکڑوں حضرات مرید ہوئے۔

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ۱۹۵۶ء میں بیعت ہوئے۔ حضرت نے آپ کو خلافت بھی عطا

جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری

جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری

جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری جشن صد سالہ منظر اسلام ہجری

فرمانی۔

فراغت: ۱۳۸۱/۵/۱۹ء

تعلیمی سفر: آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی نانہال موضع پوکھریہ میں حاصل کی اس کے بعد مدرسہ رضاء العلوم کنہواں میں ابتدا عربی کی کتب پڑھیں۔ بعد پھر دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیکر سند فراغت حاصل کی فراغت کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کے مشورے سے حکیم اعجاز احمد خاں بریلوی سے باضابطہ حکمت کی تعلیم حاصل کی اسی زمانہ میں عربی بولنے پر کافی عبور حاصل ہو گیا تھا اول اپنے والد گرامی کے قائم کردہ مدرسہ رضاء العلوم کے صدر مدرس رہے پھر پوکھریہ میں مدرسہ رحمانیہ میں اور مدرسہ حنفیہ جنک پور دھام میں صدر مدرس رہ کر دارالعلوم امشرقیہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ درجنگہ میں وارا افتاء اور پرنسپل کی ذمہ داری سنبھالی۔ یہاں رہ کر آپ نے بد مذہبوں کا قلع قمع کر کے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا پرچم اُٹھایا۔ آپ کی کوششوں سے ہزاروں افراد سلسلہ عالیہ رضویہ میں داخل ہو کر نجات اخروی کی ضمانت حاصل کر چکے ہیں۔

(۴) مولوی محمد عبدالحمید توری ولد عبداللطیف ساکن قصبہ کنھواں ضلع سیتا مڑھی

فراغت: ۱۳۸۲/۵/۱۹۶۲ء

بیعت: تاجدار اہل سنت سرکار مرقی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء میں شرف بیعت حاصل کیا۔

مشغولہ مختلف مدارس میں تدریسی خدمات دے کر اب الجامعۃ الاسلامیہ رضاء العلوم کنہو اس ضلع سیتا مڑھی بہار میں درس و تدریس میں مشغول ہیں

(۵) مولوی عبدالحکیم ولد غیاث الدین

تاریخ پیدائش: ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

فراغت: ۱۳۸۳/۱۹۶۲ء

(۶) مولوی محمد حنیف ولد عبد القادر ساکن بساڑہ۔ چتوڑ گڑھ (راجستھان)

تاریخ پیدائش: ۵ جنوری ۱۹۲۲ء

قراغت: ۱۳۸۳/۱۹۶۳.

حاصل کر کے آخر میں جامعہ رضویہ منظر اسلام سے سند فراغت حاصل کی۔

دارالعلوم بیجاپور، اورنگ آباد، دارالعلوم صدیہ بھینڈی مدرسہ حبیبیہ راور کیلا، مدرسہ فیض الاسلام کیشکال، بستر ایم پی۔ مدرسہ ضیاء الاسلام ہورہ کلکتہ۔ وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، مدرسہ حمایت الاسلام جھریا ضلع دھنباو شہر کے چند مخلص احباب کے تعاون سے قائم کیا۔ یہاں دیوبندی مولویوں سے مناظرہ کے بعد انکو شکست فاش دی۔ اور سنی مسلمانوں کو بیدار کیا۔

(۱۰) مولوی محمد شعیب ولد محمد حنیف ساکن باڑہ، مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۱۳/ فروری ۱۹۳۵ء

فراغت: ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء

(۱۱) مولوی محمد قاسم رضوی ولد محمد سراج الحق ساکن باڑہ پوسٹ لہوریا۔ سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۷/ جون ۱۹۴۷ء

فراغت: ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء

مشغلہ: مدرسہ رضویہ شمس العلوم۔ باڑہ سیتامڑھی بہار میں بحیثیت مدرس خدمات انجام دے رہے ہیں

(۱۲) مولوی محمد نعیم الدین ولد محمد نیاز الدین ساکن دیار جالی باغچہ۔ مرشد آباد

تاریخ پیدائش:

فراغت: ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء

سند اجازت: حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی ریحان رضا علیہ الرحمہ نے مرحمت فرمائی ۱۹۸۴ء میں۔

مشغلہ: مدرسہ رضویہ نعیمیہ ۱۹۹۵ء میں قائم کیا وہی اس کے مہتمم و صدر مدرس ہیں۔ ۱۹۷۸ء سے گورنمنٹ اسکول میں نوکری کرتے ہیں۔

(۱۳) مولوی محمد جابر حسین ولد محمد اسحاق ساکن باڑہ، مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۳۱/ دسمبر ۱۹۴۸ء

فراغت: ۱۳۱۳/۱۹۸۳ء

بیعت: حضرت مفتی اعظم ہند سے شرف بیعت حاصل ہے

مشغلہ: درس و تدریس اور فروغ مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ جس کیلئے موصوف نے بہت صعوبتیں برداشت کیں۔ مختلف مدارس میں درس و تدریس کا کام کیا اور امامت کی ذمہ داری بھی سنبھالی۔ عمر پھر وہابیوں سے نہرہ آزما رہے تھے۔

(۲۶) مولوی محمد اسلم القادری ولد محمد یوسف ساکن محلہ مرغیہ چک سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۱۴ اپریل ۱۹۶۲ء

فراغت: ۱۴۰۳/۱۹۸۴ء

بیعت: نائب حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب قیلہ ازہری سے

خلافت و اجازت: خطیب ایشیاء حضرت علامہ توصیف رضا خاں صاحب قبلہ سے

مشغلہ: ویرس وائرس دار العلوم قادریہ غوثیہ مرغیہ چک سینٹا مرغی میں بحیثیت صدر مدرس کام کر رہے ہیں

(۲۷)، مولوی محمد ابوالکلام الرشیدی ولد محمد غیاث الدین ساکن ہری پور ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۹ مارچ ۱۹۶۶ء

فراغت: ۱۳۰۴/۱۲/۱۹۸۳ء

مشغل خدمت خلق

(۲۸) مولوی نیاز احمد قادری ولد عبدالعزیز قادری ساکن دیوڑی ارجی ضلع سدھارتھ منگر پوٹی

تاریخ پیدائش: ۱۵ اگست ۱۹۶۲ء

فراغت ۱۳۰۳ هـ / ۱۹۸۴ء

مشغلہ فراغت کے بعد مدرسہ قادریہ شمس العلوم، توریہ سدا تھ گنگوہی قائم کیا اور طلباء کو درس دیا اس کے بعد مدرسہ عزیز
یہ، مندویہ سدا تھ گنگوہی اور دارالعلوم احمدیہ معراج العلوم میں تدریسی انجام دیں۔ تقریباً نو سال سے سرزمین مہاراشٹر پر

مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہیں۔

(۲۹) مولوی محمد حبیب الرحمن رضوی ولد شیخ عبد المجید ساکن افریل قتلیا پوسٹ کریملا بویر اضلع کشمیر بہار

تاریخ پیدائش: یکم مارچ ۱۹۶۳ء

فراغت: ۱۳۰۳/۵/۱۹۸۴ء

مشغولہ: خطیب و امام جامع مسجد کوڑی نار ضلع امالی گجرات۔

(۳۰) مولوی محمد مختار احمد قادری ولد عبد الرحمن ساکن موضع جاگلی ہزاری باغ بہار

تاریخ پیدائش: ۲۸ دسمبر ۱۹۶۳ء

فراغت: ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵ء

اجازت و خلافت: حضرت صوفی ڈاکٹر عبد الجبار علیہ الرحمہ خلیفہ مجاز حضرت ازہری میاں قبلہ سے ۱۱ ربیع الثانی کو اجازت و خلافت عطا ہوئی۔

مشغلہ: فروغِ سنیت، اس وقت مسجد رضا کسمپس کے امام اور مدرسہ کے صدر مدرس ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کیلئے پانچ مدرسے قائم کئے اور ۲۸ رگڑوں پر مشتمل ایک انجمن بنام فیضانِ رضا کی تشکیل کی جس کے زیر انتظام یہ مدارس ترقی پذیر ہیں اور مسلک کی اشاعت بھی ہو رہی ہے۔

(۳۱) محمد اظہار حسین رضوی نعیمی ولد محمد محفوظ علی ساکن خنجر پور بھگلپور بہار

تاریخ پیدائش: ۳ مئی ۱۹۶۸ء

فراغت: ۱۴۰۶/۱۹۸۶ء

مشقلہ: صدر مدرس دارالعلوم رضائے قادریہ درگاہ حضرت مدار شاہ قادری علیہ الرحمہ۔ ایس، آرنگر ہاسپتھر ٹانک علاوہ
 ازیں امامت کی خدمت بھی انجام دیتے ہیں

(۳۲) مولوی محمد جنید عالم رضوی ولد محمد شمشیر علی مرحوم ساکن چچو اباڑی پوسٹ طیب پور ضلع پورتیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۶ جولائی ۱۹۶۷ء

فراغت: ۱۴۰۶ھ ۲۹ جنوری ۱۹۸۶ء

مشغلہ: امامت و اشاعت سنیت و مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

بیعت: خلیفہ اعلیٰ حضرت حضور برہان ملت حضرت علامہ برہان الحق صاحب جبل پوری علیہ الرحمہ اور پھر سرکارِ کلاں حضرت علامہ مفتی سید مختار اشرف صاحب اثر فی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے طالب ہوئے۔

(۳۳) مولوی عزیز احمد رضوی ولد منظور احمد ساکن انسر میاں مظفر پور بہار

تاریخ پیدائش: ۱۷ جولائی ۱۹۶۳ء

فراغت: ۱۴۰۶ھ ۲۹ جنوری ۱۹۸۶ء

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل کیا

مشغلہ: تدریس، خطابت و امامت قدرے شعر و شاعری و مضمون نگاری۔ تحصیل علم۔ ابتدائی تعلیم جامعہ رحمانیہ حامدیہ پوکھریہ سیٹامڑھی میں حاصل کی اور ۱۹ پارے حفظ کئے پھر حضرت مولانا جمشید عالم رضوی کے ہمراہ جامعہ فاروقیہ بنارس پہنچ کر حفظ قرآن کریم مکمل کیا اور یہیں جماعت خامسہ تک زیر تعلیم رہ کر جامعہ حنفیہ غوثیہ بکھر ڈیپہ میں داخلہ لیا میلان طبیعت نے مرکز علم عقیدت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف پہنچا دیا۔ جہاں سادسہ سے دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد دستار فضیلت حاصل کی فراغت کے بعد الجامعۃ الحمیدیہ بنارس میں نو سال تک بحیثیت نائب مدرس اور ماہنامہ ”زمزم“ کے نائب مدیر رہے۔ اب مدرسہ اہل سنت رشید العلوم سریاں بنارس میں نائب پرنسپل ہیں۔

(۳۴) مولوی محمد طاہر حسین ولد نور محمد ساکن کوہ بریا سیٹامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۱۶ اگست ۱۹۶۷ء

فراغت: ۱۴۰۶ھ ۲۹ جنوری ۱۹۸۶ء

مشغلہ: الجامعۃ الاسلامیہ فیض الغرباء، الجامعۃ الاسلامیہ بدر الاسلام ہتھالجامعۃ البرکات تیہ نرائن گھاٹ نیپال میں مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ فی الحال درباری مسجد آموو ضلع بھروچ میں امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

(۳۵) مولوی محمد نور عالم ولد طیب عالم ساکن منشی ٹولہ تارا باڑی، پورنیہ، بہار

(۴۰) محمد جہانگیر انور رضوی ولد عبد الرزاق ساکن کدوا پوسٹ منجواں ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: ۲۲ مئی ۱۹۶۸ء

فراغت: ۱۳۰۹ هـ / ۱۹۸۸ء

مشغلہ:۔ درس و تدریس یکم جنوری ۱۹۹۱ء سے مدرسہ رشید العلوم سریاں بنارس میں نائب عالیہ کے عہدے پر فائز ہیں

(۴۱) مولوی محمد مسیح الرحمن رضوی ولد محمد یونس علی ساکن روکتھار، پوسٹ سٹولہ تھانہ۔ آباد پور ضلع کشمیر بہار

تاریخ پیدائش :- یکم جنوری ۱۹۶۹ء

فراغت: ۹*۱۴هـ/ ۱۹۸۸ء

بیعت: تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت حاصل ہے

مشغلہ :- دارالعلوم غوثیہ مظہر اسلام بیلوا ضلع کشمیر بہار میں درس و تدریس میں مصروف ہیں۔

(۴۲) مولوی محمد محبوب عالم ولد شیخ رمضان علی مرحوم ساکن موہنیاں پوسٹ پلاسی ضلع ارریہ بہار

تاریخ پیدائش: ۱۴ فروری ۱۹۷۰ء

فراغت :- ۱۷ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ / ۱۲ / دسمبر ۱۹۸۸ء

بیعت :- جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ

مشغلہ: تدریس، تقریر، امامت، فی الحال مدرسہ رشید العلوم سریاں بنارس میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہیں

موصوف نے درجہِ خاصہ تک کی تعلیم جامعہ گھوڑی میں حاصل کی والد گرامی کے حکم سے جامعہ رضویہ منظر اسلام میں داخلہ لیا۔

۔ اور فضیلتِ علم کی سند عطا ہوئی۔

(۴۳) مولوی محمد شریف الرحمن ولد محمد ایوب ساکن باسکی ضلع مدھوبنی (بہار)

تاریخ پیدائش: ۲۹ اپریل ۱۹۶۷ء

فراغت: ۹۰۴ھ / ۲۸ دیکبر ۱۹۸۸ء

مشغلہ: ترویج و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ و رباطہ

(۳۶) مولوی عبدالودود ولد محمد خلیل ساکن چنگوٹی، سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: یکم جولائی ۱۹۲۸ء

فراغت: ۱۳۰۹ھ/۱۹۸۸ء

(۳۷) مولوی محمد مرتضیٰ ولد عبدالسبحان ساکن ہرپور داسیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۱۲ فروری ۱۹۷۰ء

فراغت: ۱۳۰۹ھ/۱۹۸۸ء

(۳۸) مولوی غلام احمد ولد محمد الدین ساکن چنگوٹی پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش: یکم فروری ۱۹۶۷ء

فراغت: ۱۳۰۹ھ/۱۹۸۸ء

(۳۹) مولوی وکیل احمد نوری ولد محمد نور الحق ساکن بازار پوسٹ لہور یا سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۲۲ مارچ ۱۹۶۹ء

فراغت: ۱۳۰۹ھ/۱۹۸۸ء

بیعت: حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے

مشغلہ: - درس و تدریس - اولاً مدرسہ رشیدیہ لاٹ سریاں بنارس اور مدرسہ محمدیہ رضویہ جگوارہ مدھوین بہار میں صدر مدرس

فی الحال مدرسہ عالیہ قادریہ شمرنگر واسع پور میں مدرس ہیں - مسجد آزادنگر بھومی دھنباڈ (جھارکھنڈ میں خطیب و امام ہیں

(۵۰) مولوی محمد احمد القادری ولد عبدالعزیز ساکن ملھا ٹول سیتامڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۷ جنوری ۱۹۷۰ء

فراغت: ۱۹۸۸ء

مشغلہ: اولاً مدرسہ عربیہ تجوید القرآن چیل خانہ کلکتہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، اب مدرسہ اسلامیہ قادریہ پرتاپ پور

ضلع گوپال گنج بہار میں تدریسی مشغلہ جاری ہے۔

فراغت :- ۱۳۱۱ھ / ۱۹۹۰ء

مشغلہ :- مدرس دارالعلوم خانقاہ سرقدیہ رحم نغ در بھنگہ بہار

(۵۶) مولوی محمد عباس علی اشرفی ولد الحاج حمید الرحمن ساکن روچیہ مغربی دینا چپور بنگال

تاریخ پیدائش :- ۳ جولائی ۱۹۷۰ء

فراغت :- ۱۳۱۱ھ / ۱۹۹۰ء

(۵۷) مولوی محمد حبیب الرحمن رضوی ولد عبدالستار رضوی ساکن باڑا لہوریا واپہ پر بہار ضلع سیتا مڑھی

تاریخ پیدائش :- ۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء

فراغت :- ۱۹۹۰ء

بیعت واجازت :- تاج الاسلام حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری قبلہ سے ۔ مارہرہ مظہرہ سے بھی اجازت حاصل ہے

مشغلہ :- مختلف مدارس میں درس و تدریس کی خدمات انجام دہی کے بعد فی الحال رضائے مقبول سورب کرناٹک میں مصروف

درس ہیں ۔ آپ کے خاندان میں ہمیشہ اہل علم حضرات رہے ہیں ۔ ابھی جو بقید حیات ہیں وہ سب کے سب حضور

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت اور منظر اسلام بریلی شریف کے فراغین ہیں ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی

سے حاصل کی بعدہ دیگر علماء کرام سے استفادہ کر کے منظر اسلام سے سند فضیلت حاصل کی

(۵۸) مولوی محمد شاہ عالم ولد محمد مشتاق احمد ساکن ڈمراؤ پور نیہ بہار

تاریخ پیدائش :- ۷ فروری ۱۹۷۲ء

فراغت :- ۱۳۱۱ھ / ۱۹۹۰ء

مشغلہ : تعلقہ جوڑیا موضع جام نگر گجرات کی مسجد میں امام اور ایک مدرسہ میں مدرس ہیں ۔

(۵۹) مولوی محمد امام اختر رضوی ولد مقبول حسین ساکن راسا کھواٹ مغربی دینا چپور بنگال

تاریخ پیدائش :- ۵ جنوری ۱۹۷۰ء

فراغت :- ۷ ارجمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ / ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء

بیعت :- حضرت علامہ الحاج مختار اشرف، اشرفی ایلہانی علیہ الرحمہ سے ۱۹۸۵ء میں شرف بیعت حاصل کیا جبکہ والد گرامی کو شہزادہ اعلیٰ حضرت حضرت مفسر اعظم ہند علامہ ابرہیم رضا خاں جیلانی میاں علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور عرصہ دراز تک وہ مفسر اعظم ہند کے ساتھ رہے

تدریسی خدمات :- فراغت کے بعد دارالعلوم غوثیہ حسین پور، نیوریہ - پبلی بھیجت - میں حسب الحکم علامہ مولانا نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ نائب مدرس کی حیثیت سے کام کیا، پھر جامعہ رضویہ ہدایت المسلمین سرلاہی نیپال میں تین سال تک اور دارالعلوم غوثیہ مظفر پور بہار میں مدرس رہے۔ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ سے دارالعلوم اسلامیہ رضویہ ملنگو سرلاہی نیپال میں بحیثیت صدر المدرسین درسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حافظ ملت کی خدمات اور امام احمد رضا کا تقویٰ حضور مجاہد ملت کی ہم گیر شخصیت، باری مسجد کی شہادت نرسمہاراؤ کی بدولت - باری مسجد مسلم رہنماؤں کی بے حسی کا شکار - اب ہم کب بیدار ہونگے جیسے مضامین لکھے جو مختلف جرائد میں چھپ چکے ہیں۔

(۶۴) مولوی محمد ابرار عالم خاں رضوی ولد صمد خاں موضع بانپور جوئی بہار

تاریخ پیدائش :- ۱۱ دسمبر ۱۹۷۵ء

فراغت :- ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء میں روایت حفص کا کورس منظر اسلام سے مکمل کیا اور سند حاصل کی۔

بیعت :- ۲۲ ربیع النور ۱۴۱۳ھ جانشین حضور مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہ العالی سے حاصل کی اور شمس العلماء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین علیہ الرحمہ (الہ آبادی) سے دلائل الخیرات شریف کی اجازت حاصل کی۔

مشغلہ :- درسی تدریس - فی الحال صدر المدرسین دارالعلوم فیض الاسلام کیشکال ضلع بستر (ایم، پی) کے عہدہ پر فائز ہیں۔

موصوف نے اپنے دور طالب علمی سے ہی درس و تدریس کا کام شروع کر دیا تھا۔ اس زمانہ میں آپ نے خانواۃ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ احسن رضا سلمہ اور مستحسن رضا سلمہ پسران حضرت سبحانی میاں قبلہ کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری

سنبھالی علاوہ ازیں رضا مسجد کی امامت کے فرائض بھی انجام دیئے۔

(۶۵) مولوی محمد رضا ولد محمد کمال الدین ساکن موضع بھیروٹی بہار

تاریخ پیدائش :- ۷ مئی ۱۹۷۲ء

فراغت: ۱۳۸۳ هـ / ۱۹۹۳ء

(۶۶) مولوی محمد سراج الحق ولد محمد معین الدین ساکن موضع امانت صاحب بھار

تاریخ پیدائش: ۱۵ مارچ ۱۹۷۴ء

فراغت: ۱۴۱۳/۱۹۹۳ء

(۶۷) مولوی فیروز عالم قادری ولد شمس الہدیٰ اشرفی ساکن کرہرہ سیٹھا۔ ضلع مدھو بنی بہار

تاریخ پیدائش: ۳ فروری ۱۹۷۱ء

فراغت: ۱۴۱۴هـ/ ۱۹۹۳ء

مشغلہ: اولاد دار اعلیٰ علوم ضیاء الاسلام بتکلی کھال گویا پال تنہا بہار میں تدریسی خدمات انجام دیں اب سنی نوری مسجد

دھاراؤں نیوہارا شہر نگر میں خطیب و امام کی حیثیت سے دینی خدمات انجام دے رہے ہیں

(۶۸) مولوی محمد قیصر فیضی ولد محمد سفر علی ساکن بہادر پور ضلع کشن پنج بہار

تاریخ پیدائش: ۲۵ مئی ۱۹۷۳ء

نراغت :- ۱۳۱۵ھ/۱۹۹۴ء، ۱۳۱۲ھ/۱۹۹۳ء میں منظر اسلام سے سند قراءت بھی حاصل کی)

شغلہ: بانی مدرسہ بہار رضا اور خطیب و امام مسجد رضا بازار پیٹ ہیں اور تبلیغ وین کر رہے ہیں۔

(۶۹) مولوی محمد شا کر رضا رضوی ولد شیخ علیم الدین ساکن چندر گاؤں چنگہ یورنیہ بہار

تاریخ پیدائش :- ۷ جولائی ۱۹۷۳ء

تراخت: ۱۳۱۰ هـ / ۱۹۹۲ء

(۷۰) مولوی محمد جمال احمد خاں ولد محمد داؤد احمد خاں موضع پو پری بستی، سیتا منشی بہار

تاریخ پیدائش :- ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء

فراغت :- ۱۲۱۰ھ ۱۹۹۴ء

مشغلہ :- قصبہ رائے پور کر جلیان ضلع دیوانہ پرنس کے ایک مدرسے میں مدرس کی حیثیت سے درس و تدریس میں مشغول ہیں

(۷۱) مولوی محمد نور عالم

فراغت :- ۱۹۹۴ء

مشغلہ :- پرنسپل دارالعلوم اہل سنت غوثیہ نظامی روڈ اسلام پور تعلیمی کرائٹک

(۷۲) مولوی محمد عارف رضا ولد عبد القدوس ساکن چکلا گھاٹ کشن سنج بہار

تاریخ پیدائش :- ۲۰ اپریل ۱۹۷۷ء

فراغت :- ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء

مشغلہ :- دارالعلوم اشرفیہ مصطفائیہ نیکاریہ ضلع بھروچ گجرات میں معیاری کتب کی تدریس نیز دارالافتاء کی ذمہ داریوں میں مصروف ہیں۔

(۷۳) مولوی محمد فرصاد عالم ولد منشی عبد المتین ساکن جہا سعدی ڈاکخانہ جہا سعدی پور وایہ بانسی بازار ضلع پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش :- ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۷ء

فراغت :- ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء

موصوف نے ایک علمی گھرانے میں آنکھیں کھولیں والد گرامی فارسی زبان میں کامل دسترس رکھتے تھے بیٹے نے بھی حصول علم کیلئے گاؤں کی درس گاہوں سے نکل کر دارالعلوم تنظیم المسلمین بانسی، دارالعلوم مصطفائیہ پورنیہ، الجامعہ النظامیہ ملکپور رحاٹ، جامعہ لطیفیہ بحر العلوم کشیار، جامعہ حبیبیہ الہ آباد، الجامعہ الاشرفیہ مبارکپور اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد کیلئے علمی سفر کیا۔ علمی تشنگی بجھانے کی خاطر مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا جہاں ۱۹۹۵ء میں فاضل درس نظامی کی سند حاصل کی۔

مشغلہ:- مدرس مدرسہ فیض العلوم قلعہ گیٹ ہاتھرس میں

(۷۸) مولوی محمد نیاز احمد رضوی ولد محمد غیاث الدین ساکن سبیلہ منڈیل پورنیہ بہار

تاریخ پیدائش:- ۸ مئی ۱۹۷۷ء

فراغت:- ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ/ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۵ء

تعلیمی سفر: ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسے میں حاصل کی۔ پھر الجامعۃ النظامیہ فیض العلوم ملک پور ہاٹ ضلع کٹیہار بہار اور وہاں سے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں علمی پیاس بجھائی۔ اسی اثناء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے ۱۹۹۵ء میں حصول برکت و کتاب فیض کیلئے سند و ستار فضیلت حاصل کی۔

مشغلہ:- ۱۹۹۷ء سے اب تک دارالعلوم رحمانیہ تیغیہ قصبہ نگرہ ضلع چھپرہ بہار میں درس و تدریس میں مشغول ہیں۔

(۷۹) مولوی محمد اظہار العین ولد محمد الیاس ساکن محمد پور خانقاہ کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش:- ۱۱ فروری ۱۹۷۷ء

فراغت:- ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء

(۸۰) مولوی محمد صغیر احمد نوری ولد منشی عبدالوحید ساکن قصبہ جوکھن پور بیہڑی ضلع بریلی شریف

تاریخ پیدائش:- ۵ مارچ ۱۹۷۷ء

فراغت:- ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ/ مطابق ۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء (اور فاضل و بینات عربی فارسی الہ آباد بورڈ)

بیعت:- چائین مفتی اعظم ہند علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی سے۔

مشغلہ:- مختلف مدارس میں تدریس کے بعد فی الحال جامع مسجد اسپور کھیزہ میں بحیثیت خطیب و امام مصروف ہیں۔

(۸۱) مولوی محمد ابوالکلام ولد محمد ابوبکر شیخ ساکن شیم پور، نوتن پارہ تھانہ بھگوان گولہ ضلع مرشد آباد (مغربی بنگال)

تاریخ پیدائش:- ۱۰ جنوری ۱۹۷۵ء

فراغت:- ۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ/ ۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء

۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء میں دارالعلوم منظر اسلام سے سند قرأت بھی حاصل کی

مشغلہ: مدرسہ مدرسہ رضویہ نعیمیہ (قائم کردہ مفتی محمد نعیم الدین رضوی نوری ریحانی) دیوار جالو باغیچہ، مرشد آباد اور جامع مسجد کے امام خطیب ہیں۔

(۸۲) مولوی محمد جمال الدین شمشلی ولد محمد یعقوب ساکن موضع کچھری پور سیتا مڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۲۹ دسمبر ۱۹۷۷ء۔۔۔۔۔ ۱۹۹۷ء میں سند قراءت حاصل کی

فراغت: ۱۹۹۶ء

مشغلہ: قرآن و حدیث دیگر دینی فنون کی تعلیم دینا۔ ناظم اعلیٰ مدرسہ جمال مصطفیٰ، جگننجر احمد پور تحصیل آنولہ بریلی شریف میں ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں

(۸۳) مولوی رضوان احمد توری ولد مطیع الرحمن رضوی ساکن جہان پور، پورٹہ بہار

تاریخ پیدائش: - یکم مئی ۱۹۷۴ء

فراغت: ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء

(۸۴) مولوی محمد منصور عالم نوری ولد محمد مشتاق عالم ساکن بڑا پوکھڑا اکھاڑہ طیب پور ضلع کشن گنج بہار

تاریخ پیدائش :- (۲۵ جولائی ۱۹۷۷ء)

فراغت :- ۱۷ / جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۱ / ستمبر ۱۹۹۷ء

مشغلہ: دارالعلوم حسینی فخری چشتی خواجہ نگری سہاگپور، شہد ول ایم پی میں درس و تدریس علاوہ ازیں وطن مالوف قصبہ

طیب پور میں انجمن رضا نے نوری کا قیام اور ہر سال ماہ شوال میں جشن یوم رضا کا اہتمام کرنا۔

(۸۵) مولوی محمد عیسیٰ قادری ولد محمد مستقیم ساکن مرگان بازار سیتا مڑھی بہار

تاریخ پیدائش: ۵ دسمبر ۱۹۷۷ء

فراغت:- ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ/۲۱ نومبر ۱۹۹۷ء

مشغله :- امام و خطیب سنگھری مسجد و ایہ سنت پور ضلع سیدان بہار

(باقی صفحہ ۲۲۸ پر)

طریقے سے علم حاصل کرنا ایک مشکل کام تھا اس لئے باقاعدہ تعلیمی انتظام کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ اور ادارہ سازی کا نظریہ زوروں پر ابھر آیا تو ہمارے اسلاف کرام نے بڑی مشقت و جانفشانی کے ساتھ نواب و بادشاہوں کی مدد سے ادارہ قائم کرنا شروع کر دیا اور اس وقت سے آج تک یہی سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اور آج ادارہ سازی کا یہ عالم ہے کہ شاید کوئی بڑا شہر ہو جہاں کوئی دارالعلوم نہ ہو۔ انہیں اسلاف کرام کی دین ہے کہ آج جگہ جگہ دارالعلوم کی شکل میں دینی ادارے نظر آتے ہیں۔ یہ کہنے میں شاید میں حق بجانب ہوں کہ اس الحاد اور مادہ پرستی کے دور میں یہی مدارس عربیہ دین کی بقا کے ضامن ہیں اور گویا یہ ایسے پادر باؤس ہیں جہاں سے ہر مسلمان کی رگوں میں ایمان و عرفان کی برقی توانائی پہنچائی جا رہی ہے۔

دین کی تبلیغ و اشاعت میں دینی مدارس کی خدمات سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا اور چچے تو یہی دینی ادارے دین کے استحکام اور تحفظ میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان ساری خوبیوں کے باوجود آج اکثر اداروں کی افادیت دن بدن کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے اور وہ مقدس اغراض و مقاصد جن کے پیش نظر پیشرووں نے ادارہ سازی کی طرف توجہ مبذول کی تھی۔ آج دھیرے دھیرے مفقود ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے ہم دور حاضر کو سامنے رکھتے ہوئے ادارہ سازی کو دو خانوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ (۱) ادارہ سازی بغرض کنبہ پروری اور دوسرا ادارہ سازی بغرض قومی رہنمائی، اول الذکر کیلئے بانی ادارہ کا دیدار ہونا ضروری اور نہ قوم کا صحیح درد ضروری، دور حاضر سے آگاہی ضروری، اور نہ قوم کے روشن مستقبل کا خواہاں ہونا ضروری، کثیر العلم ہونے کی حاجت اور نہ فکر صحیح کے مالک ہونے کی ضرورت بلکہ اس کیلئے کم علم اور ظاہری قومی درد ہونا ہی کافی ہے۔ جبکہ آخر الذکر کیلئے بانی ادارہ کی جہاں علوم و فنون سے واقفیت ضروری وہیں اخلاق و آداب سے آراستہ ہونا بھی ضروری۔ جتنا صاحب الرائے ہونا ضروری اتنا ہی صاحب فراست ہونا ضروری اگر قوم کی موجودہ حالات سے آگاہی ناگزیر ہے تو قوم کے روشن مستقبل کی فکر بھی ناگزیر ہے۔ جس طرح ایک بانی ادارہ کیلئے فنون دینیہ کے ساتھ ساتھ فنون دنیویہ کی سخت حاجت اسی طرح فنون قدیمہ کے ساتھ علوم جدیدہ سے بھی باخبر ہونا ضروری ہیں۔ غرض کہ صحیح معنوں میں حقیقی ادارہ ساز وہی ہے جو عالم باشرع ہونے کے ساتھ عامل باشرع بھی ہو۔ کیونکہ دینی ادارہ سازی درحقیقت قوم سازی سے عبارت ہے۔ چنانچہ دور حاضر میں جب ہم عالیجناب معلی القاب

حضور اعلیٰ حضرت کی زندگی اور حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ میں وہ سارے اوصاف بدرجہ اتم واکمل پاتے ہیں جو ایک ادارہ ساز کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ اور بحیثیت ادارہ ساز اور سازِ ساز کی کسوٹی پر کھرے اترتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ دورِ حاضر کے ماہرینِ تعلیم آپ ہی کی بارگاہ کے فیض یافتہ اور خوشہ چیں ہیں۔ یہی وجہ ہے سو سال گزر جانے کے بعد بھی منظر اسلام کی افادیت اور اہمیت کم نہیں ہوئی اور آج یہ شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ منظر اسلام محض چند کمروں پر مشتمل ایک عمارت کا نام نہیں ہے بلکہ منظر اسلام اسمِ باسمنی اور ایک مکمل نظریہ تعلیم کا دوسرا نام ہے۔ حق و باطل کے مابین ایک سنگی لکیر کا نام ہے اور کفر و ارتداد اور حق و صداقت کے درمیان خط امتیاز منظر اسلام ہے۔ تقدس وحدت اور ناموس رسالت کی حفاظت کیلئے محافظِ گر ایک فیکٹری کا نام منظر اسلام ہے۔

چونکہ علم کو نور و حیات اور جہل کو ظلمت و ممات سے تشبیہ دی گئی اور اصلاحِ خلق کو علم پر موقوف رکھا گیا۔ اس لئے ہم لاریب یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہستی جس کے اندر جوہرِ علم ہوگا۔ وہ روشن خیالی اور زندہ دلی کی مالک ہوگی۔ اور اپنے علم کی روشنی میں قوم کی صحیح رہنمائی اور اچھی قیادت کر سکے گی۔ مگر بمقتضائے ”فوق کل ذی علم علیم“ علماء کے درجات میں تفاوت ضرور ہوگا سو جس کے پاس جتنا زیادہ علم ہوگا اسکا مستقبل اتنا ہی زیادہ روشن ہوگا۔ اور اسکا کام بقدرِ علم اکمل و مکمل اور مستحکم اور پائیدار ہوگا۔ اب آئیے ذرا شمسِ شریعت حضور اعلیٰ حضرت کے علم و ادب، سیاست، قیادت، عبادت و ریاضت وغیرہ اوصافِ مدوحہ کا جائزہ لیں تاکہ آپ کی ادارہ ساز شخصیت واضح ہو۔ اس سلسلے میں ہم صرف آپ کے ان القاب و اوصاف کو ذکر کرتے ہیں جو العطاء النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں مندرج ہیں اور جنکو مختلف مستفتیوں نے اپنے اپنے استفتاء میں آپ کی شانِ اقدس میں استعمال کیا ہے۔ جب کہ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ سے فتوے طلب کرنے والوں میں ایک بھاری تعداد علماء، فضلاء، محققین، مدبرین اور مفکرین کی ہے۔ لہذا ان القاب سے آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ اول الذکر سے تعلق رکھتے ہیں یا آخر الذکر سے اس ضمن میں اتنی بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان بھاری بھرکم الفاظ کو دورِ حاضر کی ترازو پر نہ تولایا جائے بلکہ ان الفاظ کو اسی زمانے کی عینک سے دیکھا جائے تو صحیح اندازہ ہوگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اس قسم کے اثر بلکہ قریب الکل الفاظ اپنی حقیقت کو چھوڑ چکے ہیں اور عام طور سے معنی مجازی میں استعمال ہو رہے ہیں۔ ایک طفلِ مکتب بھی اپنے کو علامہ بتاتا ہے اور دس بارہ سال کا کورس مکمل کر کے ہی جہالت کی

تاریکی میں بھٹکنے والا شخص اپنے آپ کو علامہ سے کم نہیں سمجھ رہا ہے۔ ایک مقرر جس کو تھوڑی بہت تقریر آتی ہو۔ وہ لفظ مولوی اور مولانا کو اپنے حق میں بے ادبی اور گستاخی تصور کرتا ہے بھلے ہی علمی لحاظ سے مولوی کی میم سے بھی واقف نہ ہو فقہ سے نا بلد بھی مفتی اور فقیہ سے کم پر راضی نہیں ہوتا ہے۔ درس و تدریس کے اصول کا ناشناس بھی استاذ الاساتذہ نکھوانے پر فخر کرتا ہے۔ کوئی بھی مدرسہ، جامعہ، (یونیورسٹی) سے کم درجہ کا نہیں ہوتا بھلے ہی وہاں ناظرہ اور ابتدائی کے بچے زیر تعلیم ہوں اس کے برخلاف قدیم زمانہ میں کسی کی شان میں اسی وقت کوئی لفظ استعمال کیا جاتا جب وہ اس کا مستحق ہوتا اور اس کے اندر معنی حقیقی پایا جاتا۔ تب کسی سے جو اہر پارے نکھرتے جب ہی اس کو کسی معتبر لفظ سے نوازا جاتا اور آج تو کسی لقب سے ملقب کرنے کیلئے صرف جبہ و ستار کا کافی ہے۔

اب ان الفاظ کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنی پیاس بجھائیں۔

بحر العلوم السقلیہ حبر الفنون العقلیہ مجدد المأۃ الحاضرۃ (جلد ۱ ص ۶)

حامی حمایت دین مفتی شرع مجتبیٰ مولانا مولوی (جلد ۱ ص ۵۷۹)

فیض مآب حاوی معقول و منقول کاشف دقائق فروع و اصول (جلد ۱ ص ۵۹۷)

مولانا الاعظم الافخم (جلد ۱ ص ۵۸۲)

عالم نبیل فاضل جلیل و فقه اللہ الجمیل بمتابعتہ سید الانبیاء صاحب الکوثر

والسلسبیل (۳ ص ۸۰)

جامع کمالات منبع برکات (جلد ۳ ص ۲۷۳)

ملک العلماء شمس الفضلاء مقتدائے اہل ایمان پیشوائے اہل ایقان (جلد ۳ ص ۳۹۱)

قدسی الالقاب (جلد ۳ ص ۳۹۶)

ذات فیض سمات قبلہ ارباب علم و کعبہ اصحاب حلم (جلد ۳ ص ۳۳۱)

سیدنا و سندنا و مرشدنا و الذخر لیومنا و غدنا و وسیلتنا و برکتنا فی الدنیا و

راس العلماء تاج الفقهاء جامع الكمالات صوريه و معنويه (جلد ۴ ص ۳۴)
جامع العلوم (جلد ۴ ص ۵۶)

هادی صراط مستقیم (جلد ۳ ص ۱۰۴)

میرے آقا میرے ہادی حضرت مولانا دام اقبالہ (جلد ۳ ص ۲۲۰)
برہان الفضلاء المتقدمین الشاہ (جلد ۳ ص ۲۲۵)

فیض بخش فیض رساں امید گاہ جاویداں (جلد ۳ ص ۳۷۷)
عالم المعی فاضل لوزعی (جلد ۳ ص ۴۴۹)

مخزن علوم حقانی و ربانی (جلد ۳ ص ۵۰۹)
مظہر انوار شریعت (جلد ۳ ص ۵۲۲)

حضور فیوض گنجور اعلیٰ حضرت تاج العلوم الشرعیه (جلد ۲ ص ۵۶۷)

اعلم العلماء افضل الفضلاء اكمل الكملاء آفتاب آسمان شريعت ماہتاب
درخشان طريقت نوربخش قلوب مومنين روشن فرمانے دين و دنيا حاکم محكمه
ايمان ماتحت حبيب الرحمن سرور ﷺ حامی دين متين اہل سنت ماحی ضلالت
و کفر و بدعت فضيلت پناہ حقيقت آگاہ امام العلماء و الفضلاء حاج الحرمین
شريفین مولانا و مقتدانا (۴ ص ۶۷۱)

فیض درجت مظہر علوم دینی و مصدر فیوض اخروی جناب مولانا با الفضل
والکمال اولیانا (جلد ۵ ص ۹۲)
حضور پرنور (جلد ۵ ص ۱۶۷)
نائب رسول ﷺ (جلد ۵ ص ۱۶۷)

مخزن علوم معدن فنون علماء دین شرع متین (جلد ۵ ص ۱۹۷)

حضور لامع النور موفور السرور قامع الشرور والفسق و الفجور حضرت عالم
 اهل السنة والجماعت (جلد ۵ ص ۲۱۰)

سامی منزلت جامع الکمالات العلمیہ والعملیہ حاوی القنون الاصلیہ والفرعیہ
مطاع مفخم نیاز کیشاں (جلد ۵ ص ۲۳۱)

ہادی دین شرع متین (جلد ۵ ص ۲۹۵)

رئيس المحققين عمدة الامين محافظ الدين رهبر شريعت و طريقت (جلد ۵ ص ۲۵۳)

سرآپا برکت منبع علوم سبحانی و معدن فیوض یزدانی جامع فروع و اصول (جلد ۵ ص ۶۶)

مجمع الفضائل منبع الفوائد كاشف دقائق شرعيه واقف حقائق عقليه وتقليه
مروج الاحاديث المصطفويه صاحب التحقيقات الرائقة زبدة السعادات الفائقة
(جلد ۵ ص ۷۷)

مرجع خاص وعام ملاذ علمائے کرام لازالت عقبہم کیف الانام (جلد ۵ ص ۸۰۴)

عالم ظاہر و باطن و معقول و مقبول (جلد ۵ ص ۸۶۵)

فضل الفضلاء عالم یگانہ روزگار (جلد ۵ ص ۹۶۲)

حبيب محبوب الله روى فداك قبله كونين وكعبه دارين معين الملت والدين
(جلد ۶ ص ۴)

مام اهل سنت عظیم البرکت (جلد ۶ ص ۲۰)

معظم ومكرم قدوة الفضلاء، فضلائنا مولانا ولينا باحاديث مصطفوی (جلد ۲ ص ۳۵)

طریقت شعار حقیقت آثار (جلد ۶ ص ۱۵۹)

الفاضل البريلوى غوث الانام مجمع العلم والحلم والاحترام امام العلماء مقدام

الفضلاء لازال بالافادة والافاضة والعز والكرم (جلد ۶ ص ۳۱۶)

جامی سنت، قیامع بدعت مرجع علماء و فضلاء (جلد ۶ ص ۴۴۴)

قبلہ دو جہاں کعبۂ دین و ایمان (جلد ۶ ص ۵۳۳)

غوثِ دوراں قطبِ زمانِ مجددِ هذا الاوان (جلد ۷ ص ۱۰۵)

محقق و مدقق شریعت پناہ (جلد ۷ ص ۲۸۱)

فضائل منزلت (جلد ۷ ص ۵۹۰)

فاضل كبير كامل تحرير امام العلماء المحققين مقدم الفضلاء المدققين

مولانا المكرم ذوالمجد والكرم صوفي (جلد ۸ ص ۱۰۸)

شمس الشریعت (جلد ۸ ص ۴۱۲)

شمس العلماء ومفتی عصر حضور انور (جلد ۸ ص ۲۱۸)

عالمی جناب معالی القاب (جلد ۸ ص ۲۵۷)

اعلم اہل سنت و جماعت موید ملت طاہرہ (جلد ۸ ص ۲۷۶)

تاج العلماء (جلد ۸ ص ۴۹۳)

افضل العلماء بركت من بركات الله مجدد دين نائب سيد المرسلين (جلد ۹ ص ۱۹۹)

آقائے نعمت دریائے رحمت (جلد ۹ حصہ دوم ص ۴۱)

شمس العلماء الذين أسوة الحكماء المحققين (جلد ۹ حصہ دوم ص ۱۲۰)

زبدة المحققين قبله ثمانية آيات أوليين عمدة الفواضل (جلد ۹ حصہ دوم ص ۱۳۲)

راس الفقهاء (جلد ۹ حصہ دوم ص ۱۶۲)

منظر اسلام کو

خراج عقیدت

مولانا جمال الدین عرف نرالے شمسی منطری۔ کچہری پور ضلع سیتا مڑھی (بہار)

جامعہ منظر اسلام“ پر کچھ لکھنے اور کہنے سے جامعہ منظر اسلام کی تعریف و توصیف کا حق تو ادا نہیں ہوگا۔ ہاں البتہ اس کی مدح و ستائش میں تحریر کئے ہوئے چند جملے قلم کار کو ذاکرین و واصفین کی فہرست میں شامل کر دیں گے۔ اور منظر اسلام کے واصفین کی فہرست میں شامل ہونا علیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، حجت الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب، مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں اور ربیعان ملت حضرت مولانا ربیعان رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے واصفین و ذاکرین کی فہرست میں شامل ہونا ہے۔ اور یقیناً جوان ”حضرات قدسیہ“ کی تعریف و تصحیف اور مدح و ستائش کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہو جائے تو یہ دنیا میں اسکی سرخروئی کا باعث اور آخرت میں اس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

مرکز اہل سنت ”جامعہ منظر اسلام“ مجدد دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی یادگار ہے۔ نہ اعلیٰ حضرت کی عظمت و شان کا کوئی جواب ہے اور نہ ”منظر اسلام“ کی رفعت و بلندی کا کوئی جواب ہے۔ منظر اسلام جس کے صحن علم سے اکابرین اہل سنت نے اکتساب فیض کیا۔ اور اس کے نور علم و فضیلت سے منور و تابناک ہو کر پرچم سنیت پر مہر و مہر و نجوم بن کر درخشاں ہوئے۔

دارالعلوم

منظر اسلام ☆ ارض ہدایات

۱۳۵۲۲ ☆ ۱۳۵۲۲

از----- حضرت سید نجیب اشرف اشرفی ایم، اے برادر سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسہ رائے چور

دارالعلوم منظر اسلام کا قیام:-

یوں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دور میں اور ان سے پہلے کئی دینی مدارس تھے مثلاً بدایوں، رامپور اور خیر آباد و فرنگی محل میں مدارس چل رہے تھے مگر جو دوام منظر اسلام کو حاصل ہوا وہ کسی اور کو نہ ہوا اور یہ بات بھی صداقت سے مزین ہے کہ اسلامی اور دینی معاشرے میں علمائے حق کا اور مجددین کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے اہل سنت کو دینی عقائد کا سامان مہیا کرنا اور اہل سنت کو دینی معیار پر قائم رکھنا اور معاشرے میں بدعقیدوں کی جانب سے کی گئی بدعقیدگی کے خلاف جہاد لسانی و قلمی میں سرگرم رہنا یہ سب علمائے حق کا اہم فرض ہوتا ہے علمائے حق کا طبقہ وہ واحد طبقہ ہے جو اپنے عقائد و عمل سے ان ذمہ داریوں کو پورا کرتا ہے گزرے ہوئے دور میں ہمارے معاشرے میں علمائے حق کا جو مقام تھا وہ ملک کے کسی دوسرے طبقے کو حاصل نہیں ہے دارالعلوم منظر اسلام کا قیام صرف اور صرف حلقہ کی اشاعت اور دین مصطفویٰ کی حفاظت کے سوا اور کچھ نہیں منظر اسلام کا سنگ اساس حضرت مجدد اسلام فاضل بریلوی کے دست مبارک سے رکھا گیا اور تاریخی نام منظر اسلام (۱۳۴۲ھ) رکھا۔ تاکہ یہ اسلامی فوج اس اسلامی چھاؤنی میں تربیت حاصل کر کے

اسلام کے حقیقی مناظر کو اپنی نگاہ علمی سے دیکھ سکے۔ امام احمد رضا اس آیت یعنی ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ“ اور اس آیت یعنی، اللہ کے رسول کے وفادار جو کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں، کی بنیاد پر صرف اللہ و رسول کا خوف دل میں پیدا کر کے زندگی بھر ان کی اتباع کریں اور صادقوں کے دامن رحمت سے وابستہ رہیں صادقوں سے مراد اللہ نے جن پر انعام کیا یعنی نبیین، صدیقین، صالحین، شہداء، اولیاء مجددین کے دامن سے وابستہ رہنے کیلئے اس درس اسلامیہ ایمانیہ کا سنگ بنیاد رکھا تاکہ علمائے حق صادقوں کے ساتھ رہ کر حماء بینہم اللہ اعلیٰ الکفار کی عملی تفسیر بکھر رہیں اور اس شعر کے حامل بنیں۔

دشمن احمدیہ شدت کیجئے
ملاحدوں سے کیا مروت کیجئے

تمام مدارس دینیہ میں منظر اسلام بریلی شریف وہ واحد ادارہ ہے جس کو حضرت مجدد اسلام فاضل بریلوی نے اپنی آمدنی کا آدھا حصہ کتب دینیہ ایمانیہ کی اشاعت اور ”منظر اسلام“ کیلئے مختص فرمایا تھا یہاں یہ بات بھی قابل غور ہو کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی حیات مبارکہ میں کوئی کام ایسا نہیں کیا اور نہ ہی اپنے خلفاء و عقیدتمندوں کو کرنے دیا جس سے ذرہ برابر بھی خدا و رسول کی ناراضگی ہو تو جب سرکار بریلی رضی اللہ عنہ نے ایک دینی ادارے کا سنگ بنیاد رکھا تو ضرور خدا اور رسول کا فضل و کرم اور ان کی رضا اس میں شامل تھی تو جب مجدد دین و ملت پر خدا اور رسول کا اتنا فضل و کرم ہو تو وہ ”منظر اسلام“ دینی مدارس میں افضل و اعلیٰ کیوں نہ ہوگا؟ حضرت فاضل بریلوی کا منظر اسلام کا قائم کرنا اور اس میں تعلیم صرف اور صرف خدا اور رسول کا فضل حاصل کرنا اور بدعتا کد سے امت مسلمہ کی حفاظت کرنا تھا اسی لئے اعلیٰ حضرت نے منظر اسلام چلانے کیلئے نہ ہی سرمایہ دار طبقے کی چالوسی کی، اور نہ ہی انکو خاطر میں لائے صرف خدا اور رسول کی نصرت اور سرکارِ غوث پاک کی عنایت سے اس ادارے کو قائم کیا اور حقیقت میں وہ طالب علم صحیح اجر و ثواب کا مستحق ہوا جس نے منظر اسلام میں مجدد اسلام سے تعلیم حاصل کی کوئی مفتی اعظم ہند، کوئی شیر پیشہ اہل سنت ہوئے تو کوئی عید الاسلام ہوئے تو کوئی برہان الحق ہوئے تو کوئی ملک العلماء۔ یہ اعلیٰ حضرت کی تعلیم کا صدقہ ہے۔

منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کی صرف تعلیم یہ تھی کہ شریعت محمدی کی روشنی میں اپنے کو پورا اسلام کے سانچے میں

ڈھال لویہ ہے منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کی تعلیم مگر موجودہ مدارس دینیہ کو دیکھئے اب کوئی بھی ادارہ منظر اسلام کے جیسا نہیں ہے نہ کوئی مفتی، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند اور مفسر اعظم ہند جیسا مفتی ہے اور نہ ملک العلماء، شیر پشہ اہل سنت جیسے مصلح سنی عالم دین ہیں یہ فضل خداوندی سرکار بریلی کے توسل سے منظر اسلام پر ہے چنانچہ منظر اسلام کے طالب علم کو دیکھئے اور سرکار بریلی کے علمی فیضان کو دیکھئے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ سرکار بریلی کے منظر اسلام کی تمام مدارس دینیہ میں یہ خصوصیت ہے کہ اس کی تولیت بلا کسی شرکت غیر خاندان اعلیٰ حضرت میں رہی اور اعلیٰ حضرت کے زمانے میں منظر اسلام کے ناظم حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ متولی ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مفسر اعظم ہند حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب متولی ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے اکبر حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ متولی ہوئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے اکبر حضرت علامہ سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں قبلہ متولی ہیں اسی طرح سے آستانہ مقدسہ رضویہ کے پہلے سجادہ نشین حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے اکبر حضرت مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سجادہ نشین ہوئے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے اکبر حضرت علامہ سبحان رضا خاں صاحب قبلہ سجادہ نشین ہوئے یعنی چار پشتوں سے خاندان اعلیٰ حضرت میں سجادگی چلی آ رہی ہے اور تقریباً پانچ پشتوں سے منظر اسلام کی "تولیت" یہاں نہ کوئی دوسرا سجادہ نشین ہونے کا سبحانی میاں کی موجودگی میں دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ منظر اسلام کا متولی ہونے کا دعویٰ اگر کوئی دانستہ و نادانستہ دعویٰ کرے تو شریعت اسلامیہ اور خاندانی وارثت و رسم و رواج جسکو موجودہ وقائی قانون میں کسٹم کہتے ہیں باطل دعویٰ ہوگا، نہ یہاں کوئی کمیٹی بنائی جاسکتی ہے اور نہ ہی کوئی ٹرسٹ بن سکتا ہے جیسا کہ آجکل کچھ مدارس میں دیکھنے میں آ رہا ہے اعلیٰ حضرت نے منظر اسلام کے ساتھ دینی کتب کی اشاعت کیلئے اپنے عرف خاص سے ایک پریس بھی خریدا تھا وارا العلوم منظر اسلام کے قیام کی دوسری وجہ یہ ہے کہ کفر و ضلالت سے سماج ماحول بگڑا ہوا تھا یہ گمراہیت اداروں کے مدارس کے نام پر کی جا رہی تھی فاضل بریلوی کی یہ عادت کریمہ تھی کہ اگر

کوئی بد مذہب زبان و تقریر سے گمراہیت کو پھیلارہا ہے تو آپ تقریر کے ذریعے گمراہیت کو دور فرماتے اگر تحریر کے ذریعے گمراہی ہو رہی ہو تو تحریر و تصانیف کے ذریعے رد فرماتے مدارس کے ذریعے جیسا کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، دارالعلوم دیوبند، سرسید احمد خان علی گڑھی کا جامعہ، ان سے گمراہی آپ نے ملاحظہ فرمائی تو آپ نے منظر اسلام کے ذریعے ندوۃ العلماء، دیوبند اور علی گڑھی کا قلع قمع فرمایا۔ ایک سبب منظر اسلام کے قیام کا یہ تھا جس کو مولانا محمود احمد قادری، مولانا ابراہیم صاحب، خوشتر لندن نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری اور حضرت استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وجہ الاسلام علیہم السلام نے سب بھرائے وہم خیال ہو کر حضرت مولانا حکیم سید امیر اللہ شاہ بریلوی کو ان کی سیادت کے پیش نظر اس کام کیلئے منتخب فرمایا کہ اعلیٰ حضرت ان کی سیادت کی وجہ سے انکار نہیں فرمائیں گے چنانچہ حکیم سید امیر اللہ شاہ بریلوی اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سب کی طرف سے مدرسہ قائم کرنے کی درخواست کی اعلیٰ حضرت نے اپنی تصنیفی مصروفیات کے سبب انکار فرمایا تب حکیم صاحب نے فرمایا کہ قیامت کے دن اگر پوچھا جائے گا کہ بریلی میں وہابیت کو فروغ کس نے دیا تو میں آپ کا نام لوں گا حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا وہ کیوں کر؟ حکیم صاحب نے کہا کہ آپ مدرسہ قائم نہیں کرتے۔ اس لئے فاضل بریلوی نے فرمایا کہ میں اپنی تصنیفی مصروفیات کی وجہ سے انتظامی امور کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا حکیم صاحب نے فوراً کہا کہ حضرت حجۃ الاسلام اور مولانا حسن رضا خاں صاحب انتظام فرمائیں گے چنانچہ مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور مولانا عبدالرشید صاحب عظیم آبادی دو طلباء سے مدرسے کا افتتاح ہوا اور مجدد اسلام رضی اللہ عنہ نے حدیث پاک کے درس سے مدرسے کا آغاز کیا اور منظر اسلام تاریخی نام رکھا گیا۔ چنانچہ منظر اسلام میں سب سے پہلے مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور مولانا عبدالرشید صاحب مولانا امیر اللہ بریلوی اور مولانا حامد حسن رام پوری جو مولانا ارشاد حسین رامپوری کے خاص شاگرد تھے، سے درسیات کا کلمہ فرمایا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف کا درس لیا اور علم جفر و تفسیر کا علم حضرت فاضل بریلوی سے حاصل فرمایا اور فاضل بریلوی ہی سے تصوف کی مشہور کتاب عوارف المعارف پڑھی اور شعبان ۱۳۲۵ھ میں کثیر علماء کرام کے مجمع میں مجددین و ملت نے مولانا ظفر الدین بہاری کی دستار بندی کی اور فضیلت کی سند عطا کی اس کے بعد تشنگان علم جوق در جوق منظر اسلام آتے گئے

اور فاضل بریلوی سے علمی پیاس بجھاتے گئے شیر پیشہ اہل سنت کیلی بھیت سے آئے مظہر اعلیٰ حضرت ہوئے۔ منظر اسلام میں فاضل بریلوی سے کسب علم کرنے والے چند کے اسماء درج ذیل ہیں۔

مفتی غلام جان ہزاروی :-

حضرت مولانا غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ جن کے اجداد کرام سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان آئے آپ نے ناظرہ قرآن اور فارسی کی ابتدائی کتابیں والد ماجد ہی سے پڑھیں پھر اعلیٰ حضرت کے مدرسہ منظر اسلام کی شہرت سن کر بریلی شریف تشریف لائے اور شمس العلماء حضرت مولانا قطب پور حسین رام پوری جو مجدد اسلام کے دور میں منظر اسلام کے صدر مدرس تھے ان سے اور صدر الشریعہ سے تعلیم حاصل کی ۱۳۳۷ھ کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں حضرت مجدد اسلام نے اپنے دست اقدس سے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی پھر فراغت کے بعد اعلیٰ حضرت کے حکم سے منظر اسلام میں مدرس مقرر ہوئے اعلیٰ حضرت نے شرح ملا جامی پڑھانے کا حکم دیا تھوڑے ہی عرصے میں آپ کے اسلوب تدریس سے اعلیٰ حضرت بیحد مطمئن ہوئے اور آپ نے اعلیٰ حضرت کے حکم سے مسجد بی بی جی میں امامت و خطابت کا کام انجام دیا۔

حضرت عزیز الحسن :-

حضرت مولانا عزیز الحسن پھونڈوی علیہ الرحمہ المتوفی ۱۳۶۲ھ کی ابتدائی تعلیم حضرت مولانا اخلاص حسین چشتی کی نگرانی میں ہوئی پھر حضرت مولانا مصباح الحسن سجادہ نشین خانقاہ صدیہ پھونڈ کی توجہ و عنایت سے دارالعلوم منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت سے داخلہ حاصل کر کے حضرت صدر الشریعہ اور مولانا شاہ رحمہمہی سے تعلیم حاصل کی اسکے بعد مجدد اسلام نے آپ کو بیعت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

حکیم عزیز غوث بریلوی :-

حضرت مولانا عزیز غوث بریلوی جو حضرت آل احمد سید شاہ اچھے میاں مارہروی علیہ الرحمہ کے خلیفہ کے پوتے تھے آپ کو منظر اسلام میں خصوصی شاگردی کا شرف حاصل رہا منظر اسلام میں فن طب میں بھی کمال حاصل کیا۔

حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری :-

حضرت علامہ مولانا محمد احسان علی مظفر پوری نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں پڑھنے کے بعد منظر اسلام میں مولانا رحمہ الہی اور مولانا نور الحسنین فاروقی راہپوری سے تعلیم حاصل کی اور سلوک کی تعلیم حضرت مجدد دین و ملت سے حاصل کی تکمیل علم کے بعد منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کے حکم سے مدرس ہوئے اور تقریباً بیس سال تک منظر اسلام میں حدیث و تفسیر کا درس دیا۔

حضرت مولانا حامد علی :-

حضرت علامہ مولانا حامد علی فاروقی علیہ الرحمہ نے جو پرتاب گڑھ کے رہنے والے تھے منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت کی ایماء پر مولانا نور الحسنین فاروقی اور مولانا رحمہ الہی سے تعلیم حاصل کی ۱۳۴۰ھ میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے سند علم عطا فرمائی آپ زمانہ طالب علمی ہی میں اعلیٰ حضرت سے مرید ہوئے ۱۳۸۸ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت یقین الدین بریلوی :-

حضرت مولانا محمد یقین الدین بریلوی کی بریلی شریف میں ولادت ہوئی آپ حضرت مجدد دین و ملت کے خاص شاگردوں میں تھے منظر اسلام میں مجدد اسلام سے تعلیم حاصل کی اور اعلیٰ حضرت کے حکم سے منظر اسلام میں فتویٰ نویسی کا فریضہ انجام دیا آپ اعلیٰ حضرت کے مرید و خلیفہ تھے ۱۳۶۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت مولانا یار محمد :-

حضرت علامہ مولانا یار محمد بندیاں ضلع مرگودھا میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم لاہور کے علماء سے پڑھنے کے بعد بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت کے حکم سے مولانا ہدایت اللہ صاحب سے علم حاصل کیا آپ کا ۱۳۳۷ھ میں وصال ہوا الغرض منظر اسلام میں اعلیٰ حضرت سے تعلیم حاصل کرنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے ہم کہاں تک بیان کر سکتے ہیں اور قارئین کو اس مقالے میں منظر اسلام کے اغراض و مقاصد اور امام احمد رضا کے نظریہ تعلیم کا اندازہ ہوگا۔ کہ منظر اسلام سے جو پڑھ کر نکلا تھا وہ زمانے اور اہل سنت کا رہبر ثابت ہوا اور یہ صرف اعلیٰ حضرت کی تعلیم و تربیت کا فیضان ہے۔



عرس نوری پائندہ باد

۱۰۔ عبد الرحمن خان نقاد کی ایڈیٹر مہتممہ خدایا

بتاریخ: ۱۳ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ مارچ ۲۰۰۲ء بروز جمعرات

بہمقام : خانقاہ عالیہ رضویہ، نورپور، سوداگران بریلی شریف

باجتہام: صاحب سجاد و حضرت مولانا الحاج محمد سبحان رضا خاں صاحب قبلہ

ہم کرڈوں مسلمانوں کے روحانی و مذہبی پیشوا، تاجدار اہل سنت، آقائے نعمت، مرشد برحق، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اگرچہ ۲۱ سال پہلے اپنے ارادتمندوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔ مگر آج بھی ان کی جلالت ہوئی ”شیخ عشق و محبت“ اپنی ظلمت کش کرنوں سے قلوب عالم کے نہاں خانوں کو تابناک کر رہی ہے۔ ان کا نورانی چہرہ اور دلکش قد و قامت اگرچہ اہل عقیدت کے سر کی آنکھوں سے روپوش ہے مگر ان کا دلنشین ہیکر، اور ایمان افروز نظارہ دل کی چشم بینا سے پوشیدہ بھی نہیں۔ لمحہ لمحہ ان کی یادیں، گھڑی گھڑی ان کا تصور، بات بات پر ان کا چہرہ چاگویا اہل ارادت کی محفلوں میں وہ ہمہ دم موجود ہیں۔ اور اپنے ماننے والوں سے قطعاً دور نہیں ہے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار

جب ذرا گردن جھکائی دیکھی لی

اب سے ۲۱ سال قبل ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء شنبہ ۱۴۰۲ھ ۱۴ محرم الحرام کی شب میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رب سے وصال کیا۔ لہذا تاریخ وصال پر ”ارادتندان مفتی اعظم“ عرس مفتی اعظم کا انعقاد کرتے ہیں اور اپنے عظیم رہنما کی بارگاہِ ولایت و کرامت میں عقیدتوں کا خراج پیش کرتے ہیں۔

۱۳، ۱۴ الحرام کو پوری دنیا نے سنیت میں حضور مفتی اعظم ہند کے نام پر ہزاروں عرس کے جلسوں اور کانفرنسوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ جن میں مفتی اعظم ہند کے اوصاف و محاسن، خصائل و شمائل اور فضائل و مناقب کا نہایت دلنشیں انداز میں بیان ہوتا ہے۔ اور ان کی ”عبقری شخصیت“ کو گونا گوں حیثیات سے متعارف کرایا جاتا ہے۔

علم و حکمت کی سرزمین ”بریلی شریف“ میں خانقاہ رضویہ، نوریہ کی روح پرور فضا میں ہر سال ۱۳ محرم الحرام کو عرس مفتی اعظم ہند کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں اطراف و جوانب نیز دور دراز سے ہزاروں عاشقان رضویت شرکت کرتے ہیں۔ عرس اعلیٰ حضرت کی طرح اس عرس کا انعقاد بھی سجادہ نشین آستانہ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا الحاج محمد سجان رضا خاں صاحب قبلہ سبحانی میاں مدظلہ العالی کے انتظام و اہتمام میں ہوتا ہے۔

اس سال اتفاق سے ۱۳ محرم الحرام کی تاریخ ۲۸ مارچ کو تھی، اور ۲۸ مارچ ہی کو ہندوؤں کا ایک بہت بڑا تہوار (ہولی) بھی تھا۔ جس شب میں عرس وقل تھا اسی شب میں ہندوؤں کو اپنی ہولی میں آگ لگانا تھی۔ ”عرس نوری“ کا رنگین اور دیدہ زیب پوسٹر منظر عام پر آتے ہی بریلی شریف اور دیگر شہروں کے احباب نے صاحب سجادہ سے رابطہ قائم کیا۔ اور مشورہ دیا کہ اس سال عرس نوری کا پروگرام آگے بڑھا دیا جائے۔ اس لئے کہ ملکی حالات نہایت ہی ناگفتہ بہ ہیں۔ پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو دشمنان اسلام حقارت کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور جہاں موقع پار ہے ہیں وہیں مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کر رہے ہیں۔

گجرات میں مسلمانوں کا خون بے دریغ بہایا جا رہا ہے، ان کی املاک کو شری پسندوں کے ذریعہ تباہ و تاراج کیا جا رہا ہے۔ زندہ مسلمانوں کو انہی کے مکانوں اور دوکانوں میں مقفل کر کے جلایا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں ”ہولی“ کی تاریخ بھی میں ”عرس مفتی اعظم“ کا انعقاد نہایت غیر دانشمندانہ اقدام ہوگا۔ مفتی اعظم کے ارادتمند رات میں دو دروازے سے پیدل، سائیکل، رکشہ، یا موٹر سائیکل سے خانقاہ عالیہ رضویہ سوداگران کی طرف آئیں گے۔ اور رات میں اگر بجکر ۴ منٹ پر قتل شریف کر کے اپنے مکانوں کی طرف جائیں گے۔ ہندو شراب کے نشے میں چور اور عقل و دانش سے نفور اسی حالت میں ہولی میں آگ لگا کر ٹاپنے، کودنے، کھیلنے، رنگ ڈالتے میں مصروف ہوں گے۔ ایسے میں مسلمانوں کیلئے کوئی بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ لہذا آپ اجمال عرس نوری آگے بڑھا دیجئے۔ ملکی حالات کے مد نظر یہ نہایت ضروری ہے۔ صاحب سجادہ

حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں سب کی باتوں اور مشوروں کو بغور سنتے رہے۔ مگر اپنے بزرگوں کے روحانی تصرفات پر کامل یقین کے سبب آپ نے ”عرس نوری“ کو ملتوی نہیں کیا جو صد فیصد صحیح اور درست اور مناسب ثابت ہوا۔

۳۱ محرم الحرام کو جو خانقاہ عالیہ رضویہ پر ”حسب روایت ماضی“ عرس نوری کا پروگرام شروع ہوا۔ تو لوگ جوق در جوق کشاں کشاں خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر پہنچنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے خانقاہ کی چھت گزشتہ سالوں کی طرح پڑ ہو گئی اور کسی بھی زاویے سے، کسی بھی انداز، کسی بھی رخ سے لوگوں کی تعداد کی کمی کا اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ وہی گزشتہ سالوں جیسا ماحول وہی رنگ، وہی کیفیت وہی انداز، وہی جذبات، وہی حوصلہ، وہی شان و شوکت، وہی آن بان، وہی نعروں کا ماحول، وہی داد و تحسین کی فضاء، وہی جوش و ولولہ اور وہی عقیدہ مندانہ نفسیگی پورے عرس نوری کے ماحول پر طاری رہی۔ قتل شریف کے بعد لوگ مفتی اعظم ہند کی عقیدتوں کا چراغ جلا کر ان کے تصور میں ڈوب کر رات ہی میں اپنے مکانوں کی طرف منتقل ہو گئے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے ہر طرح ان کی اعانت و تحکیمی فرمائی۔ کسی مقام پر بھی کسی مسلمان کو کسی غیر شائستگی کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔ آخر لوگوں نے یہ تسلیم کیا کہ صاحب سجادہ کا فیصلہ بالکل حق اور درست تھا۔ انہوں نے اپنی دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بزرگوں پر کامل یقین کیا اور سب کچھ بزرگوں ہی کے حوالے کر دیا۔ لہذا بزرگوں نے ان کی بھی مدد فرمائی اور اپنے زائرین کی بھی مدد فرمائی۔ جو لوگ عرس نوری میں دو روزہ دراز سے آئے تھے وہ رات میں نہیں جا سکتے تھے۔ لہذا ان بیرونی حضرات کے قیام و طعام کا صاحب سجادہ نے معقول نظم کیا تھا۔ بیرونی حضرات نے قیام کیا۔ صبح کو بعد فجر ناشتہ اور کھانے کا بہتر انتظام تھا۔ کھانا کھایا۔ اور دن میں خانقاہ عالیہ رضویہ کے فیضان سے مستفیض ہوتے رہے۔ رضا مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی اور اس کے بعد آستانہ بوسی کے بعد خانقاہ شریف سے رخصت ہو گئے۔ الحمد للہ! کسی بھی مقامی یا بیرونی اراکین کو عرس نوری میں آتے یا جاتے ہوئے کسی زحمت یا کسی ناخوشگوار کیفیت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ یہ بزرگان رضویت علیہم الرحمۃ کے روحانی تصرفات کی تازہ ترین مثال ہے۔

حسب دستور ماضی اس سال بھی عرس نوری کا رنگین اور خوش منظر پوسٹر عرس کا اعلان کرتا ہوا خانقاہ عالیہ رضویہ کے روحانی سال سے رونما ہوا۔ ”عرس نوری“ کا پوسٹر ۲۰×۳۰ کے سائز پر مختلف رنگوں اور دلکش ڈیزائنوں سے مزین نہایت خوبصورت اور پرکشش تھا۔ پوسٹر منظر عام پر آتے ہی لوگ عرس مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی یادوں کے سمندر

جامعہ منظر اسلام تاریخ کے آئینے میں

از: - تھکیل احمد قریشی اعظمی، امام قادری مسجد ۳۸، مالوئی بلاڈ میسٹی

سرزمین بریلی شریف یوپی کا ایک مشہور و معروف ضلع ہے جو کھننور اور رائے بریلی کے اطراف میں واقع ہے جو بریلی شریف اور ضلع بریلی کے نام سے شہرت یافتہ ہے جس طرح یوپی کے تقریباً ۶۵-۷۰ اضلاع میں تاریخی اعتبار سے جو پنور کو انفرادی مقام اور لقب شیراز ہند کا حاصل ہے۔ اسی طرح بریلی شریف کو بھی علمی و ادبی فنی و عرفانی اعتبار سے ممتاز مقام حاصل ہے اور امتیازی شان رکھتا ہے۔ اور بریلی شریف کو مرکز اہل سنت کا مقام بھی حاصل ہے اور اکثر کہا بھی جاتا ہے۔ سنیوں کا مرکز بریلی شریف۔

اور یہ حقیقت بھی ہے اسی ضلع بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں وہ بزرگان دین اور نامور عالم دین خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اول حضرت مولانا تقی علی خاں علیہ الرحمہ اور دوسرے حضرت مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ انہیں حضرات کی نسبت سے خانوادہ رضویہ پھل پھول رہا ہے اور شاد و آباد ہے۔ مزید یہ کہ رضوی فیضان پوری دنیا میں پہنچ رہا ہے۔ انہیں کے چشمہ چراغ ہیں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا الحاج احمد رضا خاں قدس سرہ (ولادت ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء) وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء)

آج سے تقریباً سو سال پہلے امام اہل سنت نے سوداگران بریلی شریف میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی اور قائم و دائم فرمایا۔

تاریخ خبری شریف پر مولانا اعجاز انجم لطفی رقم طراز ہیں۔

”بریلی شریف ہندوستان کے ممتاز شہروں میں ایک مشہور و معروف شہر ہے۔ ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام میں ایک مشہور و معروف شہر ہے۔ اس کی شہرت کے مختلف راز ہیں لیکن ان تمام میں سب سے اہم راز اعلیٰ حضرت عظیم لہرکت مجددین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات ہے۔ فاضل بریلوی

حضرت شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی لکھنوی (وصال ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء)

حضرت برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری مولد و مدفن جبل پور صوبہ مدھیہ پریش

حضرت محبوب ملت علامہ محبوب علی خاں لکھنوی شرمینی

حضرت حبیب الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی مولد و مدفن بریلی یوپی (وفات ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۲ء)

حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی مولد و مدفن بریلی یوپی (۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء وصال ۱۳۰۲ھ / ۱۹۸۱ء)

حضرت محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی مولد و مدفن کچھوچھو شریف فیض آباد یوپی

حضرت مولانا تقدس علی خاں مولد بریلی مدفن پاکستان

حضرت مولانا دقار الدین پاکستان وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مذکورہ اکابرین علماء وہ ہیں جن کے علمی میدان و علمی فیضان کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا اور سبھی حضرات اپنی گونا گوں صفات

و خصوصیات کے سبب امام غزالی کے پرتو نظر آتے ہیں۔ عوام و خواص اہل سنت کیلئے یہ نفوس قدسیہ مشعل راہ ہیں۔ یہ سب

کے سب اسی جامعہ منظر اسلام کے خوش چیں ہیں۔

علم و فن کے امام تو نے دیئے یہ تیری شان منظر اسلام (مفتی فاروق)

اب ان حضرات کے شاگردوں کا جائزہ لیا جائے جو خود بھی ایسے بانی فیض با اثر تھے کہ جہاں پر بیٹھ گئے وہیں پر جنگل

کو منگل بنا دیا۔ (اس کی زندہ مثال حافظ ملت اور محدث اعظم پاکستان ہیں) اور اسے نئے طور طریقے سے رہنے اور بننے

کی ترغیب دیدی وہ لوگ خود دوسرا پامر کز عقیدت اور مرکز انجمن تھے۔

حافظ ملت استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالعزیز مراد آبادی مدفن مبارکپور اعظم گڑھ بانی الجامعۃ الاشرفیہ (ولادت

۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء وصال ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء)

محدث اعظم پاکستان حضرت استاذ العلماء علامہ سردار احمد رضوی گورداس پوری مدفن لاکل پور بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام

لاکل پور پاکستان (ولادت ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء وصال ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)

صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اشرفی مولد و مدفن میرٹھ یوپی (وفات ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء)

☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆ جشن صد سالہ منظر اسلام ☆

خیر الاذکیا حضرت علامہ غلام یزدانی اعظمی مد لدگھوسی مدفن بریلی شریف یو پی ، بانی دارالعلوم شمس العلوم گھوسی ضلع متو)
 وفات ۲۷/۱۳۷۲ھ (۱۹۵۲ء)

شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی وقاسمی مولد و مدفن گھوڑی سابق استاذ مدرسہ قاسم البرکات مارہرہ شریف ضلع ایبہ
(ولادت ۱۹۰۲ء)

حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی مجددی مولودہ فی گھوسی (مصنف سیرت المصطفیٰ

۱۹۰۴ء وصال ۱۳۰۱ھ (۱۹۸۸ء)

مصدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین رضوی اشرفی مولد و مدفن مراد آباد یوپی بانی جامعہ نعیمیہ و مفسر خزائن العرفان (ولادت ۱۳۰۰ھ وفات ۱۳۶۲ھ)

مستاذ الاساتذہ حضرت علامہ عبدالحق صاحب الاذہری اعظمی مولد گھوسی مدفن پاکستان بانی دارالعلوم امجدیہ کراچی (ولادت ۱۳۳۳ھ)

شمس العلماء حضرت قاضی شمس الدین جعفری جو پوری مولد و مدفن شیراز ہند جو پوری مصنف قانون شریعت (ولادت ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۵ء وفات ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۷ء)

مید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ برکاتی مولود و مدفن مارہرہ مطہرہ لیثہ یوپی، والدہ محترمہ حضرت سید نفیسی میاں ولادت ۱۳۳۲ھ وفات ۱۳۹۲ھ

فتح المعقولات حضرت علامہ محمد سلیمان بھگلپوری مولد ودفن بہار صوبہ ضلع بھگلپور (وفات ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء)
مدت مکی حضرت علامہ ثناء اللہ امجدی بانی مدرسہ حنفیہ بحر العلوم کھیری باغ منو ناتھ بھنجن یوپی مولد ودفن موضع سابق
طیب و امام مری مسجد جوک

سیحان ملت حضرت ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں رضوی مولد و مدفن سوداگران بریلی ضلع یوپی (ولادت ۱۳۵۲ھ
۱۹۳۱ء وفات ۱۳۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

یہ حضرات علم و فن اور شریعت و طریقت کے آفتاب و ماہتاب تھے ان باکمال اور عمیقی شخصیتوں سے لوگ زمانہ دراز تک علمی فیضان سے مالا مال ہوتے رہے ان حضرات نے سایہ منظر اسلام اور دامن منظر اسلام میں رہ کر علم دین سے استفادہ کیا۔ حصول علم کے بعد سیر وانی الارض کی طرح ملک کے گوشے گوشے خطے خطے اور طول و عرض میں پھیل گئے۔ منظر اسلام کے دیئے ہوئے نظریات و اصول و ضوابط اپنے دل میں جذبہ دینی لئے ہوئے ملک و بیرون جیسے ہندوستان، بنگلہ دیش، امریکہ و افریقہ لندن و برطانیہ، ماریشس و اسیٹین، چین و نیپال، سعودیہ و دبئی وغیرہ میں بھی فیضان منظر اسلام پھیلاتے و لاتاتے رہے۔

تقریباً آج بھی فاضلین منظر اسلام و فارغین منظر اسلام ہر ملک و ہر جگہ بالواسطہ یا بلا واسطہ پائے جاتے ہیں۔ مگر ماضی بعید اور ماضی قریب میں بھی خدمت دین متین میں شب و روز سرگرم عمل ہیں۔

گزرے ہوئے زمانہ میں بھی منظر اسلام کے فارغ التحصیل میں گرانمایاں جو ہر جیسے مفکر، مناظر، مدرس، ادیب، فقیہ، محدث، مفتی، مصنف، مقرر، سرفہرست پائے جاتے تھے اور حال و مستقبل میں بھی پائے جائیں گے۔ مذکورہ حضرات کے علاوہ موجودین اکابرین علماء اہل سنت (جو فی الوقت وصال فرما گئے اور کچھ ابھی باحیات ہیں) جامع کمالات شخصیت کے ساتھ ساتھ مجمع الفضائل والکمال اور تبحر علمی کے پیکر نظر آتے ہیں۔ چند یہ نام فقیہ عصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ مولد و مدفن گھوسی (ولادت ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء)

حضرت علامہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ مدفن پاکستان

حضرت علامہ محمد ایوب رضوی علیہ الرحمہ مولد بہار مدفن ماریشس (ولادت ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء وفات ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء)

قاضی شریعت حضرت علامہ محمد شفیع اعظمی نوری علیہ الرحمہ خلیفہ محقق اعظم ہند مولد و دفن مبارک پور اعظم گڑھ (ولادت ۱۹۲۰ء وفات ۱۳۱۰ھ ۱۹۹۶ء)

مذکورہ بالا شخصیات جن کا ذکر خیر ابھی اوپر گزرا۔ یہ تمام کے تمام منظر اسلام کے مشہور و معروف تلامذہ و اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اگر مذکورین کے الگ الگ حالات قلم بند کئے جائیں تو اس کے لئے کافی صفحات درکار ہیں ایسے ہی یہ مبارک ہستیاں شہرت و ناموری میں بے مثال ہیں۔ بس اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ باغ فردوس جامعہ منظر اسلام کے

روحانی سپوت لائق مبارک باد اور قابل فخر فرزندوں میں سے ہیں۔

منظر اسلام کے تاریخ و کارناموں کا نقشہ بطور منظوم خراج عقیدت شاعر اپنے اشعار میں اس طرح عرض کرتے ہیں۔ بقول
حضرت مفتی محمد فاروق نوری

علم و فن کے امام تو نے دیئے	یہ تیری شان منظر اسلام
شاہد رضا و نوری کا	تو ہے ارمان منظر اسلام
اہل سنت کے برادر ہے پر	تیرا احسان منظر اسلام
شاہد ابراہیم نے بلند کیا	تیرا ایوان منظر اسلام

(۱) منظر اسلام اور صدر الشریعہ

حضرت صدر الشریعہ جو کہ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ و شاگرد اور محدث سورتی کے بھی شاگرد ہیں۔ انہوں نے اپنی خداداد صلاحیت کا لوہا منوالیا آپ کے اساتذہ بھی مدح خواں تھے۔ حضرت صدر الشریعہ بھی منظر اسلام کی درس و تدریس سے وابستہ رہے بے شمار نامور تلامذہ پیدا کئے۔

حضرت مولانا نفیس احمد قنبر از ہیں۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی عالیہ الرحمۃ والرضوان ۱۳۲۰ھ ۱۹۲۱ء کو دارالعلوم منظر اسلام بریلی کیلئے ایک ذی استعداد استاد کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت محدث سورتی نے آپ کا نام پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے طلب فرمانے پر پٹنہ سے مطب چھوڑ کر دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ (معارف شارح بخاری ص ۱۷۲)

مجدد الملتہ امام احمد رضا بریلوی کو مدرسہ منظر اسلام کیلئے مدرس کی ضرورت ہوئی تو محدث سورتی نے آپ کا نام پیش فرمایا۔ اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی قدس سرہ کے طلب پر پٹنہ سے بریلی (مدرسہ منظر اسلام) پہنچے۔ بہت جلد اپنی قابلیت اور خدا داد حسن سلیقہ شعاری کی بناء پر فاضل بریلوی کی نظر میں اور خاص بن گئے۔ (تذکرہ علماء اہل سنت)

آپ نے اپنے شیخ کا آستانہ اور منظر اسلام کی تدریس (یہ صدر الشریعہ کی محبت تھی) چھوڑ کر جانے سے معذرت کر دی

(۳) منظر اسلام اور محدث اعظم پاکستان

حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کی ذات رازدار طریقت و شریعت علم قرآن و حدیث کی بہر نیکراں تھی۔ بے پناہ اہل علم و علماء ان کے فیض روحانی و علمی سے سرشار ہوئے ہیں۔ ان کی تعلیم و تعلم خدمت درس کی منظر کشی حضرت مولانا محمد ابراہیم خوشتر اپنے الفاظ میں یوں کرتے ہیں۔

”اجیر میں خولجہ خواجگان کی چوکھٹ پر اور حضرت صدر الشریعہ کی صحبت و خدمت میں علوم و فنون کی تکمیل کی اجیر میں اپنے علم و عرفان کی پیاس مسلسل آٹھ سال بجھاتا رہا۔ قیام میں حافظ ملت، حضرت مولانا غلام یزدانی سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، حضرت صدر الصدور میرٹھی علیہم الرحمہ جو آپ کے شریک درس تھے۔ وہ سب اپنے علم و فضل میں مشاہیر روزگار رہے۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ص ۵۳، ۵۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ منظر اسلام بریلی شریف آئے تو آپ ان کے ہمراہ یہاں آگئے اس عرصہ میں آپ نے علوم عالیہ کی بعض ان کتابوں کا درس لیا۔ جن سے عام طور سے طلباء ناواقف رہتے ہیں۔

”اسی سال حضرت والاؒ ان کے ہم درس ساتھیوں نے حضرت صدر الشریعہؒ حدیث کی تعلیم مکمل کی (تعلیم کا یہ عرصہ اندازاً ۱۳۳۱ھ تا ۱۳۳۵ھ یا ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۶ء کے اوائل پر مشتمل ہے) اور وہیں (جامعہ منظر اسلام) سے فارغ التحصیل ہوئے۔

تدریس: دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں اپنی تعلیم کا آغاز کرنے والے طالب علم نے تقریباً ۸ سال بعد اسی دارالعلوم (منظر اسلام) میں حضرت حجۃ الاسلام کی سرپرستی میں مدرس دوم کی حیثیت سے اپنی تدریس کا آغاز کیا۔ اس وقت وہاں صدر المدرسین کے منصب پر آپ کے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ تھے۔ حضرت صدر الشریعہ کے تین سال بعد یعنی تشریف لے جانے کے بعد آپ منظر اسلام بریلی کے صدر المدرسین کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ اس عرصہ میں آپ نے منظر اسلام میں درس نظامی کے جملہ فنون کی منتہی کتابیں بڑی خوش اسلوبی اور کامیابی سے پڑھائیں (نیز درس کا یہ سلسلہ جامعہ منظر اسلام میں ۱۳۵۶ھ تا ۱۹۳۷ء ہے۔ (معارف شارح بخاری ص ۲۱۸ تا ۲۱۹) کے اذقل

مرکز احسانت جامعہ رضویہ منظر اسلام
کی سہ منزلہ عمارت بنام
حامدی منزل کا پرکھ منظر

